عمران سیریز
جلد نمبر
5
شکرال کا ناسور
15 - کالے چراغ
16 - خون کے پیاسے
17 - الفانسے
18 - درندوں کی بستی
ابن صفی

پیش رس

یہ رہے کالے چراغ......! آپ تک پہنچنے میں تھوڑی تاخیر ہوئی لیکن آپ کی یہ خواہش پوری کردی جائے گی کہ عمران "ایکس ٹو" ہی کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ کالے چراغ کے اشتہار میں اعلان کیا گیا تھا کہ عمران یہ کارنامہ تنہا انجام دے گا اور آدھی سے زیادہ کہانی ترتیب پا چکی تھی کہ آپ کے خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ آپ عمران کی تنہائی کو "یتیمی" سمجھتے ہیں! لہٰذا آپ کی خواہشات کے احترام میں مجھے کہانی میں بہتیری تبدیلیاں کرنی پڑیں! یہی وجہ ہے کہ کتاب آپ تک تھوڑی تاخیر سے پہنچ رہی ہے!

زیادہ تر پڑھنے والوں کی رائے یہی ہے کہ عمران ہر ناول میں ایکس ٹو ہی کے روپ میں پیش کیا جائے! کچھ ایسے بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ عمران سارے کارنامے تنہا انجام دے، لیکن ایسے حضرات کی تعداد کم ہے! بہر حال ایسی صورت میں ایک مصنف کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ کیا لکھے اور کیا نہ لکھے! پھر یہی ایک طریقہ باقی رہ جاتا ہے کہ اکثریت کے مطالبے پورے کئے جائیں! چنانچہ جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کے ناول لکھتے وقت میں یہی چیز ذہن میں رکھتا ہوں!......

ابن صفی

۲۷/دسمبر ۱۹۵۶ء

(1)

بارش اور رعد کے شور سے کان پھٹے جا رہے تھے! اندھیرے میں یہ شور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو اور اب کبھی سورج نہ دکھائی دے گا! یہ سلسلہ چار بجے شام سے شروع ہوا تھا! اب دس بج رہے تھے! لیکن اس دوران میں ایک بار بھی بارش کا تار نہیں ٹوٹا تھا!....

بیگم جعفری ایک ہلکی سی شال میں لپٹی ہوئی آرام کرسی میں نیم دراز تھیں!....ان کے چہرے پر گہرے تفکر کا غبار تھا!....ڈائیننگ روم میں ان کے علاوہ چار افراد اور بھی تھے! جو رات کے کھانے کے بعد سے اب تک یہیں بیٹھے رہے تھے اور اس دوران میں کافی کے کئی دور چل چکے تھے!.... جعفری خاندان کی بزرگ اب بیگم جعفری ہی تھیں.... حالانکہ وہ جمیل، شکیل، غزالہ اور روحی کی سوتیلی ماں تھیں۔ لیکن ان کے رکھ رکھاؤ سے سوتیلے پن کا اظہار نہیں ہوتا تھا!.... چاروں بھائی بہن بچے ہی تھے جب وہ اس گھر میں آئی تھیں! اور دو سال کے بعد خود بھی بیوہ ہو گئی تھیں----! وہ اُن کی جوانی ہی کا زمانہ تھا! لیکن ان بچوں کے لئے انہوں نے خود پر بڑھاپا طاری کر لیا تھا! اور یہ حقیقت ہے کہ وہ ان کے لئے مرمٹی تھیں!.... ابھی پچھلے ہی سال انہوں نے بڑے لڑکے جمیل کی شادی کی تھی.... جب بہو گھر آئی تو انہوں نے سارے انتظامات اس کے سپرد کر دیئے! لیکن جمیل نے اسے منظور نہیں کیا۔ وہ سب ان کی بزرگی اور برتری ہر معاملے میں رکھنا چاہتے تھے.... بیگم جعفری اکثر سوچتیں کہ کیا ان کے اپنے بچے بھی اسی طرح ان سے محبت کرتے جس طرح یہ چاروں کرتے ہیں....! وہ گھنٹوں اس موضوع پر سوچتیں لیکن آخر انہیں تسلیم کرنا ہی پڑتا کہ ان کے اپنے بچے نالائق بھی ثابت ہو سکتے تھے! کیونکہ ان کے سامنے ایسی بہتیری مثالیں ہوتیں....!

مگر آج کل وہ بہت مغموم تھیں!.... کیونکہ ان کی جنت میں ایک خبیث روح گھس آئی تھی!......اور اس نے ان کا سکون چھین لیا تھا۔ وہ جمیل کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی یہ چیز ان کے لئے بڑی تکلیف دہ تھی کہ جمیل آج بھی گھر والوں

[illegible]کے ساتھ کھانے کی میز پر موجود نہیں تھا! جمیل کی بیوی کا کملایا ہوا چہرہ دیکھتیں اور دل ہی دل میں کڑھتی رہتیں! وہ جمیل جو کبھی ان کے سامنے اونچی آواز میں بولنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا آج ہی انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیتا چلا گیا تھا! اس نے کہا تھا کہ وہ پنی مرضی کا مختار ہے!۔۔۔ جو چاہے گا کرے گا! بیگم جعفری دخل انداز نہیں ہو سکتیں! وہ سناٹے میں آ گئی تھیں! لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گئی تھیں جیسے سچ مچ ان سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہو!

اس وقت وہ شکیل کو بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے کل وہ بھی اس طرح ان کا دل توڑ دے گا!۔۔۔ شکیل جمیل سے چھوٹا تھا لیکن عمروں میں دو سال سے زیادہ فرق نہیں تھا!۔۔۔

بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگیں!۔۔۔ شکیل، غزالہ، روحی اور جمیل کی بیوی رضیہ آہستہ آہستہ گفتگو کر رہی تھیں۔۔۔ بارش کے شور کی وجہ سے شائد ان کی آوازیں بیگم جعفری تک نہیں پہنچ رہی تھیں! انہوں نے یک بیک ان کی طرف مڑ کر کہا "کیا آج تم لوگوں کو نیند نہیں آ رہی۔"

"نہیں امی!۔۔۔" شکیل بولا! "جب تک جمیل بھائی آپ کے پیروں پر ناک نہیں رگڑ لیں گے مجھے نیند نہیں آئے گی!"

"احمقوں کی سی گفتگو نہ کرو! جاؤ۔۔۔! سو جاؤ۔۔۔!"

"مجھے نیند نہیں آئے گی امی!۔۔۔ میرا دل چاہتا ہے کہ جمیل بھائی کا گلا گھونٹ دوں!"

"کیا بکواس ہے!" بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا!" ایسی بیہودگی مجھے پسند نہیں ہے!۔۔۔ اگر تم نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو میں تم سے بھی خفا ہو جاؤں گی۔ اس کا کیا قصور ہے۔ وہ تو جیسے اپنے ہوش ہی میں نہیں ہے!"

" آپ انہیں مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں امی۔"

"ہاں ٹھیک ہے! تمہیں نے تو اسکی پرورش کر کے اسے اتنا بڑا کیا ہے تم ہی کیوں نہ جانو گے!"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں!"

"میں کچھ نہیں سمجھنا چاہتی۔ جاؤ اب سو جاؤ!"

دفعتاً ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر شکیل سے بولا "ایک صاحب آپ کو پوچھ رہے ہیں!"

"اس وقت۔۔۔!" بیگم جعفری نے حیرت سے کہا! "کون ہے!"

"پتہ نہیں کون صاحب ہیں!" نوکر نے کہا! "خواہ مخواہ حجت کرتے ہیں! کہنے لگے مشتری منزل یہی ہے نا۔۔۔ یہاں شکیل صاحب رہتے ہیں نا۔۔۔ میں نے کہا جی ہاں رہتے ہیں مگر یہ

جعفری منزل ہے کہنے لگے نہیں مشتری منزل ہے۔ اس پر انہوں نے جھگڑا شروع کر دیا بولے تم مجھ سے زیادہ قابل ہو گیا! میں ایم، اے۔ بی، اے۔۔۔ نہ جانے کیا کیا ہوں!"

"اوہو!۔۔۔" شکیل بے ساختہ اچھل کر کھڑا ہو گیا! اس کا چہرہ دمکنے لگا تھا! پھر اسنے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بیگم جعفری کے سوال کا جواب دیئے بغیر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

"کیا مصیبت ہے!۔۔۔ بیگم جعفری بڑبڑائیں۔ "ایک طرح سے سب کے دماغ الٹتے چلے جا رہے ہیں! اللہ رحم کرے۔ پھر وہ نوکر کی طرف دیکھ کر بولیں!" کون آیا ہے؟"

"پتہ نہیں بیگم صاحب! انہوں نے اپنا نام بتایا تھا۔ مگر پھر ایم اے بی اے اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے۔ میں نام ہی بھول گیا! خواہ مخواہ مجھ سے لڑنے لگے کہ نہیں یہ مشتری منزل ہے!"

"جاؤ--!" بیگم جعفری ہاتھ اٹھا کر بولیں۔ اور نوکر چلا گیا!

رضیہ روحی اور غزالہ میں پھر سرگوشیاں ہونے لگی تھیں! بیگم جعفری کے چہرے پر نظر آنے والا اضطراب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا تھا!

"لڑکیو! آخر تم کب تک جاگتی رہو گی--!" وہ بڑبڑائیں!

"نیند نہیں آئے گی امی--! اس شور میں!" غزالہ نے کہا کچھ دیر خاموشی رہی، پھر بیگم جعفری نے کہا" یہ اتنی رات گئے اس طوفان میں کون آیا ہے!۔۔۔ میں سچ کہتی ہوں کہ یہ دونوں لڑکے مجھے پاگل بنا دیں گے!"

"امی--! آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہیں!" روحی بولی!" وہ بھیا کے کوئی دوست ہوں گے! ان کے زیادہ تر دوست ایسے ہی اوٹ پٹانگ قسم کے لوگ ہیں!"

"میرے خدا۔۔۔ یہ جمیل کتنا اچھا لڑکا تھا!" بیگم جعفری مغموم آواز میں بولیں! "کتابوں کا کیڑا۔۔۔ دنیا کی لغویات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی-- یک بیک اس خبیث عورت نے نہ جانے کس طرح اس کا دماغ الٹ دیا!"

"امی-- وہ عورت شیطانی قوتوں کی مالک معلوم ہوتی ہے! آپ اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتیں!۔۔۔"

"میں اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی!" بیگم جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا!

"میں نے اتنی خوبصورت عورت آج تک نہیں دیکھی!" غزالہ نے کہا۔

"کیا خوبصورتی ہے اس میں!" جمیل کی بیوی رضیہ نے برا سا منہ بنا کر کہا! "کسی لاش کی طرح سفید معلوم ہوتی ہے!"

"خدا اسے لاش ہی میں تبدیل کر دے!" غزالہ نے کہا جو شاید اس خیال سے گڑ بڑا گئی تھی

کہ کہیں اس کے اس ریمارک نے رضیہ کو دکھ نہ پہنچایا ہو!

دفعتاً شکیل کمرے میں داخل ہوا.... اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہنسی نکلی پڑ رہی تھی!

"امی! وہ میرا دوست ہے!.... بہت دور سے آیا ہے اسے پہلے ہمیں اطلاع دینی چاہئے تھی! ہم اسے اسٹیشن لینے جاتے!" اس نے کہا!

"اوہو!.... تمہیں! دوستوں سے اتنی دلچسپی کب سے ہو گئی.... تمہارا تو یہ حال تھا کہ جہاں کسی دوست کی آمد کی خبر سنی اس طرح ہونٹ سکوڑ لئے جیسے وہ ساری زندگی تمہارے ساتھ رہنے کے لئے آیا ہو!"

"یہ دوست ان سے مختلف ہے امی!.... وہ ان لوگوں کی طرح بور نہیں کرتا.... بلکہ خود ہی دوسروں کی دلچسپی کا سامان بن جاتا ہے! کہئے تو میں اسے یہاں لاؤں!...."

"وہ تھکا ہوا آ رہا ہے.... نہیں اب ہم صبح اس سے ملیں گے--! اس کا کھانا وہیں کمرے میں جائے گا--!"

"کھانا--" شکیل مسکرا کر بولا "وہ کہتا ہے میں نے پچھلے ہفتے سے کھانا نہیں کھایا!.... اور نہ آئندہ ہفتے کھانے کا ارادہ ہے!"

"دوسری خبیث روح!" غزالہ آہستہ سے بڑبڑائی اور شکیل ہنسنے لگا! پھر بولا!

"یقیناً.... اگر جمیل بھائی خبیث ارواح سے تعلق قائم کر سکتے ہیں تو پھر میں کیوں پیچھے رہوں!"

"اچھا تو پہلے میرے لئے تھوڑا سا زہر لا دو.... پھر جو تم لوگوں کا دل چاہے کرتے رہو! میں دیکھنے کیلئے نہیں آؤں گی--!" بیگم جعفری نے کہا!

"واہ.... امی-- زہر تو لاؤں گا میں ان لوگوں کے لئے جن کی وجہ سے آپ پریشان ہیں! بس دیکھتی جایئے تماشہ-- اگر وہ جادوگرنی اپنا سر پیٹتی ہوئی یہاں سے نہ بھاگے تو نام بدل دوں گا اپنا--! جمیل بھائی کے سارے فلسفے خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے--!"

"تو کیا آنے.... والا....!"

"وہ صرف میرا ایک دوست ہے! ایک بیوقوف سا آدمی! چہرے سے حماقت برستی ہے!"

"تمہارا ہی دوست ٹھہرا...." رضیہ مسکرائی! بیگم جعفری کے علاوہ اور سب ہنسنے لگے--!

"اچھا!.... بھابی.... پھر تم اسے دیکھ ہی لینا!...." شکیل نے جھینپ کر کہا! اور ڈائننگ روم سے چلا گیا!

(۲)

دوسری صبح وہ سب ناشتے کی میز پر پچھلی رات آئے ہوئے مہمان کا انتظار کر رہے تھے۔ جمیل اس وقت بھی غیر حاضر تھا! شکیل کے متعلق توقع تھی کہ وہ مہمان سمیت آئے گا! جب مہمان آیا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں! کیونکہ وہ زرد قمیض اور نیلی پتلون میں ملبوس تھا۔ گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹائی تھی! اور سر پر سبز رنگ کی فلٹ ہیٹ۔ وہ کسی ٹکنی کلر فلم کا کوئی کردار معلوم ہوتا تھا!.... اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سنجیدگی ستم تھی!

"یہ میری امی ہیں!" شکیل نے تعارف کرانا شروع کیا! "یہ بھابی رضیہ! یہ دونوں غزالہ اور روحی میری بہنیں ہیں!...."

" آپ سب سے خوش کر.... ارر.... مل کر.... بڑی خوشی ہوئی!" مہمان احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا!

"اور یہ کون ہیں!".... بیگم جعفری نے پوچھا!

"علی عمران.... ایم -ایس -سی -ڈی -ایس- سی.... آکسن!" شکیل ہنس کر بولا " آکسفورڈ میں میرے ساتھ تھے....!"

اُن سب کو شاید اس پر یقین نہیں آیا تھا! کیونکہ وہ اپنی بیساختہ قسم کی مسکراہٹیں روکنے کی کوشش کر رہی تھیں....!"

عمران سر جھکائے بیٹھا رہا! بیگم جعفری شکیل کو گھور رہی تھیں اور شکیل کا یہ عالم تھا کہ ہنستے ہنستے دوہرا ہوا جا رہا تھا!

"کیا بیہودگی ہے۔ شکیل! کیوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو!" بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا! اور عمران نے اس طرح چونک کر شکیل کی طرف دیکھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔ ویسے عمران کی حماقت آمیز سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا!

شکیل نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔ لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے!.... آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ ہی گیا!.... انہوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔

"دیکھا تم نے!...." بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں! "میں تنگ آ گئی ہوں ان لڑکوں سے!"

"شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی بے تکلف قسم کے دوست ہیں!" رضیہ نے عمران کی

طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشتے میں مصروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو!

"کچھ بھی ہو!" بیگم جعفری بولیں! "تہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہئے!"

عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا.... رضیہ غزالہ.... روحی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً بیگم جعفری نے عمران سے پوچھا! "آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں!"

"کون دونوں....!" عمران نے چمچہ ہاتھ سے رکھ کر متحیرانہ لہجے میں پوچھا!

"آپ اور شکیل--!"

"اوہ.... وہ.... جی ہاں! غالباً لندن میں پہلی بار جان پہچان ہوئی تھی.... میں کیمسٹری میں ریسرچ کر رہا تھا.... اُف فوہ! وہ بھی کیا زمانہ تھا....!"

"اب آپ کیا کرتے ہیں--!"

"سیر و تفریح کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں! پچھلے سال گنوں کی کاشت کی تھی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گڑ بنانا ہنسی کھیل نہیں ہے لہٰذا ارادہ..... وہ کیا کر دیا کیا کہتے ہیں اسے میرے ساتھ بڑی مصیبت یہ ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں آتے بہر حال ارادہ.... ارادہ ارادہ یعنی کہ...."

عمران خاموش ہو گیا اسکے چہرے پر الجھن کے آثار تھے.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لفظ کو یاد کرنے کے سلسلے میں اسی کا کلیجہ خون ہوا جا رہا ہو!.... دفعتاً اس نے خوش ہو کر کہا "جی ہاں یاد آ گیا.... کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا پڑا...."

وہ چاروں اسے حیرت سے گھور رہی تھیں!

"آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں!" بیگم جعفری نے اس انداز میں پوچھا، جیسے وہ حقیقتاً خاموش ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن اخلاقاً نہیں گفتگو جاری رکھنی پڑے گی۔

"ارے ان کی کچھ نہ پوچھئے!" عمران سر ہلا کر بولا "کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ کرتے ہیں! ان کا خیال ہے کہ میں بہت نالائق ہوں! لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے! یہی وجہ ہے کہ انہیں صبر کرنا پڑتا ہے.... لیکن نالائق کہتے وقت وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں!"

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں.... عمران ناشتہ ختم کر کے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری تھوڑی دیر بعد بولیں! "اگر آپ اٹھنا چاہتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"اوہو--جج.... جی ہاں.... شکریہ!...." عمران اٹھتا ہوا بولا اور چپ کمرے سے نکل گیا!

غزالہ اور روحی پھوٹ پڑیں.... کافی دیر تک ہنستی رہیں.... رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور بیگم جعفری کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"امی.... مزہ آ گیا!" غزالہ اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔ "یہ کوئی بہت بڑا ڈیوٹ ہے! اور بھیا نے گھر کے قبرستانی ماحول سے اکتا کر اسے یہاں بلوایا ہے.... ہم اتنا دل کھول کر کب سے نہیں ہنسے.... آپ خود سوچئے!...."

"ہنسو!.... آخر ایک دن....! میرے سرہانے بیٹھ کر رونا! جمیل کی یہ حرکت میری جان لے گی! تم دیکھ لینا!"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں.... امی!" رضیہ بول پڑی "خاک ڈالئے سب پر.... آپ سے زیادہ ہمارے لئے اور کوئی نہیں ہے! آپ خواہ مخواہ فکر کر کے پریشان ہوتی ہیں! مجھے تو ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے!"

"تم مجھے بہلانے کے لئے یہ کہہ رہی ہو!" بیگم جعفری نے مغموم آواز میں کہا! "میں کیسے مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمہارے لئے تکلیف دہ نہیں ہے--!"

"بالکل نہیں ہے امی!" رضیہ نے کہا! "میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لئے ہی پریشان ہیں! کہئے تو میں کوئی بہت بڑی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاؤں کہ مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے!"

بیگم جعفری نے سر جھکا لیا۔ لیکن ان کے چہرے پر ابھی اضمحلال باقی تھا۔

(۳)

"ابے کیوں میرا وقت برباد کر رہا ہے.... شکیل کے بچے!...." عمران آنکھیں نکال کر بولا!

مگر شکیل بدستور بولتا رہا! "خدا کی قسم اگر تم نے اسے دیکھ لیا تو کلیجہ تھام کر بیٹھ جاؤ گے.... ایسی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری!...."

"اگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا قصور ہے!" عمران رو دینے والی آواز میں بولا "تم نہیں جانتے کہ میں فی الحال کن جنجالوں سے پیچھا چھڑا کر تم تک پہنچا ہوں! میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے...." شکیل چند لمحے خاموش رہا پھر بولا! "پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں مقیم تھی! اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کیا کرتی تھی تم خود سوچ سکتے ہو کہ وہاں کتنی بھیڑ بھاڑ رہتی ہو گی.... بہتیرے تو محض اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہاں

جا پہنچے تھے....“

”معاملے کو زیادہ طول نہ دو!.... یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمہاری کوٹھی میں کیسے آئی!“

”جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعو تھے! وہ بھی وہاں آئی تھی جب بھائی جمیل وہاں سے چلنے لگے تو اس نے انہیں روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی پھاٹک سے عمارت میں نہ داخل ہوں!“

”کس عمارت میں!“ عمران نے پوچھا!

”یہیں -- اسی عمارت میں.... یہاں دو پھاٹک ہیں ایک شمال کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف۔ آمد و رفت مشرق ہی کی جانب والے پھاٹک سے رہتی ہے! بہر حال بھائی جمیل جو ذرا فلسفی قسم کے آدمی ہیں ہنسنے لگے تھے۔ اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ ستاروں کی چال سے یہی ظاہر ہے کہ مشرقی پھاٹک نو اور دس بجے کے درمیان مخدوش ہو جائے گا۔ انہوں نے اخلاقاً اس سے وعدہ کر لیا تھا.... لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہنے پر عمل کریں گے!.... مگر پھر گھر کے قریب پہنچنے پر یک بیک انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شمالی پھاٹک کے قریب آئے جو بند تھا.... ویسے اسے کھلوانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی سے ملا ہوا ہے!.... وہ گاڑی روک کر پھاٹک کھلوانے کے لئے اتر ہی رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے دور کہیں کوئی دیوار گری ہو! پہلے تو انہوں نے اس پر دھیان نہیں دیا پھر اچانک مشرقی پھاٹک کا خیال آیا۔ عورت کا انتباہ یاد آیا، وہ بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھے اور مشرقی پھاٹک کی طرف چل پڑے۔ اور پھر ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ پھاٹک کا اوپری حصہ ٹوٹ کر نیچے آ گرا ہے! ان کا بیان ہے کہ مشرقی پھاٹک سے گذرنے کیلئے انہیں ٹھیک اسی وقت اس میں داخل ہونا پڑتا جب وہ شمالی پھاٹک پر کار سے نیچے اترے تھے! یعنی پہلی صورت میں وہ پھاٹک ان کی کار ہی پر آ رہتا۔ یہیں سے مصیبت شروع ہوتی ہے!“

” آہا -- مصیبت کیوں!“ عمران ہونٹ سکوڑ کر بولا ”کلیجہ تھامے بیٹھے رہا کرو! تم چلتے پھرتے کیوں ہو!“

شکیل ہنسنے لگا! -- کچھ دیر بعد اس نے کہا ”ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمیل بھائی جیسے فلسفی کے ذہن پر بھی بری طرح اثر انداز ہوا۔ تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو! وہ اپنا زیادہ وقت لائبریری میں گزارتے ہیں! فلسفے سے زیادہ دلچسپی ہے!.... ظاہر ہے کہ فلسفی انتہائی درجہ خشک طبیعت رکھتے ہیں! -- مگر اس واقعہ نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اس ہوٹل میں جا پہنچے جہاں یہ عورت مقیم تھی!.... ایک گھنٹے میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آئے....

آہستہ آہستہ ان کی عقیدت بڑھتی ہی گئی!.... اور پھر وہ ایک دن اسے یہاں لے آئے....! امی سے وہ بہت ڈرتے تھے! مگر اب یہ حال ہے جیسے انہیں ان کی پرواہ ہی نہ ہو --!“

”مگر اس سلسلے میں عمران الو کا پٹھا کیا کر سکتا ہے!“ عمران جھنجھلا کر بولا۔! ”تم نے مجھے کیوں بلایا۔“

”پوری بات بھی تو سنو پیارے....!“ شکیل مسکرا کر بولا!

”دو گھنٹے سے تم پوری بات سنا رہے ہو....!“

اچھا اب تم اپنا منہ بند رکھو!“ شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”بند ہے۔!“

شکیل نے ایک سگرٹ سلگایا اور تین چار کش لے کر بولا! ”بات اگر یہیں تک رہتی تو کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی دنیا کے سارے مرد بیوی کی موجودگی میں بھی کسی دوسری عورت کے خواب دیکھتے رہتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ زندگی میں کب کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے“

”پھر بات بڑھائی تم نے --!“ عمران -- میز پر گھونسہ مار کر دھاڑا۔

”ابے کیا میں عورتوں کے داخل خارج کے لئے آیا ہوں! شکیل کے بچے! کام کی بات کرو۔“

”معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تمہیں عورت کے نام سے بخار آ جاتا ہے....!“

”ملیریا!....“ عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر بولا!

”خیر ہاں تو -- بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی پراسرار معلوم ہوتی ہے --!“

”گدھے ہو تم -- شیکسپیئر تک کو عورتیں پراسرار معلوم ہوتی تھیں ہر عاشق کو.... اس کی.... وہ.... کیا کہتے ہیں.... ممبوسہ.... بمبوسہ.... نہیں کچھ اور کہتے ہیں!.... وہ جو عاشق کی.... مادہ.... ہوتی ہے....!“

”محبوبہ --!“ شکیل شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا!

”محبوبہ.... محبوبہ....! ہاں تو ہر عاشق کو اس کی محبوبہ پراسرار معلوم ہوتی ہے.... تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہر عاشق محکمہ سراغرسانی کو بور کرتا پھرے!....“

” اُو.... خدا کے بندے میری بات بھی سنو۔!“

”نہیں سنتا!....“ عمران حلق پھاڑ کر چیخا! ”اتنی دیر سے جھک مار رہے ہو! مگر ابھی تک تم نے مجھے کوئی خاص بات نہیں سنائی!“

"اب میں بالکل خاص الخاص بات بتانے جارہا ہوں!.... بس منہ بند رکھو!" شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا! "یہ بتاؤ اگر تم کسی ایسی عورت کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر عمارات کے مختلف گوشوں میں چوروں کی طرح جاتے دیکھو تو کیا کرو گے!...."

"آہم--!" عمران انگڑائی لیتے لیتے رک گیا۔

شکیل کہتا رہا!" جاڑوں کی راتیں ہیں! بارہ بجے تک پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے! اور پھر وہ اپنے کمرے سے نکل کر چوروں کی طرح کچھ تلاش کرتی پھرتی ہے! باریک شعاع والی ٹارچ اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے کبھی اس کی روشنی دیواروں پر رینگتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر میں تین راتوں سے اسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے ابھی تک کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا--!"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے--!" عمران بڑبڑایا "اور کوئی خاص بات...."

"وہ کہتی ہے کہ وہ سوئٹزر لینڈ سے تنہا آئی ہے اور یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان پہچان نہیں ہے! لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے--!"

"کس بنا پر خیال ہے!"

"پچھلی شام وہ اور جمیل بھائی -- تفریح کے لئے باہر گئے تھے! اور میں ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا! بات یہ ہے کہ جب سے اس کی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں آئی ہیں میں تقریباً ہر وقت اس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں!.... بہرحال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کو اشارہ کر رہی تھی.... یہ میں نہ بتا سکوں گا کہ وہ انگریز تھا جرمن تھا یا فرانسیسی یا یورپ کے کسی اور ملک کا باشندہ لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اسے اشارہ کیا تھا!...."

"کہاں کی بات ہے-!"

"پچھلی شام وہ لوگ نگارو میں تھے! یہاں کی بہترین تفریح گاہ!"

"مگر--! یہاں کے بہتیرے بڑے آدمی جمیل سے خار بھی کھانے لگے ہوں گے--!" عمران بولا!

"قدرتی بات ہے--! یہاں کے بہتیرے عیاش اور دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کی رہائش ترک کر کے ان کے ساتھ قیام کرے.... لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئی تھی.... بس میدان جمیل بھائی کے ہاتھ رہا!.... وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ اسے ہوٹل میں سکون نہیں ملتا! جمیل بھائی نے اپنے ساتھ قیام کرنے کی پیش کش کی -- اور وہ فوراً ہی تیار ہو گئی!-- کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے! گویا وہ اس کی منتظر تھی کہ جمیل بھائی اس کے لئے اس سے کہیں!"

عمران کچھ نہ بولا -- شکیل کہتا رہا!" اب یہاں اس عمارت میں اس کی معتقدین کی بھیڑ رہتی ہے! نو بجے سے بارہ بجے تک --! امی کو یہ چیز سخت ناگوار ہے....! لیکن بھائی جان کا رویہ کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ ان سے نہیں کہنا چاہتیں.... ہو سکتا ہے وہ انہیں سخت باتیں کہہ دیں--! لیکن اگر کبھی انہوں نے ایسی حرکت کی تو خدا کی قسم جمیل بھائی کی گردن اڑا دوں گا!"

"یہ تمہاری سوتیلی ماں ہیں--!" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھتا!.... ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھتا.... خود امی بھی نہیں سمجھتیں کہ وہ ہماری سوتیلی ماں ہیں! مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے جب کوئی کہتا ہے کہ وہ میری سوتیلی ماں ہیں!"

عمران کچھ سوچ رہا تھا شکیل بھی خاموش ہو گیا!.... پھر عمران کچھ دیر بعد بولا "تم نے اس غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا۔ جسے اس عورت نے اشارہ کیا تھا....!"

"یہی غلطی ہو گئی مجھ سے!" شکیل لمبی سانس لے کر بولا۔ "مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہئے تھا!"

"خیر....!" عمران نے انگڑائی لے کر کہا۔ "میں دیکھوں گا--! کیا تم بتا سکتے ہو کہ اسے یہاں اس عمارت میں کس چیز کی تلاش ہو سکتی ہے؟"

"مجھے خود حیرت ہے! کیونکہ میں کسی ایسی چیز سے واقف نہیں ہوں جس میں کوئی غیر ملکی عورت دلچسپی لے سکے! اور یہاں تک پہنچنے کے لئے اسے اتنا لمبا چوڑا ڈرامہ اسٹیج کرنا پڑے!"

"ہو سکتا ہے! تمہاری امی کسی ایسی چیز سے واقف ہوں!"

"میں نہیں کہہ سکتا!.... اور نہ اس تذکرے کو ان کے سامنے چھیڑ سکتا ہوں؟"

"کیوں؟"

"ان کی پریشانی بڑھ جائے گی!.... میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید الجھنوں میں پڑیں!"

"ہوں--!" عمران پھر کچھ سوچنے لگا تھا!

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا!" وہ عورت کس نام سے پکاری جاتی ہے!"

"اسٹاریٹا!"

"نام سے تو سوئیس ہی معلوم ہوتی ہے!" عمران بڑبڑایا.... چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا "کیا وہ لوگوں سے کچھ فیس بھی لیتی ہے؟"

"ہاں--! ہاتھ دیکھنے کے پچیس روپے! روحوں سے ملاقات کرانے کے تین سو روپے!"

"کیا!--" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "وہ روحوں سے ملاقات بھی کراتی ہے....!"

"ہاں! میں نے سنا ہے! اس قسم کا کوئی عمل کرتے نہیں دیکھا۔"

"اور اس کے باوجود اس سے خائف نہیں ہو.... راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کیا

کرتے ہو بڑے دلیر ہو تم--!"

"یار-- عمران ڈیر-- عورت ہی تو ہے!.... اگر امی کا خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر عاشق ہو جاتا--!"

"خبردار--!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "اب تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے! کیونکہ میں صرف نام ہی سن کر عاشق ہو گیا ہوں-- اسٹاریٹا.... ہا.... ہا.... کتنی مٹھاس ہے!.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے کانوں میں شیرے کی بالٹی الٹ دی ہو!...."

"تم.... اور.... عاشق....!" شکیل ہنسنے لگا!

"کیوں-- کیا ہوا.... کیا مجھے عاشق ہونا نہیں آتا.... پہلے نہ آتا ہوگا-- مگر اب میں بڑی صفائی سے عاشق ہو سکتا ہوں اب تم مجھے دکھاؤ.... اس عورت.... نہیں.... اسٹاریٹا.... اسٹاریٹا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لئے میں اسے صرف ریٹا کہوں گا!"

شکیل گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا "پندرہ منٹ بعد وہ لان پر نکل آئے گی پھر تم قریب سے اس کے درشن کر سکو گے!"

"پندرہ منٹ بہت ہوتے ہیں!" عمران سچ مچ عاشقوں کے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر بولا!

(۴)

عمران نے اسے دیکھا!.... وہ سچ مچ بہت حسین تھی!.... نکلتا ہوا قد.... متناسب الاعضاء!.... جسم پر چست لباس! شانوں پر ڈھلکتی ہوئی گھونگھریالی زلفیں جن کی رنگت سنہری تھی!.... خدوخال غیر معمولی جن کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ناقابل بیان ہیں! یعنی الفاظ میں ان کی تصویر پیش کرنا ناممکن ہے!.... بہتیرے کہتے ہیں کہ شائد وہ خود بھی کوئی روح ہے خود عمران نے بھی یہی محسوس کیا کہ کچھ دیر دیکھتے رہنے کے باوجود بھی محض یادداشت کے سہارے اس کی شکل و صورت کے متعلق کچھ نہ بتا سکے گا! کبھی اس کا اوپری ہونٹ ایک خفیف سے خم کے ساتھ اوپر اٹھ جاتا اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ ناک کی جڑ سے دہانے تک بالکل ہموار ہو.... کبھی آنکھیں خوابناک سی معلوم ہوتیں اور ان سے اداسی جھانکنے لگتی اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے جسم کی ساری قوت آنکھوں میں کھنچ آئی ہو!-- نہ جانے کیوں ان بدلتی ہوئی کیفیات کا اثر اس کے خدوخال پر بھی پڑتا تھا!

وہ لان پر ٹہل رہی تھی! اس کے ساتھ جمیل بھی تھا! شکیل اور جمیل میں کافی مشابہت تھی ویسے دونوں کی ظاہری حالتوں میں بڑا فرق تھا! جمیل کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ ٹھہراؤ تھا! اس کے برعکس شکیل کھلنڈرا اور شوخ معلوم ہوتا تھا۔

"کیا میں جمیل بھائی سے تمہارا تعارف کراؤں!" شکیل نے عمران سے پوچھا!

"ہرگز نہیں!" عمران دانت جما کر بولا۔ "میں رقیبوں سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا!"

"کیا مطلب!"

"میں ابھی اور اسی وقت ان حضرت کو رقیب ڈکلیر کرتا ہوں! کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس دمبالہ عالم پر عاشق ہو چکا ہوں!"

"دمبالہ عالم--! یہ کیا بلا ہے!" شکیل پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا!

"جاہل!.... ہو.... تم کیا جانو.... میں نے اردو کے ایک عشقیہ ناول میں پڑھا تھا!.... عاشق اپنی ممنونہ.... ارر.... پھر بھول گیا.... کیا کہتے ہیں.... محبوبہ.... کو ستمگر جفاپیشہ.... اور دمبالہ عالم کہتا ہے--!"

"ابے.... قتالہ عالم ہوگا.... عاشق کے بچے....!"

"ارر ہاں.... یہی تھا!...." عمران حیرت سے بولا "تمہیں کیسے معلوم ہوا...."

"دیکھو! ڈیر.... عمران!.... تم اسے الو بنایا کرو! جو تم سے واقف نہ ہو!...."

"اچھا تو کوئی ایسا ہی آدمی پکڑ لاؤ.... میں اس وقت الو بنانے کے لئے بے چین ہوں.... جلدی کرو!.... ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا!"

دفعتاً اسٹاریٹا.... ان کی طرف مڑی.... وہ ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر پام کے بڑے گملوں کے درمیان کھڑے تھے!.... شکیل کو دیکھ کر وہ بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

پھر وہ کچھ اس طرح ان کی جانب بڑھنے لگی جیسے وہ ارادتاً ایسا نہ کر رہی ہو! کچھ یونہی چہل قدمی کے طور پر!

"ارے باپ رے!" عمران خوفزدہ آواز میں بولا! "یہ تو اسی طرف آ رہی ہے!"

"آنے دو! میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔" عمران نے جیب سے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر لگا لی!

اسٹاریٹا ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ شکیل کا بڑا بھائی جمیل بھی تھا۔

"ہیلو!.... مسٹر شکیل....!" ریٹا نے اپنی مسکراہٹ میں کچھ اور زیادہ دلکشی پیدا کر کے کہا!

"آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی!"

"یہی شکایت مجھے بھی آپ سے ہے!...." شکیل موم کے ڈھیر کی طرح پگھل گیا!....

"واہ....!" وہ ہنسی....!" میں تو یہیں رہتی ہوں!"

"مگر آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں!" شکیل نے کہا!

"پھر بھی مجھے توقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی!"

"یقیناً--!" شکیل مسکرایا!....

جمیل اس دوران عمران کو گھورتا رہا تھا جو کسی فوجی کی طرح اٹینشن کی پوزیشن میں کھڑا تھا! لیکن جمیل نے شکیل سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا....

وہ دونوں پھر ٹہلتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے!.... عمران بدستور اسی طرح کھڑا رہا!.... جب اسٹاریٹا اور جمیل دوسری طرف کی کنجوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئے تو شکیل عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا!"تمہیں تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا!...."

عمران کسی اکڑی ہوئی لاش کی طرح کھڑا رہا!

"ارے....!" اچانک شکیل بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا! عمران کی سیاہ عینک کے شیشوں کے نیچے موٹے موٹے آنسو ڈھلک رہے تھے!

پھر اس نے اس کی عینک اتارلی.... عمران کی آنکھیں کچھ ویران سی نظر آرہی تھیں اور آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے!.... شکیل نے ایک قہقہے کے لئے اسٹارٹ لیا.... لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ غلطی پر رہا ہو! کیونکہ عمران کی سنجیدگی اور آنسوؤں کی روانی میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

"عمران کیا ہو گیا ہے تمہیں--!" شکیل اسے دوبارہ جھنجھوڑتا ہوا بولا!

"کچھ نہیں!...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا!" جب مجھے کوئی شعر یاد نہیں آتا تو یہی حالت ہوتی ہے.... میری-- میں بہت دیر سے وہ شعر یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں.... دیوانہ بنانا ہے تو پروانہ بنادے!.... لیکن پورا شعر یاد نہیں آرہا!.... تم بتاؤ میں کیا کروں پچھلے سال ایسے ہی ایک موقع پر مجھے ڈبل نمونیہ ہو گیا تھا!...."

"کیا بک رہے ہو--!" شکیل بے ساختہ ہنس پڑا....

"ارے لعنت ہے تمہاری دوستی پر میں رو رہا ہوں اور تم ہنس رہے ہو! خدا سمجھے تم سے!"

"کیا اس عورت نے تمہیں رونے پر مجبور کیا ہے!"

"نہیں! وہ بیچاری کیوں! ویسے وہ مجھے سو فیصدی یتیم معلوم ہوتی ہے!.... یہ تمہارے بھائی جمیل تھے--!" عمران رومال سے اپنے آنسو خشک کرتا ہوا بولا!

"تم رو کیوں رہے تھے۔!"

"میں اس لئے رو رہا تھا کہ یہ مقدر ہی کی خرابی ہے.... مجھے ایک ایسے رقیب کو قتل کرنا پڑے گا جو میرے بھائی کا دوست.... ارر.... دوست کا بھائی ہے....!"

"کیوں بک رہے ہو--" شکیل برا سا منہ بنا کر بولا!

"میں بک رہا ہوں!".... عمران دانت پیس کر بولا.... کیا حق ہے تمہارے بھائی کو.... میں نے اس عورت کو آج سے اٹھارہ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا.... اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بس تم جلدی سے جوان ہو جاؤ.... ہاں.... پھر جب میں جوان ہو گیا تو.... اس نے ایک رات پھر خواب میں کہا اب تم.... جلدی سے بوڑھے ہو جاؤ ہم دوسری دنیا میں ملیں گے.... فراڈ سالی کہیں کی.... ارر.... ہپ.... لاحول.... شائد محبوبہ کو سالی والی نہیں کہا جاتا! اچھا اب تم مجھے اجازت دو! میں ذرا سول لائنز تک جاؤں گا--!"

"کیا--وہ.... ٹھہرو!.... اب اس کے عقیدت مندوں کی بھیڑ بھاڑ بھی دیکھتے جاؤ--!"

"نہیں--! کیا تم مجھ سے ہزاروں قتل کرانا چاہتے ہو!...."

"کیا تم کسی وقت بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے!"

"یہ سوال اس وقت کرنا جب میں کفن میں نظر آؤں! اچھا ٹاٹا! میں ایک گھنٹے بعد واپس آجاؤں گا!"

عمران تیر کی طرح پھاٹک سے نکلا کچھ دور پیدل چلتا رہا پھر ایک جگہ ایک ٹیکسی مل گئی اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا!

ٹیلیگراف آفس کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی.... اور سیدھا اس کاؤنٹر کی طرف چلا گیا جہاں سے فون پر ٹرنک کال کی جا سکتی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ طویل فاصلے سے اپنی ماتحت جولیانا فٹز واٹر سے رابطہ قائم کر رہا تھا!

"جولیانا فٹز واٹر--" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکس ٹو-- شاداب نگر سے--! تم اور کیپٹن جعفری پہلے ملنے والے جہاز سے شاداب نگر پہنچو--! تم سب ایک طرح سے نالائق ہو! اگر میں عمران پر نظر نہ رکھوں تو.... وہ میری آنکھوں میں دھول جھونک جائے!"

"کیوں--؟ کیا ہوا.... جناب!...."

"ٹی۔ تھری بی!"

"میں نہیں سمجھی جناب--!"

"میں تمہیں ڈسچارج کردوں گا!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا! "تم ٹی۔ تھری۔ بی سے واقف نہیں ہو!.... میں فرانس بوہیمیا اور جرمنی کی بات کر رہا ہوں!"

"اوہ-- جناب!... میں سمجھ گئی!... وہ یہاں؟...."

"ہاں-- یہاں شاداب نگر میں لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے کہ تمہاری موجودگی میں بھی عمران کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا.... اور آج وہ دونوں ایک ہی عمارت میں مقیم ہیں!"

"ٹھیک ہے جناب!" جولیا کی آواز آئی! "کیا آپ نہیں جانتے کہ عمران سر سلطان کا خاص آدمی ہے۔ سر سلطان محکمہ خارجہ کے سیکرٹری ہیں! اور وہ اکثر اسے ہم لوگوں پر بھی فوقیت دیتے ہیں!"

"سر سلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے!" عمران بحیثیت ایکس ٹو غرایا! "جب تک میں چاہوں وہ اس عہدے پر رہ سکتے ہیں! اچھا اب غیر ضروری باتیں بند--! تم دونوں جتنی جلد ہو سکے یہاں پہنچو!-- پرنس میں تمہارا قیام ہوگا-- میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا!"

"شائد میں آپ کو دیکھ بھی سکوں!"

"تمہاری یہ خواہش کبھی نہ پوری ہو سکے گی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا!

۵

شام کی چائے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ پینی پڑی! لیکن جمیل اس وقت بھی ان میں موجود نہیں تھا! شکیل نے عمران کو چھیڑنا چاہا! لیکن پھر خاموش رہ گیا۔

کیونکہ بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ اداس نظر آرہی تھیں! عمران سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی!.... دفعتاً اس نے خاموشی سے نیا شغل شروع کر دیا.... میز پر کہیں کہیں ایک آدھ مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں!...... عمران انہیں پکڑنے کے لئے آہستہ آہستہ چٹکی بڑھاتا اور وہ اڑ جاتیں!...... بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہا ہو! شکیل کے علاوہ اور سبھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ شکیل کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی!......

"بہت مشکل کام ہے جناب!" دفعتاً رضیہ بولی اور عمران کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا! پھر

بھی شامل تھی گویا وہ جھینپی ہوئی ہنسی کی ایک شاندار ایکٹنگ تھی!

"جی بات یہ ہے کہ!" وہ احمقانہ انداز میں بولا "میں بچپن میں اسی طرح ٹڈے پکڑا کرتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آیا کرتا ہے۔ مجھے اس وقت تک کی باتیں یاد ہیں جب میں ایک سال کا تھا۔

"خوب....!" بیگم جعفری سنجیدگی سے بولیں!

"جی ہاں! لوگوں کو یقین نہیں تھا!-- مگر جب میں اس زمانے کی باتیں کرنے لگتا ہوں تو میری ممی حیرت زدہ رہ جاتی ہیں.... کہتی ہیں! ارے.... تو اس وقت صرف چھ ماہ کا تھا!...."

"کمال ہے!...." غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی.... لیکن عمران صرف بیگم جعفری ہی سے مخاطب رہا.... وہ کہہ رہا تھا "مجھے اچھی طرح یاد ہے.... جب دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا.... یہ غالباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بوڑھی عورت رہتی تھی!"

"۳۰ء کی بات کر رہے ہیں آپ!" بیگم جعفری نے پوچھا!

"جی ہاں۔!"

"تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگیز یادداشت آپ کو دھوکا دے رہی ہے!" انہوں نے مسکرا کر کہا!

"یہ ناممکن ہے!"

"یقین کیجئے!.... ہم نے یہ عمارت ۱۹۳۰ء میں ایک بوڑھے انگریز سے خریدی تھی! وہ یہاں تنہا رہتا تھا!.... اس کے ساتھ کوئی بوڑھی عورت نہیں تھی!"

"میں کیسے یقین کرلوں!".... عمران بڑبڑایا "میری یادداشت!"

"آپ اپنے بیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے!" بیگم جعفری مسکرائیں!

"جی ہاں--!"

"تب آپ کی یادداشت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا! میں اس وقت جوان تھی۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری یادداشت!...." عمران مغموم آواز میں بڑبڑا کر رہ گیا!

چند لمحے خاموش رہ کر بولا "اچھا اس بوڑھے انگریز کا نام کیا تھا۔

"مسٹر گورڈن--!"

"اُف.... فوہ! مجھے مسز گورڈن یاد آرہا ہے....!"

"یہاں کوئی مسز گورڈن نہیں تھی!"

بیگم جعفری اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس وقت ہم اس کوٹھی کو خرید کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے تم لوگوں کو کیا یاد ہوگا تم سب چھوٹے چھوٹے

تھے!.... جس دن ہم نے کوٹھی خریدی اسی دن پولیس نے یہاں چھاپہ مارا.... مگر گورڈن تو جا چکا تھا!.... بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ انگریز نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا! مہینوں پولیس ہم سے پوچھ گچھ کرتی رہی! عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لیٹتے ہیں اور پولیس کے آفیسر باہر دستک دے رہے ہیں! بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پولیس ہم پر بھی شبہ کر رہی ہو....“

”وہ جاسوس تھا!“ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا!

لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دیئے بغیر بولتی رہیں!”پولیس والے جب بھی آتے پوری کوٹھی الٹ پلٹ کر رکھ دیتے! کچھ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو بار تلاشی لی گئی تھی۔ پھر جب تمہارے پاپا نے وائسرائے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا!“

”لفظ وائسرائے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مینڈک پاجامہ پہنے پھدک رہا ہو!“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب لوگ ہنس پڑے.... عمران کے چہرے پر بکھری ہوئی حماقت میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

”کیا آپ نے سچ مچ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی--!“ بیگم جعفری نے پوچھا۔!

”نہیں! بلکہ وہاں تعلیم مجھے حاصل کر گئی تھی!.... خدا نہ لے جائے کسی شریف آدمی کو انگلینڈ.... یہ شکیل صاحب تو جانتے ہیں کہ وہاں پکوڑے اور بارہ مسالے کی چاٹ کھانے کے لئے کتنا بیتاب رہا کرتا تھا! وہاں جلیبیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ خدا غارت کرے ان انگریزوں کو.... مگر اب سنا ہے کہ آجکل وہاں حقے کا خمیر بھی مل جاتا ہے!“

”ہاں مجھے یاد آیا!“ شکیل ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا۔”ایک بار تم نے وہاں ایک بڑے ہوٹل میں بینگن کا بھرتا طلب کیا تھا! اور بیچارہ ویٹر بینگن کا تلفظ صحیح کرنے کی کوشش میں بیہوش ہو گیا تھا

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہیں!.... شکیل کے علاوہ اور سبھی عمران کے متعلق الجھن میں تھے! یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔

عمران نے اب پھر چپ سادھ لی تھی۔

رات کے کھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں! ان کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی! للہذا

دوسرے حاضرین کی بن آئی تھی! لڑکیاں عمران کو بات بات پر چھیڑ رہی تھیں!

”ہمیں حیرت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آنے دیا!“ غزالہ بولی!

”مجھے خود بھی حیرت ہے!“ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

”وہاں اس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کٹہرہ خالی نہیں تھا!“ شکیل سنجیدگی سے بولا!

عمران خاموش ہی رہا! وہ آسانی سے شکیل کی گردن لے سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ان سب کے قہقہوں کا نشانہ بنتا رہا غالباً ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شکیل کا کوئی احمق دوست ہے جسے وقت گذاری کے لئے شکیل نے مہمان بنا لیا ہے۔ ان دنوں گھر کی فضا کچھ ماتمی سی رہی تھی! عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا جاتا تھا! بیگم جعفری کو شائد ان دنوں قہقہوں سے نفرت ہی ہو گئی تھی! اسی لئے وہ زیادہ تر دوسروں سے الگ تھلگ رہتی تھیں!

اس وقت رات کے کھانے پر ان کی عدم موجودگی میں سبھی دل کھول کر ہنس رہے تھے حتیٰ کہ جمیل کی بیوی رضیہ بھی اپنی ازدواجی زندگی کے پیچیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا قہقہے لگا رہی تھی! ٹھیک اسی وقت جمیل کمرے میں داخل ہوا.... وہ تنہا تھا! اسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

”امی کہاں ہیں!“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

”اپنے کمرے میں!“ غزالہ بولی۔”ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“

”اوہ--اچھا! مگر وہ مجھ سے خفا ہیں.... بہرحال اس وقت میں تم سب لوگوں کے پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں!“

کوئی کچھ نہ بولا! ان کی نگاہیں جمیل کے چہرے پر تھیں۔

” آپ تشریف رکھئے نا!....“ عمران اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھتا ہوا بولا! وہ کھانا ختم کر چکے تھے! اور اب انہیں کافی کا انتظار تھا!

” آپ تشریف رکھئے....! معاف کیجئے گا! آپ میرے لئے اجنبی ہیں! شکیل میاں نے بھی آپ کا تعارف نہیں کرایا!“

”ارے.... میں.... میرا تعارف!.... عمران ہے....! یعنی کہ میرا نام عمران ہے!“

”بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر.... تشریف رکھئے! آپ یقیناً شکیل کے قریبی دوستوں میں سے ہیں!“

”جی ہاں.... مجھے اس کا.... خفر حاصل ہے...!“ عمران بیٹھتا ہوا بولا!

"فخر جناب!...." رضیہ نے ٹوکا!

"ار.... تو میں نے کیا کہا تھا!...." عمران نے بوکھلا کر کہا!

" آپ ڈیوٹ ہیں خاموش رہیئے!" شکیل بولا چند لمحے جمیل کو گھورتا رہا پھر اس سے پوچھا!

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!"

" آخر تم لوگ اسٹاریٹا سے نفرت کیوں کرتے ہو اس سے ملو! اسے سمجھنے کی کوشش کرو! آج تک میری نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزری۔"

"کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گذر چکی ہیں!" رضیہ نے طنز آمیز لہجے میں پوچھا!

"اوہ...." یک بیک جمیل اس طرح سمٹ گیا جیسے رضیہ نے اسے تھپڑ مارا ہو!.... اس کے چہرے پر اضمحلال طاری ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا!.... لیکن ابھی دروازے سے باہر نہیں نکلا تھا کہ عمران اس کی طرف جھپٹا!.... پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ کمرے سے باہر نکلے!

"فرمایئے!" جمیل راہداری میں رک گیا!....

" آپ کو دیکھ کر نہ جانے کیوں.... میرا دل آپ کی طرف کھنچتا ہے.... آپ نے برا تو نہیں مانا!.... اف فوہ.... دیکھیئے میں کتنا بیوقوف آدمی ہوں.... اگر آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجئے گا!"

"میں نہیں سمجھا! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!...."

"مجھے زیادہ پڑھنے لکھنے والوں سے بڑی محبت ہے! شکیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت پڑھتے ہیں!"

"نہیں کچھ اتنا زیادہ نہیں!" جمیل ہنسنے لگا! "پڑھنے کے لئے اگر عمر جاوداں بھی ملے تو کم ہے!"

"سبحان اللہ -- کتنا عظیم.... اور فلسفیانہ خیال ہے!"

" آپ کو فلسفے سے دلچسپی ہے!"

"بہت زیادہ --!"

"تب تو حیرت ہے کہ شکیل سے آپ کی دوستی کیوں کر ہوئی!"

"میرے مقدر کی خرابی جناب ---- وہ مجھے بالکل الو سمجھتا ہے!"

"اوہو --! آیئے تو ہم.... یہاں کھڑے کیوں ہیں۔ میں آپ کو اپنا کچھ ورک دکھاؤں گا!"

"میری خوش نصیبی ہے --! چلئے!" عمران بڑبڑاتا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا!" میری سب

سے بڑی خواہش یہی ہے کاش اپنے یہاں بھی کوئی اور یجنل تھنکر پیدا ہو سکے!"

"ہر ذی ہوش آدمی کی یہی خواہش ہونی چاہئے!" جمیل نے کہا! "مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم من حیث القوم احساس کمتری کا شکار ہیں!"

"جی ہاں.... اور کیا۔؟"

"آپ شکیل کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں!"

"جی ہاں --! شکیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہیں!"

"کیا آپ میرے لئے اسے کچھ سمجھا سکیں گے!"

"کیوں نہیں!.... ضرور.... ضرور....!"

"ٹھہرئیے! ہم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میرا خیال ہے آج صبح آپ بھی لان پر تھے۔ جب شکیل نے اسٹاریٹا سے گفتگو کی تھی!"

"اسٹاریٹا!" عمران نے اس انداز میں دہرایا جیسے اس لفظ کا مطلب اس کی سمجھ میں نہ آیا ہو!

"جی ہاں! وہ عورت جو میرے ساتھ تھی!"

"اوہو! -- وہ انگریز عورت!"

"انگریز نہیں! سوئیس ہے!"

"اچھا.... اچھا.... جی ہاں!.... میں نے اسے دیکھا تھا!"

"وہ بہت ذہین عورت ہے! چند دنوں کے لئے مہمان ہوئی ہے! لیکن گھر والوں کو یہ پسند نہیں ہے!"

"ارے یہ وہی عورت تو نہیں! جس کے متعلق شکیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چراغ کی لو پر روحوں سے ملاقات کراتی ہے!"

"جی ہاں! لیکن مجھے اس مشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے! میں تو اس کی علم دوستی اور ذہانت کا قدر دان ہوں!...."

"پھر میں شکیل کو کیا سمجھاؤں! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!"

جمیل نے کوئی جواب نہ دیا! ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اس نے عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا!

یہ کمرہ کافی کشادہ تھا! مگر عمران کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ لائبریری تھی یا خواب گاہ! یہاں ایک طرف ایک پلنگ بھی تھا جس پر بستر موجود تھا! اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی الماریاں لگی کھڑی تھیں ان الماریوں میں کتابیں تھیں! ایک طرف ایک بڑی میز پر اخبارات اور

رسائل کے ڈھیر تھے!

"تشریف رکھئے!" جمیل نے پلنگ کے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا!

عمران بیٹھ گیا!

پھر جمیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا!

"میرے خاندان کی عورتیں اسٹاریٹا سے نفرت کرتی ہیں اور اسٹاریٹا چاہتی ہے کہ وہ اس ملک کی عورتوں سے یہاں کے رسم و رواج کے متعلق معلومات حاصل کرے!"

"قدرتی بات ہے!"

"لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہیں! آپ خود سوچئے! وہ مجھ سے کہتی ہے کہ تمہارے گھر والے تمہاری طرح خوش اخلاق کیوں نہیں ہیں!"

"ضرور کہتی ہوگی--! لیکن آپ کی بیگم! میرا خیال ہے! وہ اسے قطعی پسند نہیں کرتیں!"

"آپ نے سنا تھا!.... رضیہ کا جملہ!" جمیل مایوسانہ انداز میں بولا! "عورت اپنی ذہنیت نہیں بدل سکتی خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو! وہ سمجھتی ہے شاید میں اسٹاریٹا سے جنسی تعلقات رکھتا ہوں!"

"نہیں رکھتے آپ!" عمران نے حیرت سے پوچھا!

"ہرگز نہیں!...."

"لاحول ولا قوۃ--!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا!

"کیوں جناب!...."

"ارے تو پھر کیا ذہانت چاٹنے کی چیز ہے!"

"معاف کیجئے گا آپ عجیب آدمی ہیں!"

"عجیب ترین کہئے!" عمران سر ہلا کر بولا! "عورتوں کے ساتھ بیکار وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ.... اب یہی ہے.... کیا نام اسٹار کٹیار.... نہیں بہرحال جو کچھ بھی نام ہو!"

"اسٹاریٹا......!" جمیل بڑبڑایا!

"جی ہاں-- جب سے میں نے اسے دیکھا ہے! پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے میرے سینے میں!"

"میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی!...." جمیل نے مایوسی سے کہا!.... "اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں!"

"میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے!" عمران نے خوش اخلاقی سے کہا! "اسٹاریٹا سے میرا تعارف کرا دیجئے!"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں!...." جمیل غصیلی آواز میں بولا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں۔ ابھی میرا عشق تیسرے اسٹیج میں نہیں پہنچا!"

"آپ تشریف لے جائیے یہاں سے! اگر آپ شکیل کے مہمان نہ ہوتے تو....!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازہ پر دستک دی!

"آ جاؤ--!" جمیل عمران کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا! ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا "میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں!"

"اچھا!" جمیل اٹھتا ہوا بولا! اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔ وہ راہداری ہی میں تھے کہ انہیں ایک چیخ سنائی دی!.... اور جمیل بے تحاشہ آواز کی طرف دوڑنے لگا! پھر عمران نے اسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور اسی کمرے سے پھر کسی عورت کے چیخنے کی آواز آئی!....

عمران بھی جھپٹ کر جمیل کے پیچھے ہی پیچھے کمرے میں داخل ہوا!--

کمرے میں ایک چھوٹی میز پر تین چراغ روشن تھے!.... اور اسٹاریٹا سامنے والی دیوار سے لگی کھڑی تھی!....

"کیا بات ہے!...." جمیل نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں پوچھا! لیکن نہ تو ریٹا نے کوئی جواب دیا اور نہ اس کے جسم ہی میں حرکت ہوئی وہ دونوں اس کے قریب پہنچ چکے تھے!.... عمران نے دیکھا کہ ریٹا کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہے اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں جیسے اسے کوئی خوفناک چیز نظر آ گئی ہو! وہ پلکیں بھی نہیں جھپکا رہی تھی اور اس کی آنکھیں تینوں چراغوں پر جمی ہوئی تھیں!

یہ سیاہ رنگ کے تین دیئے تھے! جن میں تیل میں ڈوبی ہوئی تین روئی کی بتیاں روشن تھیں!

جمیل نے پھر اسے مخاطب کیا! انداز بالکل ایسا ہی تھا، جیسے وہ دور کے کسی آدمی کو پکار رہا ہو!

دفعتاً اسٹاریٹا چونک پڑی اور پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی "اوہ.... مسٹر جمیل.... خدا کے لئے ان چراغوں کو بجھا دو.... بجھا دو!"

"کیا بات ہے۔؟"

"بجھا دو!...." اسٹاریٹا دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چیخی!

جمیل چراغوں کی طرف مڑا اور جھک کر پھونکیں مارنے لگا.... لیکن وہ ان میں سے ایک کو بھی نہ بجھا سکا۔! پھونکوں کی زد پر آئی ہوئی لویں منتشر سی ہوتی ہوئی معلوم ہوتیں۔ لیکن پھر اپنی اصلی حالت پر آ جاتیں!....

پھر عمران نے جمیل کو پیچھے ہٹتے دیکھا!.... اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے.... عمران کو حیرت ضرور ہوئی تھی۔ لیکن اس نے خود ان چراغوں کو بجھانے کی کوشش

نہیں کی تھی۔ اس نے اسٹاریٹا کی طرف دیکھا، جو اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا چکی تھی اور اب پھر اس کی حالت پہلے کی سی نظر آرہی تھی!.... دفعتاً اس نے چیخ کر کہا....

"نکلو یہاں سے.... نکلو جلدی!"

اور خود بھی دروازے کی طرف جھپٹی!.... جمیل اس کے پیچھے تھا! عمران بھی چپ چاپ باہر نکل آیا.... اور اسٹاریٹا نے کچھ ایسے انداز میں دروازہ بند کیا جیسے کمرے سے کوئی چیز نکل کر اس پر حملہ کرنے والی ہو....

عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا! اسٹاریٹا اور جمیل دونوں بری طرح خوفزدہ نظر آرہے تھے!.... جمیل اسے سہارا دے کر اپنی خواب گاہ کی طرف لے جانے لگا! عمران اس کے پیچھے چلتا رہا.... دفعتاً جمیل اس کی طرف مڑ کر بولا۔

"آپ کہاں آرہے ہیں!...."

"میرے لائق کوئی خدمت" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں پوچھا۔

"جی نہیں!.... آپ جاسکتے ہیں!" جمیل نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا! عمران جہاں تھا وہیں رک گیا! اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز سی مسکراہٹ تھی! جمیل نے اسٹاریٹا سمیت خوابگاہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا!--

۷

عمران نے فون پر نمبر ڈائیل کیے اور دوسری طرف سے اس کی ماتحت جولیانا فٹنر زواٹر کی آواز آئی۔

"ایکس ٹو اسپیکنگ!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا!

"یس سر!"

"میں صبح سے کئی بار رنگ کر چکا ہوں!"

"جی ہاں! میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی!"

"کیا معلوم کیا!"

"۱۹۳۰ء میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو انگریز ظاہر کرتا تھا! اور شاداب نگر والے اسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے!.... لیکن حقیقتاً وہ ایک جرمن جاسوس تھا! جو پہلی جنگِ عظیم کے زمانے ہی سے یہاں مقیم تھا!.... راز اس وقت کھلا جب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے غائب ہو چکا تھا!...."

"ٹھیک ہے!.... میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں۔" عمران بولا! "لیکن پولیس اس عمارت کی تلاشی کیوں لیتی رہی تھی!"

"مجھے ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا!"

"معلوم کرو! یہ بہت ضروری ہے!"

"میں ٹی تھری بی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جناب! کیا وہ بہت بوڑھی ہے!"

"نہیں تمہاری ہی جیسی عمر ہوگی--!" عمران نے جواب دیا!

"میں یقین نہیں کر سکتی! جناب!"

"خود جا کر دیکھ لو!" عمران بولا! "ان لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں!"

"بہت بہتر! میں اسے قریب سے دیکھوں گی! مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھے آپ کے بیان پر یقین نہیں آیا-- بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں ٹی تھری بی کا نام بہت عرصے سے سنا جاتا ہے! اس حساب سے اس کی کم از کم ڈیڑھ سو سال کی ہونا چاہیئے!"

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس گروہ پر حکومت کرنے والی ٹی تھری بی کہلاتی ہے! خواہ اس کا پیدائشی نام کچھ ہو!.... دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ٹوٹ گیا تھا!.... اور اس زمانے کی ٹی تھری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت الفانسے کے ساتھ جرمنی سے فرانس بھاگ گئی تھی! پھر اس نے وہاں ایک جرمن جاسوسہ کے فرائض انجام دیئے۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانس کی تباہی کی ذمہ دار زیادہ تر یہی عورت رہی تھی!-- ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشہور ہو گئی تھی۔ لیکن اس کی صداقت میں دنیا کے سارے ممالک کو شبہ ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا!"

"مگر اس عورت کی پہچان کیا ہے جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی

"سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے! اگر تم اس کا حلیہ لکھنے بیٹھو تو تمہیں دانتوں پسینہ آجائے....! تم اس کا صحیح حلیہ نہیں بیان کر سکتیں! قریب سے وہ کچھ معلوم ہوتی ہے دور سے اور کچھ معلوم ہوتی ہے! مختلف پہلوؤں سے بالکل مختلف نظر آئے گی!"

"بڑی عجیب بات ہے!"

"تم دیکھو تو اسے!.... نہایت آسانی سے دیکھ سکتی ہو! مقدر کا حال معلوم کرنے والوں کی بھیڑ کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو! وہ خود کو ایک سوئیس عورت ظاہر کرتی ہے-- تم بھی سوئیس ہو! لہٰذا تم اس سے گھل مل بھی سکتی ہو!"

"بہت بہتر جناب! میں ایسا ہی کروں گی!"

عمران نے سلسلہ منقطع کرنے کا ارادہ کیا! مگر پھر رک گیا!

"ہیلو! جولیا!"

"لیس سر!"

"اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایمپائر میں آجاؤ!"

"بہت بہتر جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

۸

اسی شام کو عمران نے شکیل کو بڑی بد حواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وہ عمارت کے اس حصے سے آرہا تھا جہاں جمیل رہتا تھا!

"اوہ--! عمران--!" وہ اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا "جمیل بھائی خطرے میں ہیں! چلو....!"

پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا اسی طرف لے جانے لگا! جدھر سے دوڑتا ہوا آیا تھا!"

"کیا بات ہے! کچھ بتاؤ گے بھی!"

"وہ اپنی خوابگاہ کا دروازہ اندر سے پیٹ پیٹ کر چیخ رہے ہین اور میں نے روشندان سے دھواں نکلتے دیکھا ہے!"

راہداری کے موڑ پر عمران کو بھی جمیل کی چیخیں سنائی دیں!.... خوابگاہ کا دروازہ بند تھا! اور اسے اندر سے پیٹا جا رہا تھا!.... اور روشندان سے دھواں نکل کر فضا میں چکرا رہا تھا!....

"یہ دروازہ اندر سے بند ہے!...." عمران نے کہا!

"پتہ نہیں کیا معاملہ ہے!.... خدا کے لئے جلدی کرو!" شکیل کا دم پھولا ہوا تھا!

"اندر سے کھولو!" عمران دروازے پر ہاتھ مار کر چیخا!

"نہیں کھلتا!...." جمیل گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا!

"اچھا پیچھے ہٹ جاؤ.... دروازے سے الگ ہٹو!...."

عمران نے پانچ چھ قدم پیچھے ہٹ کر بائیں شانے سے دروازے پر ٹکریں مارنی شروع کر دیں! دروازہ کے پاٹ چڑ چڑا کر ٹوٹ گئے!.... اندر دھواں بھرا ہوا تھا!.... اور جمیل کی کتابوں کی الماریاں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں! شکیل نے جمیل کو کھینچ کر باہر نکالا!....

"وہ....وہ.... اسٹاریٹا بھی ہے اندر....!"

"آپ یہیں ٹھہریئے!".... شکیل کہتا ہوا پھر اندر گھس گیا.... لیکن اس بار یہاں کا منظر پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا.... اسٹاریٹا فرش پر چت پڑی تھی اور عمران اسی کے قریب اس طرح آنکھیں بند کئے اور ہاتھ جوڑے دو زانو بیٹھا ہوا تھا جیسے پوجا کر رہا ہو اور اس کے سر پر دھواں چکراتا پھر رہا تھا!

"یہ کیا کر رہے ہو!" شکیل بد حواسی میں چیخا!

"پوجا!...." عمران انگریزی میں بڑبڑایا۔ "ایک جلتی ہوئی الماری ہم دونوں پر دھکیل دو پھر میں دیکھوں گا کہ رقیب روسیاہ کہاں تک ہمارا تعاقب کر سکتا ہے!"

"خدا کے لئے!" شکیل بے بسی سے بولا! "کیا تم پاگل ہو گئے ہو آگ پورے کمرے میں پھیل رہی ہے....!"

"پھیلنے دو!.... جاؤ یہاں سے!" عمران پھر انگریزی میں بولا "تم میرے رقیب کے بھائی ہو!.... اس لئے میں تم سے بھی نفرت کرتا ہوں! میں خود ہی اسٹاریٹا کے کپڑوں میں آگ لگا کر یہیں جل مروں گا!"

دفعتاً اسٹاریٹا نے کراہ کر کروٹ بدلی اور پھر یک بیک بوکھلا کر اٹھ بیٹھی! مگر عمران کی حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں!.... اسٹاریٹا نے سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی!

"خدا سمجھے تم سے!" عمران دانت پیس کر بولا "شکیل کے بچے! آخر ہونا رقیب کے بھائی!"

پھر پانچ چھ ملازم ہاتھوں میں پانی کی بالٹیاں لٹکائے ہوئے اندر گھس آئے....

آگ پر جلد ہی قابو پا لیا گیا.... تین الماریاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو چکی تھیں! دو گھنٹے بعد--! جمیل عمران کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"اوہ--! تو کیا آپ یہ سمجھتے ہین کہ میں اپنی محبوبہ کو جل کر مر جانے دیتا!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا!.... اور شکیل ہنسنے لگا!

اس وقت کمرے میں بیگم جعفری بھی موجود تھیں! انہوں نے عمران کے اس جملے کو بڑی حیرت سے سنا۔ رضیہ کے چہرے پر اب بھی ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ قطعی خاموش تھی! غزالہ اور روحی آہستہ آہستہ سرگوشیاں کر رہی تھیں! ان میں اسٹاریٹا موجود نہیں تھی!

"کیا تم اب بھی اس عورت کو یہاں سے نہیں نکالو گے۔" بیگم جعفری نے جمیل سے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے امی!" جمیل نے مغموم آواز میں جواب دیا! "میں خود ہی درخواست کر کے اسے یہاں لایا تھا! اب میں کس منہ سے کہہ سکتا ہوں! لیکن اگر وہ خود ہی جانا چاہے گی

تو میں اسے روکوں گا نہیں -- آپ یقین کیجئے!"

"جمیل کیوں میری زندگی کے پیچھے پڑے ہو۔"

"امی -- خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کیجئے! --- یہ شرافت سے بعید ہے کہ میں اسے یہاں سے چلے جانے کو کہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب وہ خود بھی یہاں نہ رکے گی!"

"یہ آپ کس بناء پر کہہ رہے ہیں!" شکیل نے سرد لہجے میں پوچھا!

"اچھا بس!" جمیل ہاتھ اٹھا کر بولا! "میں بحث نہیں کرنا چاہتا!" پھر وہ اس کمرے سے چلا گیا!

بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور نڈھال سی ہو کر آرام کرسی میں گر گئیں!

شکیل کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے!" دفعتاً عمران نے ان سے پوچھا۔

"جی --!" بیگم جعفری سیدھی بیٹھتی ہوئی بولیں! "میں آپ کا سوال نہیں سمجھی!"

"یعنی! کیا یہ حضرت آپ کے فرمانبردار ہیں!

"مجھے کسی سے بھی فرمانبرداری کی خواہش نہیں ہے! لیکن میں انہیں غلط راہوں پر نہیں دیکھ سکتی!"

"یار تم کہاں کی باتیں لے بیٹھے!" شکیل جلدی سے بولا!" آخر یہ دونوں کمرے میں کیا کر رہے تھے! آگ کیسے لگی -- اسٹاریٹا بیہوش کیوں ہو گئی تھی!"

"اب تک جو کچھ بھی ہوا۔ میں اس پر خاک ڈالتا ہوں! بس اب تم دونوں بھائی ریٹا سے دستبردار ہو جاؤ! وہ میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی!"

بیگم جعفری اس جملے پر ہکا بکا رہ گئیں! وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کو گھور رہی تھیں۔ جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں!

"اوہ -- امی!" شکیل بے ساختہ ہنس پڑا۔ " آپ اس کی باتوں میں نہ آئیے! یہ اس صدی کا سب سے بڑا مکار آدمی ہے!"

"خدا جانے تم لوگ کیا کر رہے ہو!" بیگم جعفری نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور اٹھ کر چلی گئیں! ان کے ساتھ ہی رضیہ بھی اٹھی تھی! لیکن غزالہ اور روحی وہیں بیٹھی رہیں!

"تم کیوں فضول بکواس کر رہے ہو!" شکیل نے عمران سے کہا!

"ہائیں --! یہ بکواس ہے!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا" یہ میری زندگی اور موت کا جواب ہے......نن نہیں......سوال ہے......!"

"تم لوگ جاؤ!" شکیل نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا!.... وہ برا سامنہ بنائے ہوئے طوعاً و

کرہاً اٹھیں اور باہر چلی گئیں!

"اب بکو! کیا بک رہے تھے!" شکیل عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا!

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ فی الحال ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو!"

"مگر آگ کیسے لگی تھی --!"

" آٹھ بجے تک میں تمہیں بتا دوں گا!" عمران سر ہلا کر بولا!" لہٰذا اس سے پہلے مجھے بور کرنے کی کوشش نہ کرو!"

"تم نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا! وہ پچھلی رات کو بھی تقریباً دو بجے عمارت میں چکراتی پھر رہی تھی!"

"یقیناً ایسا ہوا ہوگا!" عمران سر ہلا کر بولا!" اور اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے!"

"کاش تم اس مقصد ہی پر روشنی ڈال سکتے!" شکیل بولا!

"وہ ابابیل کے انڈے تلاش کرتی ہے! اب بس مجھے زیادہ بور نہ کرو! ورنہ وہ اور نہ جانے کیا کیا تلاش کرنے لگے گی --!"

شکیل خاموش ہو گیا! -- عمران بھی کچھ سوچنے لگا تھا!

۹

"ارے خدا تم سے سمجھے!...." عمران سر پیٹنے کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا" تمہارا یہاں کیا کام!" اس کے سامنے جولیانا فٹز واٹر کھڑی بڑے دلفریب انداز میں مسکرا رہی تھی!.... جعفری منزل کے پائیں باغ کی ایک روش پر دونوں میں مڈ بھیڑ ہوئی تھی!....

"میں اپنے مقدر کا حال معلوم کرنے آئی ہوں!...."

"مگر کیا تم نے پھاٹک پر وہ بورڈ نہیں دیکھا جس پر تحریر ہے کہ مس اسٹاریٹا بیمار ہو گئی ہیں اس لئے کسی سے نہیں مل سکتیں!"

"مجھ سے وہ ضرور ملے گی! میں اسکی ہموطن ہوں --" جولیا نے جواب دیا! --

"کیا تم تنہا ہو!...." عمران نے پوچھا!

"تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا!"

"دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو!...."

"میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار شہد کی مکھیاں ہیں!.... اور تم ویسے ہی کافی شہد واقع ہوئی ہو!...."

"اگر تم نے ذرہ برابر بھی بیہودگی کی تو!.... بھگتو گے! کیپٹن جعفری باہر موجود ہے۔"

"اس کی مونچھیں مجھے پسند ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا "تم مجھے بالکل اچھی نہیں لگتیں!...."

عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا! روش تنگ تھی کیوں کہ دونوں طرف مہندی کی باڑھیں تھیں! راستہ مسدود ہو گیا تھا۔

"میں سچ کہتی ہوں! تمہیں پچھتانا پڑے گا!"

میں تم سے شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا! عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ''ویسے اگر تم اپنی آمد کا مقصد بتا دو! تو شاید میں راستے سے ہٹ جانے کے امکانات پر غور کرنا ضروری سمجھوں......!

''یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہے......!'' جولیا نے پوچھا۔

"یہاں مینڈکوں کے عروج وزوال پر غور کرنے کے لئے اکٹھا ہوا ہوں!"

"اور میں اس لئے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈکوں کا لیڈر بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا دے دوں!"

"گندے تالاب میں تو میں اس چوہے کو دھکا دوں گا جو خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گیا ہے! اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ سامنے آسکے آخر کب تک.... ایک نہ ایک دن.... تم جانتی ہو نا! میں عمران ہوں.... تمہیں کئی بار میرا تجربہ ہو چکا ہے!"

جولیا کچھ سوچنے لگی پھر مسکرا کر بولی "کیا اس عمارت کے مکینوں سے تمہارے تعلقات ہیں!"

"یہ عمارت -- ہاں! -- یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے شکیل جعفری!"

"اور یہ اسٹاریٹا تمہارے ہی ایماء پر یہاں آئی ہے۔!"

"ہاں -- بالکل.... کیونکہ میں اس سے وہ کرنے لگا ہوں.... کیا کہتے ہیں اسے یعنی وہ جس میں راتوں کو نیند نہیں آتی.... کچھ ہائے وائے بھی کرنی پڑتی ہے....!"

"تم جیسے ڈفر کو وہ کبھی نہیں ہو سکتی!...." جولیا مسکرا کر بولی!

"تم بھلا میرے دل کا حال کیا جان سکتی ہو!" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلے لہجے میں کہا!

جولیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ شکیل اسی روش میں آ نکلا! عمران ابھی تک اسی طرح ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا! شکیل تیز قدموں سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا!

"اوہ -- ہپ!" عمران دونوں ہاتھ گرا کر اس کی طرف مڑا اور اردو میں بولا۔ "یہ دیکھو! یہ

لڑکی بھی اسٹاریٹا ہی کی طرح سوئیس ہے کیسی لگتی ہے تمہیں!"

شکیل اس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا! جولیا بھی کم حسین نہیں تھی!

"تم یہاں کیا کر رہے ہو --!" شکیل نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مزے کر رہا ہوں! اگر تم اس لڑکی کو مہمان بنا لو تو تمہاری امی کا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے!"

"کیا بکتے ہو!...."

"تجربے کے طور پر میری جان۔!"

"بکواس مت کرو! -- بتاؤ! یہ کون ہے!"

جولیا اردو نہیں سمجھ سکتی تھی! اس نے اکتا کر کہا "میں مس اسٹاریٹا سے ملنا چاہتی ہوں!"

"اوہ --! آپ نے وہ بورڈ نہیں دیکھا!" شکیل گڑبڑا کر بولا!

"میں اس کی ہم وطن ہوں! وہ مجھ سے ہر حال میں ملے گی!"

"اچھا دیکھئے! میں اطلاع پہنچاتا ہوں! آپ کا کارڈ!...."

جولیا وینٹی بیگ سے اپنا کارڈ نکالنے لگی --!

شکیل اس کا کارڈ لیتا ہوا بولا "چل کر بیٹھئے اندر -- یہاں اس طرح کھڑے رہنا تو اچھا نہیں معلوم ہوتا!"

"یہ آدمی میرا راستہ روکے ہوئے ہے!" جولیا عمران کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے بولی!

"کیا پہلے سے تمہاری جان پہچان ہے --!" شکیل نے عمران سے اردو میں پوچھا!

"ہرگز نہیں!.... ویسے یہ لڑکی مجھے تمہارے لئے اچھی لگتی ہے اگر اسے مہمان بنانے کا ارادہ ہو تو میں اس کو اسٹاریٹا سے نہ ملنے دوں!"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!" شکیل جھنجھلا گیا! پھر اس نے جولیا سے انگریزی میں کہا "آیئے چلئے!"

عمران ایک طرف ہٹ گیا! جولیا شکیل کے ساتھ چلی گئی! عمران وہیں روش پر ٹہلتا رہا! تقریباً دس منٹ بعد جولیا واپس آئی! شکیل اس کے ساتھ تھا!

"کیوں! کیا ہوا --" عمران نے اردو میں پوچھا!

"اس نے ملنے سے انکار کر دیا...." شکیل نے جواب دیا!

"اچھا اب تم براہِ کرم واپس جاؤ!.... تم بالکل گدھے ہو اور میرا کھیل بگاڑ دو گے! قطعی نہیں! کچھ نہیں بس چلے ہی جاؤ! ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا!"

شکیل خاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا!

عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"تم اسٹاریٹا سے کیوں ملنا چاہتی ہو! کیا تمہارے چوہے آفیسر سے تمہیں کوئی ہدایت ملی ہے!"

"وہ چوہا ہی سہی!" جولیا برا سا منہ بنا کر بولی "لیکن کیا وہ بھوت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا!.... کیا اس نے تمہارے منہ سے شکار نہیں چھینے ہیں!...."

"اوہ....!" عمران نے سنجیدگی سے کہا!" یہ مجھے تسلیم ہے! لیکن میں اسے کسی دن روشنی میں لاکر ذلیل کروں گا--! میرا نام عمران ہے!"

"تمہارے فرشتے بھی ہمارے چیف آفیسر تک نہیں پہنچ سکیں گے جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی!

"بہت جلد! مستقبل قریب میں! ویسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے!"

"یہی سمجھ لو!.... پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا.... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"تم سمجھو یا نہ سمجھو! ایکس ٹو خوب سمجھتا ہے! اور تم اتفاق سے نادانستہ طور پر اسی کے لئے کام کر رہے ہو!"

"اس کی ایسی کی تیسی!" عمران بری طرح جھنجھلا گیا! "اگر وہ اس معاملے میں دخل انداز ہوا تو میں اس کی دھجیاں بکھیر دوں گا!"

"روتے کیوں ہو!".... جولیا ہنس پڑی!

"اچھی بات ہے میں اسے خبردار کر دوں گا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے!"

"اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لئے زندہ نہ رہو گے!"

"راستہ ادھر ہے--!" عمران نے پھاٹک کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس نے پلٹ کر یہ بھی نہیں دیکھا کہ جولیا کھڑی ہے یا چلی گئی!

وہ پورچ سے برآمدے میں داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اسے مخاطب کیا۔ "اے--! مولانا! ذرا ایک منٹ!"

عمران رک کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑاکی عورت کی طرح بھنا کر بولا۔ "تم خود مولانا......"

"یہ عورت کون تھی....!"

"میری بھابی کی سالی!.... تم سے مطلب!...."

"یہاں کیوں آئی تھی....!"

"شکیل کے ساتھ اس کی شادی ہو گی--! پھر دیکھوں گا تمہاری امی جان کو!"

"کیا....!" غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔ "تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔"

"خدا کرے تمہاری امی مر جائیں!...." عمران دانت پیس کر بولا اور غزالہ ہکا بکا کھڑی رہ گئی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسکے جواب کے لئے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں!.... عمران اسے متحیر کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا! وہ سیدھا اس حصے کی طرف آیا جہاں جمیل رہتا تھا.... وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ اور اسٹاریٹا بھی وہیں تھی! عمران اجازت لئے بغیر کمرے میں گھستا چلا گیا!

"ہائیں--کیا.... یعنی کہ....!" جمیل ہکلایا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسٹاریٹا جو شال میں لپٹی ہوئی ایک آرام کرسی پر دراز تھی بوکھلا کر سیدھی بیٹھ گئی!

"میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا!".... عمران نے احمقانہ انداز میں کہا!

"کم از کم!.... آپ کو اجازت تو لینی چاہئے تھی!" جمیل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا!

"ارے واہ....! تو گویا.... کیوں جناب!.... کیا میں نے آپ کی خوابگاہ کا دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا!...."

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے آدمی ہیں!"

"قماش کیا چیز ہے!... ذرا مجھے اس کے معنی بتا دیجئے.... پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا!"

"آپ اگر اس وقت مجھے معاف کریں تو بہتر ہو گا!" جمیل نے اکتائے ہوئے لہجہ میں کہا!

"یہ ناممکن ہے!.... آج میں فیصلہ کرون گا۔!"

"کس بات کا....!"

"یہ عورت آپ سے محبت کرتی ہے یا مجھ سے!"

گفتگو اردو میں ہو رہی تھی اس کے باوجود بھی جمیل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا! اور وہ کنکھیوں سے اسٹاریٹا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی!

عمران بڑبڑاتا رہا! کل جو کچھ بھی ہوا میری بد دعاؤں کا اثر تھا!.... ایک جلے بھنے دل کی آہیں تھیں جنہوں نے تمہاری خوابگاہ میں آگ لگا دی تھی!.... اگر تم میرے راستے سے نہ ہٹ گئے تو خود بھی جل بھن کر کباب ہو جاؤ گے--!"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو!" جمیل حلق پھاڑ کر چیخا!

"کیا بات ہے--!" اسٹاریٹا نے انگریزی میں پوچھا!

"یہ آدمی مجھے خواہ مخواہ غصہ دلاتا ہے!...."

"کیا یہ انگریزی نہیں بول سکتا!.... یہ کون ہے! تم کہہ رہے تھے کہ کل اسی نے ہماری

جانیں بچائی تھیں۔"

"میں انگریزی بول سکتا ہوں!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا" مگر انگریزی میں اظہار عشق کے طریقے سے ناواقف ہوں!"

"کیا مطلب!...." اسٹاریٹا کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں!

"عشق...!"

"چلے جاؤ... یہاں سے....!" جمیل حلق پھاڑ کر چیخا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر پھینک مارنے کے لئے ایک گلدان اٹھایا! لیکن اس کا وار خالی گیا! گلدان سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ریزے جھنجھناتے ہوئے فرش پر آرہے!

عمران نے پادریوں کے سے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے بد دعا دی.... اور اسٹاریٹا کو برے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کمرے سے نکل گیا!

۱۰

اسی رات کو شکیل اسٹاریٹا کی پراسرار نقل و حرکت کی نگرانی کے لئے عمارت کے ایک ویران حصے میں تنہا کھڑا تھا!.... دو بج چکے تھے اور سردی شباب پر تھی! آسمان صاف تھا! اور تاروں کی دودھیا روشنی ہر طرف بکھری ہوئی تھی!....

شکیل ایک ستون سے چمٹا ہوا تھا!.... اس نے اسٹاریٹا کو اب تک زیادہ تر اسی حصے میں دیکھا تھا!-- آج عمران بھی اس کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اب اس وقت شکیل نہیں کہہ سکتا تھا کہ عمران کہاں ہوگا! عمارت کے اس حصے تک وہ ساتھ ہی آئے تھے۔

لیکن پھر وہ کسی دوسری طرف کھسک گیا تھا.... چونکہ تاروں کی چھاؤں میں دیکھ لئے جانے کا خدشہ تھا اس لئے شکیل نے اس کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکنا مناسب نہ سمجھا! جس ستون کے پیچھے چھپا تھا کافی بڑا تھا!.... اسے زیادہ دیر تک بیکار نہیں کھڑے رہنا پڑا.... سامنے تاروں کی ملگجی روشنی میں ایک متحرک سایہ نظر آرہا تھا! یک بیک وہ ستون سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر رک گیا! اور ساتھ ہی شکیل کی آنکھوں کے سامنے ستارے اڑنے لگے! اور وہ کسی تناور درخت کی طرح زمین پر آرہا! تاریکی سے کیا جانے والا حملہ کچھ اتنا ہی شدید تھا! اس کے سر پر کسی وزنی چیز سے ضرب لگائی گئی تھی!.... اس کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی! حالانکہ زمین پر گرتے وقت بھی اسے ہوش تھا! پھر اس کے بعد اسے یاد نہیں کہ کیا ہوا۔

دوسری بار آنکھ کھلنے پر اسے اپنا سر مواد سے بھرا ہوا پھوڑا معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سر الگ کرائے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گی!

اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اسے اپنے چاروں طرف گہرے زرد رنگ کے غبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا! اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں!.... کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور اس کے علاوہ بھی اسے کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہو رہا تھا جیسے کسی گھنے جنگل میں آندھی آگئی ہو! آہستہ آہستہ یہ شور ختم ہوتا گیا! اور اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں! اس نے پھر آنکھیں کھولیں۔ اس بار اسے دھندلے دھندلے سے در و دیوار نظر آئے! اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند ہٹتی گئی۔ وہ ایک اچھے خاصے سجے ہوئے کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر یہ کمرہ جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا! شکیل نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا!.... اور ایک بہت ہی لطیف خوشبو سے اس کا دماغ معطر ہوگیا! اس پر ایک حسین چہرہ جھکا ہوا تھا۔

"لیٹے رہیئے!" ایک مترنم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی! آپ کا سر بری طرح زخمی ہے!"

شکیل بے حس و حرکت رہ گیا! لڑکی بہت حسین تھی.... اور معصوم بھی! عمر بمشکل اٹھارہ سال رہی ہوگی! وہ مشرقی حسن کا ایک بہترین نمونہ تھی---"

"میں کہاں ہوں!" شکیل بدقت کہہ سکا!

"دوستوں میں....! آپ فکر نہ کیجئے! کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں!"

"جی نہیں! میں بالکل ٹھیک ہوں!" شکیل نے مسکرانے کی کوشش کی!

" آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے! ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا تھا!"

"اچھا تو....!"

" آپ کیا کہنا چاہتے ہیں! کم سے کم الفاظ میں کہئے اور خاموش ہو جایئے"۔

"یہاں مجھے کون لایا ہے!"

"اچھا میں بتاتی ہوں! لیکن آپ خاموش ہی رہیئے گا کچھ لوگ آپ کو مشتبہ حالت میں کہیں لے جا رہے تھے۔ میرے بابا ڈیوٹی پر تھے انہوں نے ان لوگوں کو ٹوکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے! وہ دو آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی!"

"کیا وہ کوئی غیر ملکی عورت تھی--!"

" آپ پھر بولے!.... میں یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی! بابا نے مجھے

جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں! تفصیل آپ انہیں سے پوچھ لیجئے گا! ویسے میں یہ بتاسکتی ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے تھیلے میں بند تھے! جب بابا نے انہیں ٹوکا تو وہ تھیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ بیہوش تھے!"

"آپ کے بابا کیا کرتے ہیں!"

"ان کا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے!"

شکیل خاموش ہو گیا! وہ سوچ رہا تھا شاید اسٹاریٹا اس بات سے واقف ہو گئی ہے کہ میں اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں۔ اسی لئے آج مجھ پر حملہ کیا گیا! لیکن وہ اور اس کے ساتھی ناکام رہے!"

"آپ کے بابا کہاں ہیں! میں ان سے ملنا چاہتا ہوں!"

"بس اب سو جایئے ذرا سی دیر میں سویرا ہو جائے گا! بابا صبح آپ سے ملیں گے۔ پھر پولیس کو باقاعدہ طور پر اس کی رپورٹ دی جائے گی!"

شکیل خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھی.... وہ اتنی دلکش تھی کہ شکیل کو اپنے سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا۔ وہ اسے متواتر دیکھے جا رہا تھا! اور لڑکی بار بار شرما کر اپنا سر جھکا لیتی تھی.... پھر شکیل نے سوچا کہ اسے اس طرح نہ گھورنا چاہئے! اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد ہی گہری نیند سو گیا!.... اسے نیند کی بجائے غشی ہی کہنا زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ سر کی تکلیف نیند سے سمجھوتہ نہیں کر سکتی تھی!

صبح خوشگوار تھی یا ناخوشگوار وہ اندازہ نہیں کر سکا!.... کیونکہ سر کی تکلیف اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی! آنکھ کھلتے ہی اسے وہی لڑکی نظر آئی تھی جسے دیکھتے دیکھتے وہ پچھلی رات سویا تھا!.... وہ اب بھی وہیں اسی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی!

"کیا آپ تکلیف میں کچھ کمی محسوس کر رہے ہیں!" لڑکی نے پوچھا!

"بڑی حد تک....! میں آپ لوگوں کا شکر گذار ہوں...."

"زیادہ باتیں نہیں جناب!" لڑکی مسکرائی! "میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھی تھی! آپ کا دوسرا جملہ قطعی غیر ضروری تھا...."

"صرف ایک بات اور.... آپ کے بابا...."

"میرے بابا.... اس عورت کی تلاش میں ہیں جو آپ کو لے جانے والوں کے ساتھ تھی! وہ اس کی شکل اچھی طرح دیکھ سکے تھے! مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے!"

"کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی!"

"کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے!" لڑکی نے پوچھا!

"جی ہاں اسی لئے تو میں اس کا حلیہ معلوم کر کے تشفی کرنا چاہتا ہوں!"

"بابا سے آپ آدھ گھنٹے بعد مل سکیں گے!"

وعدہ کے مطابق اس نے آدھے گھنٹے بعد شکیل کو اپنے بابا سے ملایا....

"یہ بابا ایک قوی ہیکل اور دراز قد بوڑھا تھا!.... اگر اس کے بال سفید نہ ہوتے تو اسے کوئی بھی "بابا" کہنے پر تیار نہ ہوتا! اس کے صحت مند اور توانا چہرے پر گھچے دار بے داغ سفید مونچھیں بڑی عجیب لگتی تھیں! وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا! شکیل سے اس کے متعلق استفسارات کرتا رہا پھر بولا "تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں!"

"جی ہاں.... آپ براہ کرم بتایئے کہ....!"

"ٹھہریئے....!" بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا! "آپ کے سر میں چوٹ کیسے لگی تھی...."

"چوٹ....!" شکیل کچھ سوچنے لگا پھر بولا! میں یہ نہ بتا سکوں گا البتہ پچھلی رات معمول کے مطابق میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا! مجھے اتنا ہی یاد ہے! بعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم ہوئی تھیں!"

شکیل نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"بڑی عجیب بات ہے!" بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا! وہ ٹٹولنے والی نظروں سے شکیل کی طرف دیکھ رہا تھا! پھر دفعتاً اس نے پوچھا۔

"آپ کو اس سلسلے میں کسی نہ کسی پر شبہ تو ہو گا ہی!"

"حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے مجھ پر!" شکیل نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں مجھے کسی پر بھی شبہ نہیں ہے!...."

"کسی عورت کا کوئی قصہ.... بوڑھے نے کہا اور پھر لڑکی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اب یہاں اس کی موجودگی ضروری نہ ہو! لڑکی چپ چاپ اٹھی اور کمرے سے چلی گئی!

شکیل ہولے ہولے اپنی ناک سہلاتا ہوا بولا "آج تک کوئی عورت میری زندگی میں داخل نہیں ہوئی!...."

"کوئی ایسی عورت جس نے زبردستی آپ کی زندگی میں داخل ہونے کی کوشش کی ہو!...."

"کاش کبھی ایسا بھی ہوا ہوتا!" شکیل نے ٹھنڈی سانس لی!

"کیا آپ کسی ایسی عورت سے واقف ہیں جس کے اوپری ہونٹ پر بائیں جانب ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہو!.... اور ٹھوڑی میں گڑھا!"

"کیا مطلب--!" شکیل نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا!

"لیٹے رہیئے!.... آپ کا سر زخمی ہے!" بوڑھے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا!

"کیا اس عورت کی ناک میں سرخ نگینے کی کیل بھی تھی!"

"آہا.... ٹھہریئے!.... بوڑھے کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں اور وہ آہستہ آہستہ سر ہلاتا رہا.... پھر بولا "یقیناً تھی.... مجھے اچھی طرح یاد ہے! کیونکہ میں نے آج تک کسی الٹرا موڈرن لڑکی کو ناک میں کیل پہنے نہیں دیکھا!.... یہ معمولی سی چیز ناممکنات ہی میں سے ہونے کی بناء پر مجھے یاد رہ گئی ہے....!"

شکیل کا پورا جسم پسینے میں ڈوب گیا کیونکہ یہ جمیل کی بیوی رضیہ کا حلیہ تھا اس نے کچھ دیر بعد نحیف سی آواز میں پوچھا! "کیا ایسی ہی کوئی عورت ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تھی!...."

بوڑھے نے اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا!

شکیل نے آنکھیں بند کر لیں!--بوڑھے نے کچھ دیر بعد پوچھا!

"کیا آپ ایسی کسی عورت کو جانتے ہیں!"

"نہیں.... میں نہیں جانتا--!"

"پھر آپ نے ناک کی کیل کا حوالہ کیوں دیا تھا--!"

"اوہ--بس یونہی.... زبان سے نکل گیا تھا--!"

"میں اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں! آخر آپ کیوں چھپا رہے ہیں پتہ نہیں وہ لوگ آپ سے کیا برتاؤ کرتے!...."

"اب میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ ناک کی کیل کا حوالہ قطعی اتفاقیہ تھا! بس یونہی زبان سے نکل گیا!"

"میں لاکھ برس تسلیم نہیں کر سکتا!...."

"نہ کیجئے!...." شکیل نے جھنجھلا کر کہا.... پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "اس لہجے کے لئے معافی چاہتا ہوں! دراصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے!"

"کوئی بات نہیں ہے۔" بوڑھا مسکرایا "اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھئے مگر ایک درخواست ہے! ایک نہیں بلکہ دو!"

"فرمایئے، فرمایئے!"

"تاوقتیکہ میں مجرموں کا پتہ نہ لگالوں آپ یہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں! مطلب یہ کہ آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے گا! میں اس معاملے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں کہ فی الحال اس واقعہ

کی رپورٹ تک باقاعدہ طور پر درج نہیں کرانا چاہتا! یہاں آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ ان کا ذمہ دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی نہ کسی مالدار آدمی کو پکڑ کر اس کے لواحقین سے بھاری بھاری رقموں کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں کی پولیس عرصہ سے پریشان ہے! لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔" شکیل کچھ نہ بولا! بوڑھے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا!" اور دوسری بات بھی سن لیجئے! میں بہت صاف گو آدمی ہوں! ہر آدمی کو صاف گو ہونا چاہئے!.... آجکل کے نوجوانوں میں ایک بڑا خبط پایا جاتا ہے جہاں کوئی عورت یا لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے! حالانکہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن یہ چھوکرے مجنوں کی سی حرکتیں کر کے خواہ مخواہ دوسرے نکتہ ہائے نظر سے بھی انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ یہ لڑکی جو پچھلی رات سے آپ کی خدمت کرتی رہی ہے اس پر رحم کیجئے گا! یہ بہت پر خلوص لڑکی ہے.... اور میری اکلوتی بچی!.... میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا!" شکیل کو اپنی آواز حلق میں پھنستی ہوئی معلوم ہونے لگی! اس کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ جواب میں کیا کہے! ویسے بوڑھا اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی کمرے سے جا چکا تھا!

11

جعفری منزل میں سراسیمگی پھیل گئی تھی! شکیل کی پراسرار گمشدگی بیگم جعفری کے لئے نئی الجھنیں لے آئی! پہلے تو وہ سمجھتی رہیں کہ شکیل خلاف عادت انہیں مطلع کئے بغیر کہیں چلا گیا ہے.... لیکن جب کافی وقت گذر گیا تو پریشانی بڑھ گئی!.... شکیل اور جمیل شروع ہی سے ان کے پابند رہے تھے۔

انہیں جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے! جمیل تو سختی سے اس اصول پر کاربند تھا! البتہ شکیل کبھی کبھی بتائے بغیر بھی چلا جاتا.... مگر وہ جہاں بھی ہوتا فون پر اسکی اطلاع بیگم جعفری کو ضرور دے دیتا تھا! دن ڈھل گیا مگر شکیل واپس نہ آیا.... بیگم جعفری پاگلوں کی طرح ساری عمارت کے چکر کاٹ رہی تھیں! ایک جگہ عمران سے مڈبھیڑ ہو گئی! جو ایک ستون سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے کھڑا تھا!

"کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا--!" بیگم جعفری نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک پڑا....

"جی....!" اس نے پلکیں جھپکائیں!

"میں شکیل کے متعلق کہہ رہی ہوں!"

"او--ہاں.... ایسا میزبان آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا.... مجھ سے کہا تھا پکنک پر چلیں گے.... اور خود غائب!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....!"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....؟"

بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر آگے بڑھ گئیں!.... عمران بدستور وہیں کھڑا رہا.... کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ اس کمرے میں جا گھسا جہاں فون رکھا ہوا تھا!

"ہیلو....!" اس نے نمبر ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کون ہے!"

"جعفری.... جناب!"

"جولیانا.... کیا کر رہی ہے....!"

"وہ سیاہ ٹائی والوں کے پیچھے ہے!"

"ٹھیک--! تم جعفری منزل پہنچ جاؤ! تمہیں اس عورت پر نظر رکھنی ہے! آج شائد وہ تنہا باہر جائے گی! بس تمہیں صرف اسکا تعاقب کرنا ہے!.... اور کسی معاملے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ وہاں کچھ ہو!"

"بہت بہتر جناب!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا! پھر کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ غزالہ آ ٹکرائی! "آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ بھیا کہاں ہیں!" اس نے ناک چڑھا کر کہا!

" آپ کے بھیا نے میری مٹی پلید کر دی!" عمران بسور کر بولا!

"کیوں---!"

"انہوں نے مجھے بڑا دھوکہ دیا ہے!"

"کیا دھوکہ دیا ہے--!" غزالہ اسے گھورنے لگی!

"کچھ نہیں--! آپ سے کیا بتاؤں--!"

" آپ مجھے ان کا پتہ بتائیے! میں اور کچھ نہیں جانتی--!"

"پتہ اچھا کہیں نوٹ کر لیجئے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "جعفری منزل شاداب نگر--!"

" اچھی بات ہے! نہ بتائیے!" غزالہ دانت پیس کر بولی " مجھے یقین ہے کہ آپ بھیا کے

متعلق جانتے ہیں!"

"میں بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا

"تو پھر بتاتے کیوں نہیں!...."

"بتاتا ہوں!.... مگر تم میرے کہنے پر اعتبار کرو گی!"

"کیوں نہ کروں گی--!"

"وہ جہاں کہیں بھی ہیں! بالکل بخیریت ہیں! تم اپنی امی سے کہہ دو! خواہ مخواہ بور نہ ہوں!"

"اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی! بتا کر نہیں جا سکتے تھے!"

"مجھ سے بحث نہ کرو! میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں! یہ نہیں جانتا کہ کہاں گئے ہیں! مجھ سے کہا تھا کہ جلد ہی واپس آجاؤں گا!"

"ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں!"

"کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے سمجھنے کی کوشش کیجئے!" عمران بھنا کر بولا!

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی--!" غزالہ نے جلے بھنے لہجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی! عمران پھر اس کمرے میں داخل ہوا، جہاں فون رکھا ہوا تھا! اس بار اس نے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے--جواب ملنے میں دیر نہیں لگی!

"لیس سر!...." دوسری طرف سے آواز آئی!

"کیا ہوا...!"

"بڑی دشواری پیش آرہی ہے جناب! کیس بہت پرانا ہے! اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے!.... اس عمارت سے متعلق غیر ملکی جاسوس کی کہانی ضرور مشہور ہے لیکن تفصیل کسی کو نہیں معلوم!.... البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ کچھ بتا سکے!"

"کون ہے؟"

"ایک ریٹائرڈ سی، آئی-ڈی سب انسپکٹر.... جو اس زمانے میں یہیں تھا! مگر وہ دمہ کا مریض ہے.... آجکل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے.... سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا! میں نے تحریر کو ذریعہ گفتگو بنانا چاہا لیکن اس کے ہاتھ میں رعشہ بھی ہے!"

"میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں عمران سے مدد حاصل کرو۔"

"وہ کیا کر سکے گا!"

"کچھ نہ کچھ کر ہی لے گا! تم فکر نہ کرو! میں نے اسے بری طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال

میرے پنجے سے نکل نہیں سکتا! اس سے جو کام چاہو لے لو!....“

”تو میں اسے وہاں لے جاؤں....! وہ آدمی آجکل ایک سرکاری شفاخانے میں ہے....!“

”ہاں -- تم اسے وہاں لے جاؤ --!.... اچھا ہاں -- سیاہ ٹائی والوں کا کیا رہا؟“

”سب ٹھیک ہے!.... میرا خیال ہے کہ وہ صرف کچھ عرصے تک کیلئے اپنی حرکات جاری رکھنا چاہتے ہیں!.... کوئی خطرہ نہیں ہے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے --!“

”میرا بھی یہی خیال ہے.... اچھا!....“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا! --

۱۲

شکیل سکڑا سمٹا ایک آرام کرسی میں پڑا ہوا تھا! اور سوچ رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل بھاگے! اس گھر کے مکین اپنے مزاج اور رکھ رکھاؤ کے اعتبار سے عجیب تھے! بوڑھے سے وہ گفتگو کر ہی چکا تھا! اور اب اس کے بعض الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے! دنیا کا کوئی باپ اپنی لڑکی کے معاملے میں اتنا صاف گو نہیں ہو سکتا۔ شکیل اب تک درجنوں آزاد خیال قسم کے تعلیم یافتہ لوگوں سے مل چکا تھا! لیکن اسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے اس سے کہا ہوتا کہ وہ اس کی لڑکی سے ملنے جلنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ معمولی رسم و راہ عشق و محبت کی منزلیں نہ طے کرنے پائیں!

یہ تو باپ کی ہدایت تھی اور لڑکی کا یہ عالم تھا کہ وہ بار بار شکیل کے کمرے میں آتی تھی! اس سے گھنٹوں گفتگو کرنا چاہتی تھی! ایک بار تو اس نے اس کا سر دبانے کی کوشش کی تھی اور شکیل اس طرح بوکھلا گیا تھا جیسے اس نے سر کاٹ لینے کی دھمکی دی ہو!

شکیل اس سے بھاگنا چاہتا تھا! اس کے باپ کا خوف کچھ اسی طرح اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا! ویسے حقیقت تو یہ تھی کہ وہ لڑکی اسے بیحد پسند تھی! وہ چاہتا تھا کہ وہ بس اس کے قریب بیٹھی بچوں کے انداز میں ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہے!.... اس کا طرز گفتگو بڑا دلکش تھا!.... مگر جب شکیل ذہنی طور پر اس کی گفتگو کے تانے بانے میں پھنسنے لگتا تو اس کے تخیل میں دو بڑی بڑی سفید اور گھنی مونچھیں اس طرح گھس آتیں جیسے آدم کی جنت میں سانپ!

یہاں دو نوکر بھی تھے! اور یہ دونوں اپنے مالک سے بھی زیادہ عجیب تھے! ان میں سے ایک گونگا تھا! اور دوسرا بہرا!.... ایک کے ساتھ حلق پھاڑنا پڑتا تھا اور دوسرے کو کچھ سمجھانے کے

سلسلے میں اچھی خاصی ورزش ہو جاتی تھی ان سب باتوں کے علاوہ شکیل کے ذہن پر ایک بہت بڑا بوجھ بھی تھا رضیہ کا مسئلہ؟ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نے اس پر حملہ کیوں کرایا تھا اور اسے کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ دو آدمی کون تھے جنہوں نے اسے اٹھا رکھا تھا!....

شکیل کو یہاں محض اسی لئے روکا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفتیش کی جا سکے بوڑھا پولیس آفیسر اسے بہت ذہین اور آزمودہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا! لیکن شکیل میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے رضیہ کے متعلق کچھ بتا سکتا وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلاصی ہو۔ تو خود اس واقعے کے متعلق چھان بین کرے۔ دوسری طرف اسے بیگم جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لئے بیحد پریشان ہوں گی! اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھر فون کرنے کی اجازت مانگی تھی! لیکن بوڑھے نے منع کر دیا تھا!

اب شکیل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے! وہ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی کمرے میں داخل ہوئی! اس کے ہاتھ میں سرخ گلاب کے کئی پھول تھے!

”آپ کو گلاب یقیناً پسند ہوں گے!“ اس نے کہا

”جی ہاں -- بہت....“ شکیل کے ہونٹ کانپنے لگے....

”یہ میں آپ ہی کے لئے لائی ہوں....“

”شکریہ“ پھول لیتے وقت شکیل کا ہاتھ کانپ رہا تھا!

وہ قریب ہی کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی ”اس میں سے ایک میرے جوڑے میں لگا دیجئے!.... مجھ سے نہیں لگاتے بنتا۔“

شکیل کا پورا جسم کانپنے لگا! حلق خشک ہونے لگا.... سر چکرانے لگا!.... اور سفید مونچھیں کسی خود سر بیل کے سینگوں کی طرح اس پر جھپٹنے لگیں!....

”لگا دیجئے نا!“ وہ اس کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی!....

”مم.... مم.... پھپھول....!“ شکیل ہکلایا!

”جی ہاں.... ایک پھول میرے جوڑے میں لگا دیجئے!“

”وہ.... آپ کے والد.... صاحب!....“

”ہاں.... میرے والد صاحب!.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!“

”وہ خفا.... ہوں گے....!“

”کیوں --؟“

”پتہ نہیں --!“

"آپ اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ میرے جوڑے میں پھول لگادیں.... اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں!" وہ بچوں کی طرح ٹھنک ٹھنک کر بولی!

"لغا.... لگاتا ہوں" شکیل تھوک نگل کر بولا۔

اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑے کی طرف بڑھے! اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے میں کامیاب ہو گیا!

"ہی ہی ہی ہی" دفعتاً دروازے کی طرف سے کسی کے ہنسنے کی آواز آئی!

یہ دونوں اچھل پڑے.... گونگا نوکر دروازے کے قریب کھڑا ہنس رہا تھا۔

"سور کا بچہ!" لڑکی جھلا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کرلیں مگر وہ برابر ہنسے جارہا تھا! شکیل کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا، اور سفید مونچھیں پھر اس پر چڑھ دوڑیں۔

لڑکی نے نوکر کے سر پر دو ہتھڑ رسید کر دیا! مگر وہ بدستور ہاتھوں سے آنکھیں بند کئے ہنستا رہا!

"یہ کم بخت اتنا ڈھیٹ ہے کہ کیا بتاؤں!" لڑکی نے شکیل کی طرف مڑ کر کہا۔ "آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا!"

شکیل نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ واقعی کچھ خیال نہ کرے گا! پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی اس کے چہرے پر ندامت کے آثار نظر آنے لگے! مگر سفید مونچھیں! اگر اس نوکر نے اشاروں سے بوڑھے کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا سمجھ بیٹھے گا! شکیل کو اختلاج ہونے لگا!

لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا!.... شکیل کے رہے سہے اوسان بھی جواب دے گئے! وہ سوچنے لگا کہ اگر ایسے میں بوڑھا آجائے تو کیا ہو!

لڑکی پھر آکر کرسی پر بیٹھ گئی! شکیل کی سانسیں چڑھتی رہیں!

"اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو--؟" شکیل نے سوال کیا!

"تو کیا ہوگا-- آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنی شدت سے کیوں یاد کر رہے ہیں!"

شکیل اس بات کا کیا جواب دیتا! ویسے سفید مونچھیں اب بھی اسے کسی مرکھنے بیل کی سینگوں ہی کی طرح دھمکا رہی تھیں۔

"کیا آپ کو میرے والد صاحب سے خوف معلوم ہوتا ہے!" لڑکی نے پوچھا!

"جی ہاں--- بہت!"

"ارے وہ بہت نرم دل اور نیک آدمی ہیں۔"

شکیل اسے کس طرح بتاتا کہ ان دونوں کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہو چکی تھی!

دفعتاً کمرے کے باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی اور شکیل کا دل دھڑکنے لگا! دروازہ کھلا اور بوڑھا اندر داخل ہوا.... پہلے تو وہ دروازے ہی پر رکا اور پھر ان کے قریب آکر بولا!

"بے بی--! ابھی شہر نہیں گئیں--؟" اس نے لڑکی سے پوچھا!

"اب جاؤں گی--! ذرا ان کے لئے کچھ گلاب لائی تھی!" لڑکی نے بھولے پن سے کہا۔

"ڈیڈی یہ آپ سے بہت ڈرتے ہیں!"

"کیوں--اوہ!" بوڑھا مسکرایا!

"یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے!"

"تم جاؤ! اب شہر-- دیر نہ کرو! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آجانا!"

"میں پکچر بھی جاؤں گی ڈیڈی!" وہ پھر بچوں کی طرح ٹھنکی۔

"نہیں آج نہیں! پھر کبھی چلی جانا! تمہارے گھر مہمان ہیں!"

"تو مہمان کو بھی لے جاؤں نا!"

"نہیں! یہ نہیں جائیں گے۔ کیوں!" وہ شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گا!" شکیل جلدی سے بولا!

"میں پھر آپ سے نہیں بولوں گی!"

"جاؤ! بے بی.... خدا کے لئے دیر نہ کرو! ورنہ پھر واپسی کب ہوگی"

لڑکی چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر چلی گئی!.... بوڑھے نے شکیل سے کہا! "مجھے کسی حد تک کامیابی ہو گئی ہے۔ آج میں نے اس عورت کو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں دیکھا تھا!"

شکیل کچھ نہ بولا! وہ جانتا تھا کہ برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس رضیہ کے والدین کی قیام گاہ ہے۔ ممکن ہے آج وہ وہاں گئی ہو! اس کی الجھن بڑھتی جارہی تھی! آخر وہ کیا کرے۔ کیا وہ اسے بتا دے کہ وہ اسکے بڑے بھائی کی بیوی ہے! کیا سچ مچ رضیہ اپنے راستے سے بھٹک گئی! اگر یہی بات ہوئی تو وہ لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل جانے پر خود اس کی پوزیشن کیا ہوگی! ممکن ہے اسے مجرم قرار دیا جائے! کیونکہ وہ اس سلسلے میں اپنی معلومات کا اظہار نہ کر کے قانون کی راہ میں روڑے اٹکانے والا بھی قرار دیا جاسکتا ہے!

"دیکھئے....!" شکیل کچھ دیر بعد بولا! "اس قصے کو ختم کیجئے اور مجھے گھر جانے دیجئے! میرے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے۔ میں کسی ایسی عورت کو نہیں جانتا جو برٹرام روڈ کی کوٹھی نمبر اکیس میں رہتی ہو!"

بوڑھا سر ہلا کر مسکرایا! پھر بولا "مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کی بیوی محترمہ رضیہ کو نہیں جانتے!"

شکیل کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوگئے، اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم کا سارا خون منجمد ہوگیا ہو! بوڑھا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا!--

"کیوں آپ کیا سوچنے لگے--!" بوڑھے نے پوچھا!

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں پاگل کیوں نہیں ہو جاتا--!"

"ٹھیک ہے جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پڑ جائے تو یہی سوچنا چاہیئے! رضیہ کی گذشتہ زندگی تو اب آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہے آپ لوگ اس خاندان میں رشتہ کر کے بڑے خسارے میں رہے! میں آج بھی تین ایسے سزا یافتہ آدمیوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں!"

"خدا کے لئے اب بس کیجئے!" شکیل نے اپنے دونوں کان بند کر لئے اور بولا "اب میں جاؤں گا! آپ مجھے نہیں روک سکیں گے!"

"عقل کے ناخن لیجئے صاحبزادے--! کیا آپ سچ مچ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک میں مل جائے! میں دوسری طرح معاملات کو سلجھانے کی کوشش کر رہا ہوں! یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"میں انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا خاندان بدنامی کا شکار نہ ہونے پائے!.... اور مجرم اپنی سزا کو پہنچ جائیں! لیکن اس کے لئے آپ کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہا ہوں!"

"کیا کرنا پڑے گا!"

"فی الحال خاموشی سے یہیں رہیئے!"

شکیل کچھ نہ بولا! اس کا چہرہ اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ کوئی دائم المریض ہو!

۱۳

جولیانا فٹز واٹر عمران سے ملی! عمران پر حماقت طاری نظر آرہی تھی اس نے اس سے کہا کہ وہ اسے سول ہسپتال تک لے جانا چاہتی ہے!

"مجھے کئی سال سے بخار نہیں آیا!" عمران نے جواب دیا!

"میں تمہیں مر جانے کا مشورہ نہیں دے رہی!" جولیا نے مسکرا کر کہا "میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ٹی تھری بی کے متعلق کچھ معلومات فراہم کر سکیں گے!"

"تب تو تم نے یقیناً افیون کھانی شروع کر دی ہے! ٹی تھری بی کے متعلق وہاں کیا معلوم کرو گی!"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کر رہی ہے!"

"مجھے معلوم ہے!"

"کیا تلاش کر رہی ہے....!"

"اصلی سلاجیت اور ممیرے کا سرمہ!"

"یہ کیا چیزیں ہیں!"

"بڑی نایاب چیزیں ہیں! مگر تم مجھے کیوں لے جانا چاہتی ہو--!"

"تمہارے بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا!"

"کام کی نوعیت....!"

"لمبی کہانی ہے-- مگر تم یہ بتاؤ کیا تمہیں علم ہے کہ اس خاندان والوں نے یہ عمارت کس سے خریدی ہے!"

"ایک غیر ملکی سے جو حقیقتاً جرمن جاسوس تھا!" عمران نے جواب دیا!

"میرے خدا!" جولیا نے حیرت سے کہا! "تم کبھی پیچھے نہیں رہتے!"

"میں کام کی نوعیت پوچھ رہا ہوں!"

"سول ہسپتال میں ایک ایسا مریض موجود ہے جو اس کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور بتا سکے گا! مطلب یہ کہ.... وہ ایک ریٹائرڈ سرکاری سراغرساں ہے! آج سے تیس سال پہلے جب یہ عمارت فروخت ہوئی تھی وہ یہیں تھا اور اس جرمن جاسوس کا کیس اسی کے ہاتھ میں تھا!...."

"اوہ--!" عمران تشویش کن لہجے میں بولا۔ "یہاں تم لوگ بازی لے گئے!...."

"ایکس ٹو کی ذہانت کو تم نہیں پہنچ سکتے!" جولیا نے فخریہ انداز میں کہا!

"بس اب تم جا سکتی ہو! میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہ لیا کرو!"

"وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے!" جولیا نے کہا!

"میری نظروں میں اس چوہے کی کوئی وقعت نہیں! آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا!"

"کام کی بات کرو عمران!.... میں اس ریٹائرڈ سراغرساں سے ملی تھی! لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔"

"کیوں؟"

"دمہ کا مریض ہے! آج کل اس پر مرض کا حملہ ہوا ہے جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کر سکتا!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! جب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جا کر

کیا کرو گی!"

"مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح اس سے معلوم کر لو گے....!"

عمران حسب عادت وقت برباد کرتا رہا! پھر وہ دونوں سول ہسپتال کے لئے روانہ ہو گئے!"

مگر تھوڑی ہی دیر بعد عمران جولیا پر بری طرح برس رہا تھا کیونکہ یہ لمبی دوڑ قطعی بے نتیجہ ثابت ہوئی تھی! مریض کے لواحقین اسے ہسپتال سے لے جا چکے تھے! تقریباً ایک گھنٹہ بعد جولیا ہسپتال کے کاغذات سے اس کا پتہ معلوم کر سکی۔

"حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول بھی نہیں سکتا تھا!-- پھر اس کے ورثاء یہاں سے کیوں لے گئے!" عمران نے تشویش کن لہجے میں پوچھا!

"اس نے خود ہی جانا چاہا تھا!" جولیا نے جواب دیا۔ "میٹرن کا یہی بیان ہے!"

"خیر -- تو پھر -- کیا اب اس کے گھر چلنے کا ارادہ ہے۔!"

"قطعی --! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں!...."

آج تم میری مٹی پلید کرو گی شاید! چلو --!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔!

جولیا کچھ نہ بولی! پھر انہوں نے ایک ٹیکسی لی اور معلوم کئے ہوئے پتہ پر روانہ ہو گئے!

"لیکن وہ ہمیں کیا بتا سکے گا...." عمران نے کہا! "تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو!"

"یہی کہ ٹی۔ تھری بی کو کس چیز کی تلاش ہے!"

"کسی نے تمہیں غلط راستے پر لگایا ہے۔!"

"کیوں!...."

"اگر کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ اسے کس چیز کی تلاش ہے تو وہ اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے حاصل کر چکا ہوتا!"

"مگر میری معلومات کے مطابق پولیس سینکڑوں بار اس عمارت کی تلاشی لے چکی ہے!"

"بہت پرانی کہانی ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔!" میں جانتا ہوں کہ پولیس کافی دنوں تک سرگرداں رہی تھی!...."

"اس مریض سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ پولیس کو جس چیز کی تلاش تھی وہ اسے ملی تھی یا نہیں!"

"ارے بابا۔ چل تو رہا ہوں!...." عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا "بیکار کان نہ کھاؤ--!"

"تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو!...." جولیا نے چڑ کر کہا!

"میں خود کو ایک شادی شدہ آدمی سمجھتا ہوں! اس لئے.... ہپ.... ہم شاید پہنچ گئے!...."

ٹیکسی ایک عمارت کے سامنے رک گئی تھی!.... کرایہ جولیا ہی نے ادا کیا اور دونوں اتر کر عمارت کی طرف بڑھے! برآمدے میں ایک نوکر موجود تھا!....

"ہمیں مسٹر بیگ سے ملنا ہے!...." عمران نے اس سے کہا!

"وہ بہت بیمار ہیں جناب!"

"ہمیں معلوم ہے! ہم انہیں دیکھنے آئے ہیں! کل ہسپتال میں ملاقات ہوئی تھی!"

"اچھا تو ٹھہریئے! میں بیگم صاحبہ کو اطلاع دیتا ہوں!" نوکر نے کہا اور اندر چلا گیا!

"مجھے تعجب ہے کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی میں وہ اب تک کیسے زندہ رہا!" عمران بڑبڑایا!

"جس طرح تمہیں بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں موت نہیں آتی--!"

جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی! اتنے میں نوکر نے آکر ان سے اندر چلنے کی درخواست کی۔!

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر پھر اندر چلا گیا!

مریض تک پہنچنے میں پندرہ منٹ صرف ہو گئے! وہ ایک پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا! اس کی آنکھیں بند تھیں اور سینہ کسی لوہار کی دھونکنی طرح پھول پچک رہا تھا! عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھا! نوکر انہیں وہاں چھوڑ کر جا چکا تھا!....

"جولی ڈارلنگ....!" عمران آہستہ سے بولا! "نہ ابھی تمہاری شادی ہوئی ہے اور نہ میری!"

"کیا بکواس ہے....!"

"اگر ہم نے ایک منٹ کے اندر ہی اندر شادی نہ کر لی تو یہ بوڑھا پھر سے جوان ہو جائے گا!"

"میں سچ کہتی ہوں کہ اتنے گھونسے رسید کروں گی کہ تم اپنی شکل بھی نہ پہچان سکو گے!"

دفعتاً مریض نے آنکھیں کھول دیں! سرخ سرخ ڈراؤنی آنکھیں.... اور عمران جھک جھک کر اسے آداب کرنے لگا!.... پھر دروازے کی طرف مڑا جہاں تین آدمی کھڑے تھے!.... ان میں سے ایک نے دروازہ اندر سے بند کر دیا! جولیا بھی بوکھلا کر مڑی.... اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیوں کہ ان تینوں کی ٹائیاں سیاہ تھیں!.... اور وہ ایکس ٹو کی ہدایت پر ایک بار ان لوگوں کا تعاقب بھی کر چکی تھی!.... ان کے متعلق ایکس ٹو کا خیال تھا کہ وہ اسٹاریٹا کے ساتھیوں میں سے ہیں۔!

"میں نہ کہتا تھا کہ شادی کر ڈالو--!" عمران رونی صورت بنا کر بولا۔

بوڑھا مریض اٹھ کر بیٹھ گیا تھا!.... پھر وہ پلنگ سے نیچے اترا اور تن کر کھڑا ہو گیا! وہ ایک دراز قد آدمی تھا! اس نے اپنی سفید ڈاڑھی بھی چہرے سے ہٹا دی!

"لو دیکھو!...." عمران نے آہستہ کہا! "ہو گیا نا جوان--!"

جولیا کچھ نہ بولی وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا! اس نے بڑی مضبوطی سے عمران کی کلائی پکڑ لی۔

"تم لوگ کون ہو؟" لمبے آدمی نے گرج کر پوچھا! جو کچھ دیر پہلے دمہ کا ایک قریب المرگ مریض تھا۔

"ہم لوگ!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ !"عورت مرد ہیں۔ ہم مسٹر بیگ سے ملنے آئے تھے!"

"کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"کیا آپ مسٹر بیگ ہیں!...." عمران نے حیرت سے کہا پھر جولیا سے بولا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ مسٹر بیگ مرض کی شدت کی بناء پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے!"

"میں کیا بتاؤں--!" جولیا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا!....

"تم خود دیکھ رہے ہو!...."

"کس چکر میں ہو تم لوگ--!" لمبے آدمی نے گرج کر پوچھا!

"مسٹر بیگ سے پوچھنا چاہتے تھے کہ اب ہم شادی کر لیں یا نہیں--!"

"میں تمہیں بولنے پر مجبور کر دوں گا!...." دراز قد آدمی عمران کو گھورتا ہوا بولا!

"کیا میں اتنی دیر سے بول نہیں رہا--" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"تم کون ہو؟ مسٹر بیگ سے کیوں ملنا چاہتے ہو!"

"میں عبدالمنان ہوں! بیگ صاحب سے اس لئے ملنا چاہتا تھا کہ ان سے اس شادی کی اجازت لے سکوں!"

"یہ لڑکی یوریشین ہے!.... مسٹر بیگ کی بھتیجی۔ ابھی حال ہی میں اٹلی سے آئی ہے! کل پہلی بار مسٹر بیگ سے ہسپتال میں ملی تھی!"

"یہ اس طرح نہیں بتائے گا--!" لمبے آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا!...."ان دونوں کو اس کمرے سے لے چلو!.... پھر دیکھیں گے!"

"کیا گود میں لے چلو گے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "خیر میں تو گود میں بھی چل سکتا ہوں! مگر خبر دار اس لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ میں یہیں خودکشی کر لوں گا!"

سیاہ ٹائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن سے ریوالور لگا دیا اور اس پر تھوڑی سی طاقت صرف کرتا ہوا بولا۔ "چلو۔"

جولیا عمران کے ساتھ چل رہی تھی!.... عمران نے روہانسی آواز میں کہا!"لعنت ہے ایسے چچا پر! کیا یہ خود تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تم نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا!"

جولیا کچھ نہ بولی! اس وقت اس کی ساری ذہانت رخصت ہو گئی تھی!.... انہیں ایک

دوسرے کمرے میں لایا گیا! اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں تنہا رہ گئے! کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا!

"دیکھا تم نے!"....عمران نے کسی لڑاکی عورت کی طرح پینترہ بدلا۔ "کس گدھے نے تمہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ مجھے اس مصیبت میں پھنسا دو!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیا ہو گیا!"

"اگر میں مار ڈالا گیا تو تم سے سمجھ لوں گا--!"

"کچھ سوچو--رہائی کے لئے کچھ سوچو!...." جولیا نے مضطربانہ انداز میں کہا!

"میں کیا سوچوں! اب بلاؤ اپنے چوہے آفیسر کو--!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"تمہیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا!"

"کیا مطلب یہاں--!" عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں کہا۔

"مطلب یہ کہ اس نے کہا تھا! بیگ کے معاملے میں عمران سے مدد لو! وہ اس سے گفتگو کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ پیدا کر ہی لے گا!"

"اس کے باپ کا نوکر ہے عمران۔" عمران غرایا!

جولیا کچھ نہ بولی! کہتی بھی کیا! وہ خود بھی بوکھلا گئی تھی! کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا!

"کل جب میں اس بوڑھے سے ملی تھی! تو وہ اتنا توانا نہیں تھا: اور نہ اتنا لمبا تھا! مجھے یقین ہے! کل والا بوڑھا مسٹر بیگ ہی تھا! مگر یہ.... سب کچھ شاید آج ہی ہوا ہے! ٹی تھری بی کے ساتھی ہم پر گہری نگاہ رکھتے ہیں!"

"تم نے خواہ مخواہ میری سکیم بھی برباد کر دی!"

"میں کیا کرتی--- مجھے تو بہر حال ایکس ٹو کے حکم کی تعمیل کرنی تھی!"

"اچھا تو کرو-- تعمیل! میں تو خودکشی کرنے جا رہا ہوں!"

۱۴

جیسے ہی اسٹاریٹا کی کار جعفری منزل سے نکلی کیپٹن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا! وہ ایک ٹیکسی میں تھا! اسٹاریٹا تنہا تھی!.... گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا! کچھ دیر تک تو ایسا معلوم ہوتا رہا جیسے وہ یونہی بے مقصد مختلف سڑکوں کے چکر لگا رہی ہو!.... پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے رک گئی-- کیپٹن جعفری نے اسے کار سے اتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا!

وہ بھی ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی وہیں کھڑی رہی! ہال میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اسٹاریٹا

اپنے معتقدوں میں گھر گئی ہے۔ یہاں بہتیرے لوگ اسے پہچانتے تھے!

جعفری نے قریب ہی ایک میز انگیج کرلی! ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا! اسٹاریٹا کی میز کے گرد کئی کرسیاں تھیں مگر اس کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظریں بار بار ایک جانب اٹھ رہی تھیں! پہلے تو جعفری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا لیکن پھر جب ایک بار اسی سمت اس کی نظر بھی اٹھی تو اسے اپنی محنت بار آور ہوتی معلوم ہوئی-- وہ ایک نوجوان آدمی تھا! جیسے اسٹاریٹا بار بار دیکھ رہی تھی! وہ اس سے کافی فاصلے پر تھا! اور اس کے گلے میں سیاہ ٹائی تھی! جولیانافٹز واٹر کی تحقیق تھی کہ اسٹاریٹا جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے وہ عموماً سیاہ ٹائیاں استعمال کرتے ہیں۔

جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس نے کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگوالیں تھیں اور وقت گزار رہا تھا!

کیپٹن جعفری کی شخصیت بڑی شاندار تھی۔ وہ ایک قد آور اور بارعب آدمی تھا!.... شاید وہ اس کی چڑھی ہوئی گھنی مونچھیں ہی تھیں جنہوں نے اسے اتنا بارعب آدمی بنادیا تھا!.... حالانکہ فوج سے علیحدہ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن جعفری کے انداز اب بھی فوجیوں کے سے تھے! کسی زمانے میں وہ ملٹری کی سیکرٹ سروس کا ایک سرگرم آفیسر تھا! لیکن اب عمران کی ماتحتی نے سارے کس بل نکال دیئے تھے۔ اور وہ ایکس ٹو سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتا تھا۔

جعفری وہیں بیٹھا رہا! ابھی تک اسٹاریٹا کے معتقدین کا تار نہیں ٹوٹا تھا! جعفری کبھی اسٹاریٹا کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی سیاہ ٹائی والے کی طرف--!"

سیاہ ٹائی والے نے کوڈبیری چاکلیٹ کا ایک پیکٹ اس طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اسے کسی کو دکھانا چاہتا ہو! ایک بار اسٹاریٹا کی نظر اس کی طرف اٹھی اور سیاہ ٹائی والا پیکٹ پھاڑ کر اس میں سے چاکلیٹ نکالنے لگا! پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا! اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف چلا گیا!.... جعفری کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی رہی! اب وہ زینوں پر تھا: اسٹاریٹا اب بھی بار بار اسی کی طرف دیکھ رہی تھی!.... لیکن شاید وہ ابھی اٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ کیوں کہ اس کے چہرے پر پچھلا سا اضطراب باقی نہیں رہا تھا! تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد جعفری نے سیاہ ٹائی والے کو اوپری منزل سے واپس آتے دیکھا! اور پھر وہ نیچے آکر سیدھا باہر نکلا چلا گیا! دفعتاً اسٹاریٹا کے چہرے سے پھر بے چینی نظر آنے لگی.... وہ اس وقت اپنے ایک معتقد کا ہاتھ دیکھ رہی تھی!

جعفری کے ذہن میں ایک نیا خیال سر ابھار رہا تھا!.... وہ چپ چپ اپنی میز سے اٹھا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف آیا.... ایک لحظہ کے لئے رک کر اس نے کچھ سوچا اور پھر اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا!....

اوپر پہنچ کر وہ پھر کچھ سوچنے لگا۔ اسکی تیز اور متجسس نظریں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں!

یہ ایک طویل راہداری تھی! بائیں جانب زینوں کے دروازے ہی کی لائن میں کئی پیشاب خانے تھے۔ جعفری سوچ رہا تھا کہ پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اوپر آنے اور واپس جانے کے لئے صرف یہی جواز ہو سکتا ہے کہ وہ پیشاب خانے میں آیا تھا:

جعفری آگے بڑھا! پہلے ہی پیشاب خانے کی دیوار سے لگے ہوئے اسٹینڈ میں کوڑے کچرے کی بالٹیاں لٹک رہی تھی-- جعفری کی تیز نظریں بالٹیوں پر پڑتی ہوئی دوسری جانب مڑنے ہی والی تھیں کہ وہ رک گیا!.... ایک بالٹی میں کوڈبیری چاکلیٹ کے پیکٹ کا کور مڑی تڑی حالت میں پڑا ہوا تھا!

جعفری نے بڑی پھرتی سے اسے اٹھالیا اور آگے بڑھتا چلا گیا ساتھ ہی وہ اسے کھولتا بھی جارہا تھا! کاغذ کی تہوں کے درمیان ایک ایسا کاغذ نظر آیا جس پر پنسل سے کچھ لکھا ہوا تھا! اس نے کاغذ کے ان سارے ٹکڑوں کو جیب میں ٹھونس لیا اور واپسی کے لئے مڑا۔

پھر وہ اس وقت ہال میں پہنچا جب اسٹاریٹا اپنی میز سے اٹھ رہی تھی! اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اٹھے! لیکن اسٹاریٹا نے مسکرا کر ان سے کچھ کہا اور وہ بیٹھ گئے! وہ بڑے پروقار انداز میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی زینوں کی طرف بڑھ رہی تھی--!

جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئی! جعفری نے چاروں طرف ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر جیب سے کاغذ کے ٹکڑے نکال لئے پھر ان میں سے وہ کاغذ الگ کیا جس پر پنسل کی تحریر تھی اور بقیہ کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا! وہ اسے پڑھ رہا تھا!

تدبیر کامیاب رہی ایک عورت اور ایک مرد ہماری قید میں ہیں! مرد کچھ بیوقوف سا معلوم ہوتا ہے!.... وہ دیسی ہے لیکن عورت اطالوی معلوم ہوتی ہے! اس نے اپنی صحیح قومیت نہیں بتائی۔ ابھی تک ہم ان سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے! انہیں فورٹیتھ اسٹریٹ والے مکان میں رکھا ہے! یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ وہ کل کتنے آدمی ہیں! ان سے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کیا جاسکا!.... اب ہم حکم کے منتظر ہیں!"

تحریر ختم کر کے جعفری نے ایک گہرا سانس لیا! اسے علم تھا کہ جولیا آج عمران کو سول ہسپتال لے جائے گی! وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی مصروفیات سے لاعلم نہیں رکھتے تھے!.... وہ سوچنے لگا ممکن ہے وہی دونوں ان کے ہاتھ لگے ہوں!

وہ اپنی میز سے اٹھ کر کاؤنٹر پر آیا جہاں فون رکھا تھا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کے لئے ہوٹل میں فون کیا!.... لیکن وہاں سے جواب ملا کہ وہ نو بجے صبح کی گئی ہوئی ابھی تک واپس نہیں آئی....! کیپٹن جعفری نے ریسیور رکھ دیا! پھر اس نے عمران کے لئے جعفری منزل فون کیا!

لیکن وہاں سے کسی نے بتایا کہ عمران دس بجے سے غائب ہے۔!

اب وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگا!۔۔۔کیا ایکس ٹو کو ان حالات کا علم ہو گا! کاش اسے ایکس ٹو نے اپنا فون نمبر بھی بتایا ہوتا!....

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ کر ایک ستون کی اوٹ میں آ کھڑا ہوا.... اسٹاریٹا اوپر سے واپس آئی تھی! لیکن چونکہ یہاں سے فاصلہ زیادہ تھا اس لئے جعفری اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا! ویسے اسے یقین تھا کہ شدید قسم کی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو گئی ہو گی۔ اگر اس کے ارد گرد معتقدین کی بھیڑ نہ ہوتی تو شاید وہ یہاں رک بھی نہیں سکتی! جعفری سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے کہ اس نے اسٹاریٹا کو پھر اٹھتے دیکھا! شاید وہ ان لوگوں سے معذرت طلب کر رہی تھی۔

معتقدین کی بھیڑ اسے کار تک پہنچانے گئی! جعفری اب یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسٹاریٹا کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔

جیسے ہی اس کی کار حرکت میں آئی۔ اسی کے پیچھے جعفری کی ٹیکسی بھی چل نکلی! لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی مایوسی کی حد نہ رہی جب اس نے اگلی کار کو جعفری منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے دیکھا! اب کیا ہو سکتا ہے!.... پہلے وہ سمجھا تھا کہ شاید اسٹاریٹا غیر متوقع طور پر اپنے ایک آدمی کے پیغام سے محروم ہو جانے کے بعد معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی دوسرا ذریعہ تلاش کرے گی۔

بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ جعفری کسی نہ کسی طرح فور ٹیتھ اسٹریٹ کی اس عمارت کا پتہ لگانے کی کوشش کرے۔ جہاں اس کی دانست میں وہ دونوں مقید تھے۔

مگر فور ٹیتھ کوئی چھوٹی جگہ نہیں تھی! لہٰذا وہاں کسی عمارت کا پتہ معلوم کرنا مشکل ہی تھا!

۱۵

"اے محترمہ.... جولیانا فٹز واٹر.... تم اونگھ رہی ہو۔!" عمران نے اسے جھنجھوڑ کر کہا....

وہ سچ مچ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہی تھی! جولیا چونک کر بے دلی سے مسکرائی۔ یہ رات تھی! اور بارہ کا وقت ضرور رہا ہو گا۔!

"مجھے مصیبت میں پھنسا کر خود اونگھتی ہو!.... پھر مسکراتی بھی ہو! کاش میں نے شہد کی مکھیوں والا تھیلا اسی دن تم پر خالی کرادیا ہوتا۔! تم سے خدا سمجھے۔۔!"

"تو پھر کوئی تدبیر نکالو نا! جولیا دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہوئی بولی!" کب تک یہاں رہیں گے!"

"تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر بیٹھ جاؤ اور میں حلق پھاڑ پھاڑ کر بھیرویں گاؤں۔۔!"

"بھیرویں کیا۔۔؟"

بھیرویں تمہارے چیف آفیسر کی دم میں بندھے ہوئے نمدے کو کہتے ہیں!"

جولیا ہنسنے لگی! لیکن اس ہنسی میں زندگی نہیں تھی! عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا!

"میرا خیال ہے کہ اب ٹی تھری بی صرف وقت گزار رہی ہے!"

"وقت گزاری سے کیا مراد ہے۔!"

"اسے جس چیز کی بھی تلاش تھی شاید مل گئی۔۔!"

"یہ تم کس بناء پر کہہ رہے ہو!"

"پھر بحث شروع کی تم نے؟"

"میں بحث نہیں کرتی! میں تو صرف اس خیال کی وجہ دریافت کرنا چاہتی ہوں! خیر اسے بھی جانے دو! یہی بتا دو کہ وہ اس چیز کے حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم ہے!"

"وہ سوچتی ہو گی کہ کہیں اس کی محنت برباد نہ ہو جائے! کیوں کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں! اسے اس کا احساس ہو گیا ہے۔ ورنہ وہ ہمیں اس طرح قید کیوں کرا دیتی!"

"یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی! میں تو کوئی منطقی دلیل چاہتی ہوں؟" جولیا نے کہا۔

"اچھا بس اب اپنی ٹائیں ٹائیں ختم کرو!.... میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں!...."

"کچھ اور نہیں! بلکہ رہائی کی تدبیر!" جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی!

"رہائی کی تدبیر کیا سوچنا ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں آتے.... اگر وہ لوگ مار ڈالنے کی دھمکی دیں تو انہیں اس قدر غصہ دلاؤ کہ وہ سچ مچ تمہیں مار ہی ڈالیں۔ ارے اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے!"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!"

"پھر کیوں لائی تھیں مجھے اپنے ساتھ جب میرے کسی مشورے پر عمل نہیں کرنا تھا!"

"تم سے خدا سمجھے عمران! تم موت کے منہ میں بھی سنجیدگی نہیں اختیار کر سکتے۔"

"میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا! لیکن مجھے تمہاری فکر ہے!"

"تم میری فکر نہ کرو! کچھ شروع کر دو! میں اپنی حفاظت آپ کر لوں گی!"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا! اچھا تو اب میں شروع کرنے جا رہا ہوں!"

لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ شروع کرتا کسی نے باہر سے قفل میں کنجی گھمائی دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوئے.... ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا!

"اٹھو!.... تم لوگ!" ریوالور والے نے خشمگیں لہجے مین کہا!

وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھالئے تھے اور وہ اب سچ مچ بہت زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگا تھا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے گا! وہ ہانپتا کانپتا ان لوگوں کے ساتھ چلنے لگا!

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں آئے--!

"ارے یہ تو--وہی ہے!" عمران نے اسٹاریٹا کی آواز سنی! اس وقت وہ اس اسٹاریٹا سے بہت مختلف نظر آرہی تھی جسے اس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا! اس وقت اس کے جسم پر اسکرٹ کی بجائے خاکی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی۔! اور آنکھوں میں نسوانیت کا شائبہ تک بھی نہیں تھا! وہ بس ایک نوخیز لڑکا معلوم ہو رہی تھی!

"کیوں؟ تم کون ہو--!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایک سرکس بوائے....!" عمران نے شرما کر جواب دیا!

"تم جھوٹے ہو!...."

"پھر میں کسی طرح یقین بھی نہیں دلا سکتا۔! ویسے یہ لڑکی تمہیں یہی بتائے گی! ہم دونوں اسٹار سرکس میں ملازم ہیں۔!"

"اور شکیل اتنا کم رتبہ آدمی ہے، کہ سرکس والوں سے دوستی کرتا پھرے گا!"

"بچپن میں ہم دونوں نے ایک سکول میں تعلیم پائی تھی!"

"خیر.... تم میری ٹوہ میں کیوں تھے!"

"شکیل نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ تم نے اس کے بڑے بھائی کو ایک رات آگاہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پھاٹک سے گزر کر عمارت میں نہ داخل ہو.... ورنہ خسارے میں رہے گا!.... وہ پھاٹک سچ مچ گر پڑا تھا پھر تم اس کے ساتھ جعفری منزل ہی میں مقیم ہوگئیں! شکیل نے ایک رات کو اتفاق سے تمہیں وہاں کچھ تلاش کرتے دیکھ لیا! میں غلط تو نہیں کہہ رہا--"

"بکتے رہو۔!" اسٹاریٹا غرائی!

مجھے سراغرسانی کا بڑا شوق ہے! جب شکیل نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل میں تمہارے قیام کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کروں گا!.... لہٰذا میں نے بھی جعفری منزل میں قیام کیا!-- یہ لڑکی جو میری محبوبہ ہے میرے لئے کام کرتی رہی اس نے اس عمارت کے متعلق بہتیری معلومات فراہم کیں۔ مسٹر بیگ کا پتہ لگایا.... اور پھر مجھے یہاں لا پھنسایا!.... ایسی واہیات تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہوگی!"

"میں تمہیں قتل کر دوں گی.... ورنہ بتاؤ کہ تم کون ہو! اور تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں!

اس واقعہ کا علم اور کتنے آدمیوں کو ہے!"

"صرف تین آدمی ہیں!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "میں-- میری محبوبہ-- اور جمیل کی بیوی کا دیور!"

اسٹاریٹا اسے خاموشی سے گھورتی رہی!.... پھر بولی!

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو....!"

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں! یہ لڑکی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ شکیل بھی جھوٹ بول سکتا ہے! اسٹار سرکس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں! صرف تم سچ بول سکتی ہو!---"

"تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا!"

"کچھ بھی نہیں!" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا! "بس اتنا ضرور ہوا کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا! زندگی بھر تمہارے خواب دیکھنے پڑیں گی!"

"بکواس بند کرو!"

"میں اب خاموش ہی رہوں گا!-- ویسے تم اس لڑکی سے حقیقت معلوم کر سکتی ہو! یہ بھی تمہاری ہی طرح سوئیس ہے!"

"تم سوئیس ہو!" اسٹاریٹا نے جولیا سے پوچھا!

"ہاں میں سوئیس ہوں!" جولیا نے سوئیس میں جواب دیا! اور اس نے اسی زبان میں عمران کے بیان کی تصدیق کی! دفعتاً ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا!

"کیا سب سامان تیار ہے....!" اسٹاریٹا نے اس سے پوچھا!

"ہاں مادام!" اس نے بڑے ادب سے جواب دیا!

"ان لوگوں کو کمرے میں بند کر دو...." اس نے عمران اور جولیا کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بہت دیر سے اس چھوٹے سے سوٹ کیس کو دیکھ رہا تھا جسے اسٹاریٹا داہنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھی!

"کیا تمہیں! وہ چیز مل گئی ہے! جس کی تلاش تھی!" عمران نے پوچھا

"ہاں!" اسٹاریٹا مسکرائی! "لیکن وہ کسی قدیم شاہی خاندان کے جواہرات نہیں ہیں! تم لوگ اس قسم کے ناول پڑھ پڑھ کر اپنے دماغ خراب کر لیتے ہو!...."

"پھر وہ کیا چیز تھی!...."

"کچھ بہت ہی اہم قسم کے کاغذات! جنہیں میں دنیا کی کسی بھی بڑی حکومت کے ہاتھ فروخت کر سکتی ہوں! لاکھوں کی مالیت ہے!"

"یہ کاغذ یہاں کیسے پہنچے تھے!"

"ایک سرکس بوائے کو ان چیزوں سے دلچسپی نہ ہونی چاہئے! میں تم پر رحم کھا رہی ہوں! تم قتل نہیں کیے جاؤ گے! صبح تک تم کو رہائی نصیب ہو گی۔" اسٹاریٹا نے کہا۔

"میں تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا! "کیا تم مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتی ہو.... تم نے جس طرح جعفری خاندان والوں کو الو بنایا تھا مجھے نہیں بنا سکتیں! تمہارے سلسلے میں کونسی ایسی بات ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے!.... تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں گھسنے کا پروگرام بنا رہی تھیں اس سلسلے میں تم نے جوتش اور حاضرات کا پروگرام رچایا--! تم جوتش کی ماہر تو ہو سکتی ہو! لیکن حاضرات کی ابجد سے بھی تمہاری واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشرقیوں کے اس کمال کا تذکرہ سن پایا ہوگا! بس دو چار کالے چراغ لے کر چڑھ دوڑیں۔ لیکن ایک بار بھی چراغوں کی لوؤں پر روحوں کو نہ طلب کر سکیں۔ اس کے بجائے تم نے جمیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ روحیں تم سے ناراض ہو گئیں ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں! وہ رات یاد ہے نا تمہیں جب تم اپنے کمرے میں چیخ رہی تھیں اور اس طرح خوفزدہ نظر آرہی تھیں جیسے وہ چراغ تمہارے لئے موت کا پیغام لانے والے ہوں! جمیل سے تم نے چراغوں کو بجھانے کے لئے کہا تھا! لیکن وہ انہیں نہ بجھا سکا! یہ تم نے محض اس لئے کیا تھا تاکہ اسے کم از کم ان چراغوں کے غیر معمولی ہونے کا یقین تو آہی جائے! حقیقتاً وہ بیچارا اس سلسلے میں دھوکا کھا گیا تھا۔ حالانکہ بہت پڑھا لکھا آدمی ہے! وہ یہی سمجھا کہ چراغ تو غیر معمولی ہیں--لہٰذا یہی بات ہو سکتی ہے کہ روحیں تم سے ناراض ہو گئی ہوں-- یہ سب کچھ تم نے محض اس لئے کیا تھا کہ جعفری منزل میں ایک مہمان کی حیثیت سے داخل ہو کر نہایت سکون کے ساتھ ان کاغذات کی تلاش جاری رکھ سکو! چراغ واقعی غیر معمولی ہیں!...."

عمران اسٹاریٹا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر بولا۔ "دیئے دہرے بنائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان میں کافی جگہ خالی ہے!.... اوپری حصے میں تم نے تیل ڈالی کر روئی کی بتیاں ڈال دیتی ہو! لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں تہوں کے درمیان میں پانی اور کاربائیڈ ہوتا ہے اور روئی کی بتی کے نیچے ایک باریک سی نلکی سے گیس نکل کر جلتی ہے!.... بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لو روئی کی بتی سے نکل رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لو اس نلکی سے نکلتی ہے جس کا تعلق کاربائیڈ سے ہوتا ہے.... اب رہ گیا پھاٹک کے گرنے کا مسئلہ تو اس کے اوپری حصے میں پہلے سے ایک دراڑ پڑی ہوئی تھی! تمہارے آدمیوں نے تھوڑی سی محنت کر کے اسے اس رات گرا دیا تھا!--- کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"مجھے تمہارے مسئلے پر دوبارہ غور کرنا پڑے گا!" اسٹاریٹا نے خونخوار لہجے میں کہا!

"غور کرنے کے لئے بہت وقت ہے! میں جانتا ہوں کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑو گی! پھر میں کیوں خواہ مخواہ اس لذت سے محروم رہ جاؤں-- مجھے ایسی باتیں کرنے میں بڑی لذت ملتی ہے۔"

"ہاں تو.... جمیل کے کمرے والی آگ بھی روحوں کا عتاب تھا!.... وہ آگ تمہیں نے لگائی تھی! اس طرح کہ جمیل کو اس کا احساس نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس ہی موجود تھا۔ اب تم یہ کاغذات لے جا رہی ہو جو اس بیچارے جرمن جاسوس نے بڑی محنت سے چرائے تھے!"

"کہاں سے چرائے تھے!" اسٹاریٹا غرائی۔

"برطانیہ کے دفتر خارجہ سے!".... اور انہیں جعفری منزل میں چھپا دیا تھا! ادھر پولیس کو اس پر شبہ ہو گیا اور وہ عمارت فروخت کر کے بھاگ نکلا.... اسے اتنا موقعہ بھی نہ مل سکا کہ وہ ان کاغذات کو وہاں سے نکال سکتا! ممکن ہے اس نے مصلحتاً بھی انہیں وہیں رہنے دیا ہو! سوچا ہو! جب ضرورت ہو گی نکال لے جائے گا!.... پولیس کو دراصل انہی کاغذات کی تلاش تھی! وہ جاسوس بیچارہ نہ جانے کہاں مر کھپ گیا۔"

"اب تمہاری زندگی محال ہے".... اسٹاریٹا بھرائی ہوئی آواز میں بولی!

"تمہارے بغیر میں زندہ بھی نہیں رہنا چاہتا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "ٹی تھری بی.... یعنی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا!...."

دفعتاً سوٹ کیس اسٹاریٹا کے ہاتھوں سے چھوٹ پڑا۔

"مار ڈالو اسے!".... وہ جلدی سے جھک کر سوٹ کیس اٹھاتی ہوئی چیخی! جولیا بوکھلا گئی!.... وہ سمجھ رہی تھی کہ عمران مکاری سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا جائے گا! لیکن تھریسیا کی شخصیت سے پردہ اٹھا دینا گویا اسے چیلنج کرنا تھا!-- کیا عمران سے سچ مچ حماقت سرزد ہوئی تھی! دفعتاً پانچوں آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے!.... جولیا اچھل کر الگ ہٹ گئی!.... اس نے بھی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ کاغذات اسی سوٹ کیس میں ہو سکتے ہیں جو تھریسیا بڑی احتیاط سے ہاتھ میں تھامے ہوئی تھی!۔

جولیا نے عمران کو ان آدمیوں کے نرغے سے نکلتے دیکھا۔! اور پھر یہ بھی دیکھا کہ دو آدمی یکے بعد دیگرے فرش پر ڈھیر ہو گئے ہیں۔

"اپنے ہاتھ اٹھاؤ! ورنہ گولی مار دوں گا!" اس آدمی نے کہا جس کے پاس ریوالور تھا!....

عمران نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر تھریسیا کے سوٹ کیس پر جھپٹا مارا مگر تھریسیا بھی کم پھرتیلی نہیں تھی.... وہ اسے صاف بچالے گئی!.... تھریسیا وہی عورت تھی جس نے سارے

یورپ کو انگلیوں پر نچا کر رکھ دیا تھا۔ وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہیں آسکتی تھی!.... دوسرے ہی لمحہ میں اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا! مگر شاید اس خیال سے وہ لوگ فائر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ یہ عمارت شہر کے ایک کافی آباد حصے میں واقع تھی!....

جولیا بری طرح کانپنے لگی تھی! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عمران نے یہ کیا پاگل پن پھیلا دیا ہے۔ اگر وہ زیادہ طراری نہ دکھاتا تو شاید تھریسیا ان دونوں کو نکل جانے دیتی! وہ تھریسیا اور اس کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھی!

عمران نے پھر ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!.... اور تھریسیا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر غرائی!" کتنے نکمے ہو تم لوگ-- تم سے ایک آدمی بھی نہیں پکڑا جاتا! اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دو!.... اور تم بھی چپ چاپ کھڑی رہو گی ورنہ انجام بڑا دردناک ہوگا!"

جولیا جہاں تھی وہیں کھڑی رہی! پانچوں آدمی عمران پر جھپٹے! عمران پھر جھکائی دے کر ان کے نرغے سے نکل گیا اور دو آدمیوں کے سر بری طرح ٹکرائے تیسرے کی پیشانی پر عمران کا گھونسا پڑا.... اور چوتھے کے پیٹ پر لات!-- پانچویں نے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کی!

دفعتاً تھریسیا نے عمران پر فائر کر دیا!.... عمران چکرا کر گرا.... اور پھر نہ اٹھ سکا! پستول کی آواز بڑی ہلکی تھی۔ شاید ان کمروں ہی میں گونج کر رہ گئی ہو۔!

"اب اس لڑکی کے ہاتھ پیر باندھ کر یہیں ڈال دو!" تھریسیا نے پرسکون آواز میں کہا! جولیا خاموش تھی! انہوں نے اپنی ٹائیاں کھولیں اور جولیا کی طرف بڑھے!.... تھریسیا عمران کی طرف پشت کئے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی!.... اور شاید جولیا کی بے بسی سے لطف اندوز بھی ہو رہی تھی.... جولیا کو اس کی مسکراہٹ نہ جانے کیوں بڑی ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی۔

اچانک عمران نے لیٹے لیٹے تھریسیا کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ پانچوں آدمی جولیا کو باندھنے میں مشغول تھے! اور تھریسیا انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے کوئی بھی عمران کی طرف متوجہ نہ تھا! صرف جولیا نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اور آنکھیں بند کر لیں تھیں! اسے خوف تھا کہ کہیں کسی کی نظر عمران پر پڑ ہی نہ جائے۔

عمران تھریسیا کے قریب پہنچ چکا تھا!.... اس نے ایک ہاتھ اس کے سوٹ کیس پر ڈالا اور لیٹے ہی لیٹے کمر پر ایک ایسی لات رسید کی کہ وہ اچھل کر ان پانچوں آدمیوں پر جا پڑی! بیک وقت کئی چیخیں اور کراہیں کمرے میں گونج اٹھیں! عمران نے جھپٹ کر تھریسیا کا پستول بھی اٹھا لیا۔ جو قریب ہی پڑا ہوا تھا!....

"تم سب سیدھے کھڑے ہو جاؤ!" عمران نے انہیں للکارا.... ایک آدمی نے ہاتھ اپنی جیب کی طرف لے جانا چاہا جس کے پاس پستول تھا لیکن عمران کی تیزی نظروں نے بچنا مشکل ہی

تھا! عمران نے بے دھڑک اس پر فائر کر دیا! گولی اس کے بازو پر لگی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

"جس نے بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی! اس کا یہی انجام ہوگا!" عمران کہتا ہوا بڑی پھرتی سے زخمی آدمی کے پاس جا پہنچا اور اس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا!....

"اب اس لڑکی کو کھولو!-- اور انہی ٹائیوں سے تھریسیا کو جکڑ دو!...."

وہ لوگ پتھر کے بتوں کی طرح کھڑے رہے!.... ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں دروازے پر کسی کا سایہ پڑا، اور عمران اچھل کر ایسی پوزیشن میں آگیا کہ دروازے سے اندر داخل ہونے والا بھی پستول کی زد پر آرہا.... دوسرے ہی لمحہ میں کیپٹن جعفری دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا.... اور پھر اس طرح اچھل پڑا، جیسے بے خیالی میں اس کے پیر کسی اسپرنگ پر پڑ گئے ہوں!

جولیا نافٹزواٹر کو کھولو--!" عمران نے جعفری سے کہا! اور وہ جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا! جولیا کے آزاد ہونے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا....

"اب ٹی تھری بی کو انہی ٹائیوں سے باندھ دو!"

لیکن جعفری جیسے ہی اس کے سامنے پہنچا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اس کی بڑی بڑی مونچھیں پکڑ کر جھول گئی! اور پھر اسے اس طرح دروازے کی طرف کھینچنے لگی کہ خود اس کے بھاری بھرکم جسم کی اوٹ میں ہو گئی.... جعفری تکلیف کی شدت سے کراہنے لگا! لیکن اس کا ہاتھ اس خوبصورت عورت پر نہ اٹھ سکا! وہ عمران ہی تھا جس نے بیدردی سے اس کی کمر پر لات رسید کی تھی!

عمران اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر تھریسیا نے اسے عمران پر دھکیل دیا! اور خود ہرنیوں کی طرح سپاٹے بھرتی ہوئی نکلی چلی گئی.... عمران نے جعفری کے اوپر سے چھلانگ لگائی لیکن جب تک وہ صدر دروازے تک پہنچا! باہر سے کسی کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ اندھیرے میں اسے کار کی عقبی سرخ روشنی دکھائی دی! کار بڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ عمران نے اگلے موڑ پر اسے غائب ہوتے دیکھا!.... وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر رہ گیا! اس کے پاس کوئی کار بھی موجود نہیں تھی کہ وہ اس کا تعاقب کر سکتا!.... تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا صاف نکل گئی تھی! عمران برا سا منہ بنائے ہوئے اندر واپس آیا-- یہاں جعفری ان چاروں آدمیوں سے دل کھول کر انتقام لے رہا تھا! پانچواں تو دیر سے بیہوش پڑا تھا! اس کے بازو کے زخم سے کافی مقدار میں خون بہہ گیا تھا!

جعفری کے بائیں ہاتھ میں ریوالور تھا! اور داہنے ہاتھ سے وہ ان چاروں پر گھونسے برسا رہا تھا!.... ریوالور کے خوف سے وہ اس سے لپٹ پڑنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے!

"شاباش--شاباش!" عمران نے اسے چمکار کر کہا! "مگر یہ بیچارے تو مونچھوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔"

"خاموش رہو!" جعفری غرایا! "ورنہ تم سے بھی اچھی طرح پیش آؤں گا---!"

"چلو جعفری ختم کرو!" جولیا نے ہاتھ اٹھا کر کہا! "اب انہیں تو باندھ ہی لو!"

جولیا کی نظریں اس چھوٹے سوٹ کیس پر جمی ہوئی تھیں جو اب عمران کے ہاتھ میں تھا!

"تھریسیا نکل گئی!" عمران نے اس سے کہا!

"یہ بہت برا ہوا....."

"خدا ایسی مونچھیں کسی کو نصیب نہ کرے!" عمران نے اس انداز میں کہا! جیسے وہ مونچھیں نہیں بلکہ کوئی مہلک بیماری ہوں؟

"تم اپنا منہ نہیں بند کرو گے--!" جعفری دہاڑا.....

"جعفری یہ لوگ بھی فرار ہو جائیں گے!" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ جعفری ان لوگوں کے ہاتھ پشت پر باندھ باندھ کر انہیں جانوروں کی طرح فرش پر گرانے لگا! جب وہ چاروں کو باندھ چکا تو عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ عمران کو بھی حقیقتاً اس پر بری طرح غصہ آ رہا تھا کیونکہ تھریسیا اسی کی کمزوری کی بنا پر فرار ہونے میں کامیاب ہوئی تھی.... وہ اس وقت بحیثیت ایکس ٹو کچھ نہیں کر سکتا تھا! لیکن وہ اسے بہرحال سزا دینا چاہتا تھا!

"ایسی مردانگی سے کیا فائدہ جعفری صاحب کہ عورتیں مونچھیں پکڑ کر جھول جائیں!" اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا!

"میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا--!" جعفری حلق پھاڑ کر دہاڑا عمران نے سوٹ کیس ایک طرف ڈال کر کہا۔ "آؤ-- آج اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو!"

جولیا چپ چاپ کھڑی انہیں دیکھتی رہی! جعفری گھونسہ تان کر عمران پر چڑھ دوڑا.... لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا عمران نے بھلاوادے کر اس زور کا ہاتھ کنپٹی پر رسید کیا کہ جعفری کی آنکھوں میں تارے سے ناچ گئے وہ لڑکھڑایا.... توازن قائم رکھنے کی کوشش کی.... لیکن آخر کار چاروں قیدیوں پر جا گرا.... وہ چاروں بری طرح چیخے.... جعفری کافی گرانڈیل قسم کا آدمی تھا!-- وہ غصے میں اپنی بوٹیاں نوچتا ہوا پھر اٹھا لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنے کسی حریف کو سنبھلنے کا موقع دے سکے!

جعفری ذرا سی دیر میں بے کار ہو گیا!-- اس دوران میں جولیا سوٹ کیس لیکر نو دو گیارہ ہو گئی تھی....!

جعفری دیوار سے ٹکا بری طرح ہانپ رہا تھا! عمران نے منہ بنا کر کہا

"تم سب ایک طرح سے لفنگے ہو.... اب دیکھو وہ شیطان کی نواسی سوٹ کیس ہی لے بھاگی!"

جعفری غصہ سے پاگل ہو رہا تھا!.... اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر جھونک دیا! عمران بھی غافل نہیں تھا! گولی اس کے سر پر سے گذر گئی-- لیکن جعفری دیوانوں کی طرح ٹریگر دباتا ہی چلا گیا حتی کہ میگزین کی آخری گولی بھی صرف کر دی!-- لیکن عمران اس کے باوجود بھی اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہا!.... اس نے اس وقت سنگ ہی کے ایجاد کردہ آرٹ سے فائدہ اٹھایا تھا! ورنہ جعفری جیسے اچھے نشانہ باز کے ہاتھوں اسے موت ہی نصیب ہوتی!

"کیا میں دوسرے راؤنڈ کے لئے کارتوس پیش کروں جناب کپتان صاحب!" عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا! اور جعفری نے ریوالور اس پر کھینچ مارا.... عمران ایک طرف ہٹتا ہوا بولا "اب غصہ تھوک ڈالئے جناب کپتان صاحب! ورنہ اگر یہ چاروں بھی فرار ہوگئے تو آپ کا چوہا ایکس ٹو آپ کی بری طرح خبر لے گا.... اچھا.... ٹاٹا....!"

۱۶

جعفری منزل میں صبح کے ناشتے کی میز پر شکیل اپنی رام کہانی سنا کر خاموش ہوا تو عمران بولا! "مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمہیں اس وقت تک روکے رکھیں جب تک تھریسیا ان کاغذات کو پانے میں کامیاب نہ ہو جائے! وہ سمجھتے تھے کہ صرف تم ہی تھریسیا کی پراسرار نقل وحرکت سے واقف ہو اور کوئی نہیں جانتا اس لئے وہ لوگ تمہیں یہاں سے ہٹا لے گئے! اور انہوں نے محترمہ رضیہ کے متعلق ایک اتہام تراش کر تمہیں الجھن میں ڈال دیا! مقصد بہرحال یہ تھا کہ وہ تمہیں کسی نہ کسی طرح روکے رکھیں۔ حتی کہ تھریسیا کامیاب ہو جائے!"

"کیا تمہیں علم تھا کہ وہی لوگ مجھے لے گئے تھے!" شکیل نے پوچھا!

"میں نے اسی وقت ان کا تعاقب کیا تھا!.... اور مجھے ان کے ٹھکانے کا بھی علم تھا!.... مگر مجھے دراصل تھریسیا کی فکر تھی! میں ہی نہیں، میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اس میں دلچسپی لے رہے تھے! آخر وہی لوگ کاغذات پانے میں کامیاب ہوئے اور میں منہ دیکھتا رہ گیا.... خیر کچھ بھی ہو! تم نے مجھے جس کام کے لئے بلایا تھا وہ تو ہو ہی گیا! یعنی کسی طرح اس بلا کو جعفری منزل سے نکالا جائے! آہاں.... یہ جمیل صاحب کہاں ہیں!"

"وہ بہت شرمندہ ہے.... اب اسے اس مسئلہ پر نہ چھیڑیئے گا!" بیگم جعفری بولیں!

"اگر.... وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے تو....!" شکیل نے عمران نے کہا۔

"اس سے پہلے تم وہاں سے نکال لائے جاتے--! میں نے دو دن تک ان لوگوں کو قریب سے دیکھا تھا اور جب مجھے اطمینان ہو گیا تھا تو میں پھر دوسرے معاملات کی طرف متوجہ ہوا تھا!"

روحی اور غزالہ اس احمق آدمی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھور رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں اس کے بیان پر یقین نہ آیا ہو! اسی دن عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے بحیثیت ایکس ٹو جولیا کو مخاطب کیا!

"تم بہت ذہین ہو! جولی! اگر تم وہ سوٹ کیس لے کر چلی نہ آتیں تو عمران یقینی طور پر کوئی نہ کوئی جھگڑا کھڑا کر دیتا۔ اب تم وہ سوٹ کیس بہت احتیاط سے سر سلطان تک پہنچا دینا!"

"مگر جناب یہ کاغذات اسے ملے کہاں سے تھے!"

"ایک تہہ خانے سے جس کا علم جعفری منزل والوں کو بھی نہیں تھا۔ آج صبح انہیں وہ تہہ خانہ ملا! تھریسیا اس کا راستہ کھلا چھوڑ گئی تھی ورنہ وہ اب بھی اس سے لاعلم ہی ہوتے!"

"مسٹر بیگ کے متعلق کچھ معلوم ہوا--" جولیا نے پوچھا!

"مسٹر بیگ نام کا ریٹائرڈ انسپکٹر ہو سکتا ہے کبھی یہاں رہتا ہو اب کوئی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی چال تھی وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی فکر میں کون لوگ ہیں!.... پہلے انہوں نے کسی دمہ کے مریض کو مسٹر بیگ بنا کر ہسپتال میں داخل کرایا.... اور اسے شہرت دی.... پھر ہسپتال سے لے گئے.... اور یہ چال تمہارے اور عمران کے لئے چوہے دان بن گئی...."

"اور جناب! عمران پہلے سے بھی ان کاغذات کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا!"

"ضرور جانتا ہو گا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اور کس موقع پر کونسی چیز اس کے کام آسکے گی! مگر عمران نے کل ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے.... کیوں؟

"کونسا کارنامہ؟"

"ہیلو....!"

"یس سر!.... جی ہاں وہ یقیناً ایک بڑا کارنامہ تھا--!"

"تم نہیں سمجھیں! تھریسیا والے معاملے سے الگ ایک دوسرا کارنامہ اور وہ کارنامہ تھا.... جعفری کی مرمت.... محض اسی گدھے کی غفلت تھی جس کی بناء پر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی!...."

"مگر جناب! کیا الفانسے نہیں تھا تھریسیا کے ساتھ!"

"پتہ نہیں!.... اگر رہا بھی ہو تو وہ سامنے نہیں آیا!"

"تھریسیا کا نکل جانا اچھا نہیں ہوا جناب!"

"کیا کیا جائے-- خیر پھر سہی! اگر وہ پھر یورپ کی طرف نہ چلی گئی تو تم دیکھنا اس کا انجام!"

عمران نے بحیثیت ایکس ٹو گفتگو کر کے سلسلہ منقطع کر دیا۔

عمران سیریز

خون کے پیاسے

دوسرا حصہ

پیش رس

عمران سیریز کا سولھواں ناول حاضر ہے۔

جاسوسی دنیا کے شعلوں کی مسلسل داستان کیا لکھی ایک مصیبت مول لے لی...... تقاضوں کی بھرمار ہے کہ عمران سیریز میں بھی ایک مسلسل کہانی پیش کی جائے...... مجبوراً شعلوں ہی کی داستان سے دو کردار پکڑنے پڑے...... تھریسیا اور الفانسے...... وہاں ان کی نقل تھی...... یہاں اصلی روپ میں موجود ہیں۔

اس سلسلہ کا پہلا ناول "کالے چراغ" تھا...... دوسرا اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تیسرا "الفانسے" ہوگا اور چوتھا "درندوں کی بستی" خاص نمبر۔

اب ادھر کچھ ایسے خطوط آنے لگے ہیں جن میں عمران اور فریدی کے "ٹکراؤ" کا مطالبہ ہوتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں گا...... کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دونوں کرداروں کی مٹی پلید ہو جائے گی...... اس لئے اس سلسلے میں کچھ نہ لکھئے۔

میرے لئے سب سے زیادہ پریشان کن وہ خطوط ہوتے ہیں جن میں خطوط کے جواب نہ ملنے کی شکایت ہوتی ہے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ لکھنے والے اپنا پتہ لکھنا بھول جاتے ہیں...... لہٰذا انہیں چاہئے کہ جواب کے لئے قیامت کے منتظر رہیں!

ابن صفی

۲۸/ جنوری ۱۹۵۷ء

(۱)

عمران نے اپنی کار آگے نکالنی چاہی لیکن آگے جانے والی دونوں کاروں نے راستہ نہ دیا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اگلی دونوں کاروں میں دوڑ ہو رہی ہو.... سڑک زیادہ کشادہ نہیں تھی.... اتنی کہ کوئی تیسری کار آگے نہیں نکل سکتی تھی.... عمران نے سوچا کیوں نہ انہیں نکل ہی جانے دیا جائے۔

اس نے اپنی کار کی رفتار کم کر دی.... ٹھیک اسی وقت اسے اپنی پشت پر کچھ اس قسم کی آواز سنائی دی.... جیسے کسی بڑے ٹرک کا انجن شور مچا رہا ہو.... اس نے عقب نما آئینے کی طرف دیکھا.... حقیقتاً وہ ایک ٹرک ہی تھا.... جس نے آڑا ہو کر سڑک کی پوری چوڑائی گھیر لی تھی۔

آگے جانے والی کاروں کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی۔

دفعتاً عمران کو خطرے کا احساس ہوا۔ گویا اسے دو اطراف سے گھیرا جا رہا تھا۔

مڑ کر واپس ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر اس ٹرک نے سڑک بند کر دی تھی.... اور آگے جانے والی کاریں تو قریب قریب اب رک ہی رہی تھیں۔

یہ جگہ بھی ایسے کاموں کے لئے بڑی مناسب تھی.... کیونکہ سڑک کے دونوں جانب ناہموار زمین تھی.... اور ڈھلان کے اختتام ہی سے جنگلوں کے سلسلے دور تک پھیلے چلے گئے تھے۔

عمران بالکل نہتا تھا.... ویسے بھی وہ ہر وقت مسلح رہنے کا عادی نہیں تھا!

سورج غروب ہو رہا تھا.... اور سڑک سنسان پڑی تھی.... دفعتاً اگلی کاروں سے ایک فائر ہوا.... اور گولی عمران کی ٹوسیٹر کی چھت سے رگڑ کھاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران نے کار نہیں روکی.... بلکہ رفتار اور تیز کر دی.... اس کی کار اگلی دونوں کاروں کی طرف تیر کی طرح جا رہی تھی.... ان کاروں کی رفتار بھی تیز ہو گئی.... شاید وہ لوگ عمران کے اس غیر متوقع رویہ پر بوکھلا گئے تھے۔ جب عمران نے دیکھا کہ وہ کم از کم ریوالور کی رینج سے باہر ہو گیا ہے تو اس نے یکلخت اپنی کار میں پورے بریک لگا دیئے اور مشین بند کر کے بائیں

جانب کی ڈھلان میں چھلانگ لگادی۔۔۔۔ بیک وقت کئی فائر ہوئے۔۔۔۔ لیکن عمران کو یقین تھا کہ اب مشکل ہی سے کوئی اس پر قابو پاسکے گا۔

وہ جنگل میں گھستا چلا گیا۔۔۔۔ لیکن یہاں وہ محفوظ نہیں تھا۔۔۔۔ اگر جنگل گھنا ہوتا تو شاید اسے بچاؤ کے لئے اتنا نہ دوڑنا پڑتا۔۔۔۔ اکثر مقامات پر سرکنڈوں کی جھاڑیاں تھیں۔۔۔۔ لیکن ان میں گھسنا دیدہ دانستہ موت کو دعوت دینا تھا۔

وہ دوڑتا رہا۔

مگر اب وہ بائیں جانب مڑ گیا تھا اندازے کے مطابق وہ اس جگہ رکا جہاں سے مڑ کر سڑک کے اس حصہ کی طرف پہنچ سکتا تھا جدھر ٹرک کھڑا کیا گیا تھا۔

دفعتاً اس نے اپنے جوتے اتار کر کوٹ کی جیبوں میں ٹھونسے اور ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگا۔۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بچپن ہی سے درختوں پر چڑھتا آیا ہو۔

گنجان شاخوں کے درمیان پہنچ کر اس نے سامنے سے پتیاں ہٹائیں اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ ٹرک اب موجود نہیں تھا۔۔۔۔ البتہ۔۔۔۔ وہ دونوں کاریں اس کی ٹوسیٹر کے قریب موجود تھیں! اور ایک آدمی وہاں کھڑا شاید ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

پھر وہ کچھ اور بلندی پر پہنچ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔۔۔۔ کافی فاصلے پر وہ لوگ دکھائی دیئے۔۔۔۔ تعداد میں پانچ تھے اور کچھ دیر پہلے یہ عمران کی خوش فہمی ہی تھی۔۔۔۔ کہ ان لوگوں کے پاس رائفلیں نہ ہوں گی۔ اپنی ٹوسیٹر سے اترتے وقت وہ بال بال بچا تھا کیونکہ ان کے پاس رائفلیں بھی تھیں اور یہاں سے صاف نظر آ رہی تھیں۔

عمران انہیں دیکھتا رہا۔ پتہ نہیں کیوں وہ پانچوں اکٹھے ہی رہنا چاہتے تھے۔۔۔۔ اگر چاہتے تو اِدھر اُدھر منتشر ہو کر بھی اسے تلاش کر سکتے تھے۔۔۔۔ مگر شاید وہ بھی عمران سے خائف ہی تھے۔ پتہ نہیں کب اور کس وقت وہ ان میں سے کسی کو تنہا پا کر وار کر بیٹھے۔

عمران نے پھر سڑک کی طرف دیکھا وہ آدمی اب بھی کاروں کے قریب موجود تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ بقیہ لوگ کتنی دیر میں سڑک تک پہنچ سکتے ہیں۔

وہ انہیں دیکھتا رہا اور پھر بڑی تیزی سے نیچے اترنے لگا۔۔۔۔ نیچے اتر کر جوتے پہنے اور سڑک کی طرف دوڑنے لگا۔۔۔۔ مگر اب اس کا رخ کاروں کی سمت تھا۔۔۔۔ چڑھائی کے قریب پہنچ کر رک گیا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ چڑھائی پر جا رہا تھا۔۔۔۔ لیکن آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ کسی چھپکلی کی مانند زمین سے چپکا ہوا۔

جب سڑک کی سطح اس کے سر سے تقریباً دو فٹ اونچی رہ گئی تو اس نے قریب ہی سے ایک

بڑا سا پتھر اٹھایا اور بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھسکنے لگا۔

وہ آدمی ایک کار کی کھڑکی پر بایاں بازو ٹکائے جھکا کھڑا تھا۔ داہنے ہاتھ میں سگریٹ سلگ رہا تھا۔۔۔۔ جیسے ہی عمران نے سر ابھارا۔۔۔۔ وہ چونک کر اس کی طرف مڑا۔۔۔۔ شاید یہ خطرے کے غیر شعوری احساس کی بناء پر ہوا تھا مگر عمران کا ہاتھ تو چل ہی چکا تھا۔۔۔۔ پتھر اس کی کنپٹی پر بیٹھا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکتا عمران اس پر سوار تھا۔۔۔۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی۔۔۔۔ کنپٹی کی چوٹ نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے جلدی جلدی اس کی تلاشی لے کر ایک ریوالور اور تقریباً تین کارتوس برآمد کر لئے۔ ریوالور میں پورے راؤنڈ موجود تھے۔

عمران نے اپنی ٹائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے اسے یقین تھا کہ وہ کافی دیر تک ہوش میں نہ آسکے گا۔

وہ اس وقت بالکل مشینوں کی طرح حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ٹوسیٹر کا ڈکہ اٹھایا اور بے ہوش آدمی کو اس میں ٹھونسنے لگا پھر ڈکے کو کسی تدبیر سے اتنا کھلا رہنے دیا کہ وہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے مر نہ پائے۔ اب وہ پھر ان دونوں کاروں کی طرف متوجہ ہوا۔

بے ہوش قیدی کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔ اس نے دو فائر کئے اور دونوں کاروں کا ایک ایک پہیہ بیکار کر دیا۔

”زائیں۔۔۔۔!“ اس کی ٹوسیٹر چکنی سڑک پر تیرتی چلی گئی دھندلکا پھیل چکا تھا۔

فضا آہستہ آہستہ پرسکون ہوتی جا رہی تھی۔

ٹوسیٹر فراٹے بھرتی رہی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے لینڈس کسٹم پوسٹ کے سامنے کار روکی اور نیچے اتر کر ڈکے کو پوری طرح بند کرتا ہوا۔۔۔۔ عمارت کی طرف چلا گیا یہاں اس نے فون پر اپنے ایک ماتحت آفیسر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

”تنویر! عمران اپنی کار کی ڈکے میں ایک بے ہوش آدمی کو لا رہا ہے۔ تمہیں اس سے اس آدمی کو چھین لینا چاہئے۔“

”بہت بہتر جناب!“ تنویر کی آواز آئی۔ ”وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”لینڈس کسٹمز کی آؤٹ پوسٹ سے گزر چکا ہے۔“

”بہتر جناب۔۔۔۔ میں دو آدمیوں کے ساتھ چیک کروں گا۔“

”جلدی کرو!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

(۲)

تنویر نے کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد کو فون کیا اور انہیں برٹرام روڈ کے چوراہے پر پہنچنے کو کہتا ہوا باہر نکل آیا۔

گیراج سے اپنی موٹر سائیکل نکالی.... اور اس کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔

برٹرام روڈ کے چوراہے پر کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد موجود ملے وہ دونوں ایک ہی موٹر سائیکل پر سوار تھے۔

پھر دونوں موٹر سائیکلیں برٹرام روڈ پر دوڑنے لگیں۔

"خیال رکھنا...." تنویر نے چیخ کر کہا.... "وہ اپنی ٹوسیٹر پر ہوگا۔ اس کی گاڑی تم لوگ پہچانتے ہو!"

"اچھی طرح...." جعفری نے جواب دیا۔

"مگر یار.... اس وقت کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" تنویر نے کہا۔

"میں اسے جان سے مار دوں گا.... خواہ مجھے اس کے لئے استعفیٰ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔"

"اس وقت نہیں۔"

"ایکس ٹو کے لئے میں اپنی بے عزتی نہیں برداشت کر سکتا۔" جعفری غرایا۔

"اس وقت میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ بات نہ بڑھانا۔" تنویر نے لجاجت سے کہا۔

جعفری خاموش ہی رہ گیا۔

وہ عمران کا دشمن تھا۔

اور اس دشمنی کی بنیاد تقریباً بمبل بی والے کیس کے دوران میں پڑی تھی۔

"پھر کسی موقعہ پر سمجھ لینا۔" تنویر نے کہا۔

"استعفیٰ دینے کے بعد۔" جعفری غرایا" ورنہ عمران کے خلاف میری کوئی بھی کارروائی ایکس ٹو کو ناگوار گزرے گی۔"

تنویر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں عمران کی ٹوسیٹر دکھائی دی۔ اور دونوں موٹر سائیکلیں ایک دوسرے سے قریب آگئیں عمران ہارن پہ ہارن دیتا رہا۔ لیکن وہ اس کے راستے سے نہ ہٹیں.... عمران نے بریک لگائے.... اور تنویر نے موٹر سائیکل آگے بڑھا کر پائیدان پر پیر رکھ دیا۔

"کیا مطلب؟" عمران عصیلی آواز میں بولا۔

"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے.... اور اس کا رخ تمہاری کھوپڑی کی طرف ہے۔" تنویر نے

جواب دیا۔

"وہ تو ہمیشہ ہی رہتا ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مگر اس وقت کس خوشی میں؟"

"ناشاد!" تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔ "ذرا میری گاڑی سنبھالنا۔"

" آخر بات کیا ہے؟ عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں!" تنویر موٹر سائیکل سے اتر کر کار کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔ "میں تمہارے ساتھ شہر جانا چاہتا ہوں۔"

وہ عمران کے برابر بیٹھ کر دروازہ بند کر چکا تھا اور ریوالور کی نالی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"چلو....!" تنویر نے ریوالور کی نال پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں جاؤں گا.... تم مار دو گولی...."

"سنو پیارے...." تنویر آہستہ سے بولا۔ "میرے ساتھ کیپٹن جعفری بھی ہے.... میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہے اگر اس نے انتقام لینا ہی چاہا تو پھر ہمیں بھی مجبوراً اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔"

"میں سمجھ گیا!" عمران تلخ لہجے میں بولا.... "مگر میں تم لوگوں کو اتنا بزدل نہیں سمجھتا تھا.... مگر اسے بھول جاؤ کہ جعفری یا تم سب میرا کچھ بگاڑ سکو گے۔"

"میں فی الحال اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔" تنویر بولا۔ "بس تم چپ چاپ کار آگے بڑھاؤ.... ورنہ...."

"ورنہ کیا ہوگا؟"

"ورنہ یہ ہوگا کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ کیونکہ تمہاری گاڑی کے ڈکے میں ایک بے ہوش آدمی موجود ہے۔"

"کیا؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"ایکس ٹو کے ذرائع لامحدود ہیں۔" تنویر بولا۔ "بس اب چلو!" پتہ نہیں کیوں ایکس ٹو کو تم پر رحم آجاتا ہے.... ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو سکتی۔"

"ارے جاؤ.... جب جی چاہے تم سب سامنے آجاؤ.... وہ تو وہ.... لڑکی.... جولیا.... مجھے کچھ ویسی لگتی ہے.... یعنی کہ.... کیا کہتے ہیں ذرا.... ہاں.... اچھی لگتی ہے.... ورنہ اب تک میں نے تم سب کی تجہیز و تکفین کر دی ہوتی!"

"چلو میری جان.... اس وقت تم.... جولیا سے بھی مل سکو گے۔"

"یہ بات ہے....." عمران خوش ہو کر بولا..... "چلو..... جولیانا فٹز واٹر کی قبر کے اندر بھی گھس سکتا ہوں۔"

کار چل پڑی۔

ریوالور کی نال اب بھی عمران کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"یہ آدمی کون ہے؟" تنویر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کون آدمی؟"

"وہی جو تمہاری گاڑی کی اسٹپنی میں ہے۔"

"یار تم لوگ..... سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کے آدمی ہو۔"

"ہم لوگ ہر قسم کے آدمی ہیں..... تم میری بات کا جواب دو۔"

"میری کار کی ڈکی میں تین تربوز..... چار مرتبان..... جن میں مختلف قسم کے اچار ہیں پائے جاسکتے ہیں۔"

"دوست عمران! جس دن بھی....."

"بس..... بس.....!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر تم لوگ مجھے مار بھی ڈالو.....! تب بھی شادی نہیں کروں گا۔"

"خیر....." تنویر خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد کار تنویر کے مکان پر پہنچی اور وہ اسے سیدھا گیراج میں لیتا چلا گیا۔

"مشین بند کر کے نیچے اتر آؤ۔" تنویر نے اس کے پہلو میں ریوالور کی نال چبھوتے ہوئے کہا۔

"اب تم جب تک مقصد نہیں بتاؤ گے۔ یہ ممکن ہی نہ ہو سکے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس والوں کی مہیا کی ہوئی لاشوں کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاسکتا۔"

"میں نہیں جانتا..... لیکن تم میں سے کون مجھے یہ بات باور کرانے کی کوشش کرے گا۔"

"اتر آؤ نیچے..... بات نہ بڑھاؤ..... تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا..... پھر نیچے اتر آیا وہ جواب طلب نظروں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اب گھر جاؤ!" تنویر نے مسکرا کر کہا۔ "کچھ دیر بعد تمہاری گاڑی پہنچا دی جائے گی۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میں تم لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرادوں گا۔"

"تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لایعنی ہو گا۔"

"اچھا....." عمران نے بے بسی سے سر ہلا کر کہا۔ "میں دیکھ لوں گا۔"

ویسے تم اسے لکھ لو کہ تم سے ایک احمقانہ فعل سرزد ہو رہا ہے..... اور تم اس کے لئے بھگتو گے۔ وہ آدمی جو اسٹپنی میں بند ہے تم لوگوں کے لئے ڈائنامائٹ ثابت ہو گا۔"

پھر وہ بڑے پروقار انداز میں چلتا ہوا گیراج سے باہر نکل گیا۔

۳

جولیانا فٹز واٹر باہر سے آکر کوٹ اتار رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ایکس ٹو اسپیکنگ!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس سر۔"

"کیا رہا؟ وہ آدمی کون ہے؟"

"وہ گونگا بہرہ بن گیا ہے جناب"

"اور تم میں سے کسی کو بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ اسے بولنے پر مجبور کر سکے۔"

"میرا خیال ہے کہ صرف ذبح کر ڈالنا باقی رہ گیا ہے۔" جولیا نے کہا۔

"وہ عمران پر حملہ کرنے والے چند نامعلوم آدمیوں میں سے ہے۔ یہ حملہ آج شام راج گڑھ کے قریب ہوا تھا۔"

"لیکن اس کا ہم لوگوں سے کیا تعلق؟"

"جولیا۔"

"یس سر۔"

"میں غیر ضروری بکواس پسند نہیں کرتا۔"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔" جولیا کانپ گئی۔ ایکس ٹو کی غصیلی آواز اسے جان کنی میں مبتلا کر دیتی تھی..... وہ تو خیر عورت تھی۔ کیپٹن جعفری جیسے بڑی مونچھوں والے بھی اپنے خشک ہوتے ہوئے حلق کے بل بولنے لگتے تھے۔ ایکس ٹو کی ہیبت کچھ اسی طرح اس کے ماتحتوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"وہ تم سب سے بہتر ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اس لئے میں اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا..... کیا تمہیں تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کا کیس یاد ہے۔"

"یاد ہے..... جناب۔"

"کیا وہ ہر معاملے میں تم سب سے برتر نہیں ہے؟"

"برتر ہے جناب۔"

"پھر.... کیا وہ تمہارا محسن نہیں ہے.... کئی بار وہ تمہیں موت کے منہ سے نکال لایا ہے۔"

"مجھے اعتراف ہے۔"

"تو پھر تمہیں اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ چند نامعلوم آدمی اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔"

"جیسا آپ فرمائیں کیا جائے۔"

"فی الحال اس آدمی کو دانش منزل میں قید کر دو.... اور کوشش کرو کہ وہ سب کچھ اگل دے۔"

"بہت بہتر! وہ فی الحال تنویر ہی کے چارج میں ہے.... میں اسے آپ کے حکم سے مطلع کیئے دیتی ہوں۔"

"کم از کم چار آدمیوں سے عمران کے فلیٹ کی ہر وقت نگرانی کراؤ.... جب وہ باہر نکلے تو دو آدمی اس کے ساتھ ہوں.... مگر اس طرح کہ عمران انہیں پہچان نہ سکے۔"

"آپ اس پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں۔"

"نہیں۔"

"بہت بہتر۔ ایسا ہی ہوگا۔"

"اس کا خیال رہے کہ عمران کے یہ دشمن تھریسیا کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اوہ.... یقیناً وہی ہوں گے جناب۔" جولیا نے طویل سانس لے کر کہا۔

"پھر کم از کم تم اور جعفری بھی محفوظ نہیں ہو.... کیونکہ وہ تم دونوں کو اچھی طرح پہچانتی ہے.... ہاں.... جعفری سے کہو کہ اپنی مونچھیں صاف کرادے.... ورنہ یا تو میں اسے پھر ملٹری میں.... جھونک دوں گا.... یا پھر اسے.... استعفٰی ہی دینا.... پڑے گا۔"

"بہت بہتر جناب.... مگر اسے اپنی مونچھیں بہت عزیز ہیں۔"

"اس سے زیادہ مجھے محکمے کا وقار عزیز ہے.... مونچھیں مردانگی کا نشان ضرور ہیں.... مگر جب عورتیں.... انہیں پکڑ کر جھولنے لگیں تو...."

جولیا ہنسنے لگی.... پھر اس نے کہا.... "عمران نے خاصی مرمت کی تھی---!"

"میں عمران کی جگہ ہوتا تو اتنی مرمت ہی پر اکتفانہ کرتا۔ اچھا۔ بس!" دوسری طرف سے

سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جولیا ریسیور رکھ کر قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت ایکس ٹو سے زیادہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی۔ ایکس ٹو کے بیان کے مطابق حملہ آور کئی تھے۔ گویا عمران نہ صرف ان سے ٹکرایا تھا بلکہ ان کے ایک آدمی کو بھی پکڑ لیا تھا۔

جولیا اکثر عمران اور اس کی صلاحیتوں کے متعلق سوچا کرتی تھی۔ بڑی عجیب بات تھی اس کی شکل دیکھ کر غصہ آتا تھا.... اور حرکتیں یاد کر کے پیار آتا تھا.... وہ فیصلہ نہیں کر پاتی تھی کہ اسے پسند کرے یا اس سے نفرت کرے۔

اسے کئی ایسے مواقع یاد تھے جب عمران نے انتہائی نازک اوقات میں اس کی مدد کی تھی مگر پھر کچھ ایسی حرکتیں بھی کی تھیں کہ جولیا کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی تھی۔

عورتوں کے معاملے میں وہ بالکل جنگلی تھا.... وہ نہیں جانتا تھا کہ عورتوں سے کس طرح پیش آنا چاہئے۔ شاید اسے سکھایا ہی نہیں گیا تھا.... کہ عورتوں کا احترام ضروری ہے۔

جولیا بڑی دیر تک اس کے متعلق سوچتی رہی.... پھر اسے یک بیک ایکس ٹو کی ہدایت یاد آئی اور وہ اٹھکر فون پر تنویر کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ کسی نے دوسری طرف سے ریسیور تو اٹھایا۔ لیکن تنویر کی آواز کی بجائے اس نے کچھ عجیب سی آوازیں سنیں پہلے تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز گری ہو پھر کسی کی چیخ سنائی دی۔

دفعتاً اسے تھریسیا کا خیال آیا اور اس نے یکے بعد دیگرے سیکرٹ سروس کے سارے آدمیوں کے نمبر ڈائیل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر خطرے میں ہے فوراً وہاں پہنچو!" وہ ایک ایک سے کہہ رہی تھی۔

پھر اس نے بڑی جلدی میں کوٹ پہنا۔ اور میز کی دراز سے پستول نکال کر جیب میں ڈالتی ہوئی دروازے کی طرف جھپٹی۔

اس کی کار کافی تیز رفتاری سے تنویر کی قیامگاہ کی طرف جا رہی تھی۔ آج سردی کی لہر پچھلے دنوں سے زیادہ شدید تھی جلدی میں اسے دستانے بھی یاد نہیں رہے تھے۔ لہٰذا اسے اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ٹھٹھرے ہوئے ہاتھ اسٹیرنگ پر جمے ہی رہ جائیں گے۔ تنویر کے چھوٹے سے بنگلے کی مختصر سی کمپاؤنڈ میں اس کی کار داخل ہوئی۔ عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن نظر آرہی تھیں لیکن چاروں طرف سناٹا تھا سیکرٹ سروس کے آٹھوں ممبر اپنی اپنی قیام گاہوں پر تنہا ہی رہتے تھے کسی کے پاس نوکر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا یہی حکم تھا کہ وہ تنہا رہیں۔ انہیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں لیکن اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔

جولیا ابھی کار سے نہیں اتری تھی کہ موٹر سائیکلوں کی آواز سے ساری کمپاؤنڈ جھنجھنا اٹھی۔

چار آدمی بیک وقت موٹر سائیکلوں پر آئے تھے۔

جولیا نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کو کہا۔

کیپٹن خاور آگے بڑھا۔

"ٹھہرو--!" جولیا آہستہ سے بولی۔ "یہ معاملات شاید تھریسیا سے تعلق رکھتے ہیں وہ مجھے اور جعفری کو اچھی طرح پہچانتی ہے لہٰذا کم از کم بقیہ آدمیوں کو اس کے سامنے نہ آنا چاہئے۔ کیا تم لوگوں کی نقابیں موجود ہیں۔؟"

"وہ تو ہر وقت ساتھ رہتی ہیں۔" خاور دوسروں کی طرف مڑ کر بولا "کیوں؟"

جولیا انہیں فون کا واقعہ بتاتی ہوئی بولی۔ "ہو سکتا ہے اس عمارت میں ہمارے لئے کوئی جال پھیلایا گیا ہو.... ممکن ہے وہ لوگ عمارت کے مختلف گوشوں میں چھپ گئے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"لہٰذا ہمیں بقیہ آدمیوں کا انتظار بھی کر لینا چاہئے۔"

"مگر تنویر!" خاور نے کچھ کہنا چاہا۔

"یہ بیس منٹ پہلے کی بات ہے۔" جولیا اس کی بات کاٹ کر بولی.... اب تک جو کچھ بھی ہونا تھا ہو چکا ہوگا۔"

"اتنی مصلحت اندیشی درست نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ تنویر پر تشدد کر رہے ہوں۔ ضروری نہیں کہ انہوں نے اسے مار ہی ڈالا ہو۔"

"کچھ بھی ہو.... لیکن یہ جال ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ فون سے ریسیور اٹھا کر خاموش رہنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے.... اور پھر ایسی آوازیں.... جیسے وہاں کوئی ہنگامہ ہو گیا ہو۔"

"ٹھیک ہے.... جال ہی ہوگا۔ مگر میرے خیال سے بقیہ لوگوں کا انتظار فضول ہے۔ ہم چار اندر جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کو باہر بھی رہنا چاہئے۔ اگر وہ جال ہی ہے تو سب کیوں پھنسیں۔!"

"اوہ! یہ بھی ٹھیک ہے.... اچھا تو جاؤ!"

وہ چاروں آگے بڑھے اور عمارت میں داخل ہو گئے.... جولیا اندھیرے میں پھاٹک سے لگی کھڑی رہی۔

کبھی وہ سڑک کی جانب دیکھنے لگتی اور کبھی عمارت کی جانب۔ کمپاؤنڈ میں جھینگر جھائیں جھائیں کر رہے تھے۔

یہاں کا سناٹا جولیا کے ذہن پر گراں گزرنے لگا۔

عمارت سے نہ کسی قسم کی آواز آئی اور نہ اس کے آدمیوں کی طرف سے کوئی اشارہ ہوا۔

جولیا اس پر متحیر تھی۔

سیکرٹ سروس کے بقیہ آدمی بھی کیپٹن جعفری کے ساتھ وہاں پہنچ گئے جولیا کی ہدایت پر انہوں نے بھی اپنے چہرے نقابوں میں چھپائے۔

"مگر.... ابھی تک....!" جولیا بولی۔ "اندر سے کسی قسم کا سگنل نہیں ملا.... وہ تقریباً پانچ منٹ پہلے اندر داخل ہوئے ہیں۔"

"یہ سب کچھ عمران کے لئے ہو رہا ہے۔" جعفری نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایکس ٹو کی پالیسی کیا ہے؟"

"عمران شاید ہم لوگوں سے زیادہ کام آتا ہے۔"

جعفری کچھ نہ بولا۔ وہ عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً ایک کھڑکی کھلی اس میں ایک چہرہ دکھائی دیا جس پر سیاہ نقاب تھی۔ پھر ایک ہاتھ نے انہیں عمارت میں داخل ہونے کا اشارہ کیا!

"آؤ-!" جولیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئے کسی طرف سے بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ البتہ عمارت کا ایک ایک حصہ روشن تھا۔

بڑے کمرے کے قریب سے گزرتے وقت انہیں اندر آہٹیں محسوس ہوئیں۔ دروازہ بند تھا لیکن شیشوں سے روشنی نظر آ رہی تھی۔

جولیا نے دروازہ کو دھکا دیا۔ وہ اندر سے بند تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اندر سے کسی نے بولٹ گرائے اور دروازہ کھل گیا۔ ٹھیک اسی وقت جولیا کے ساتھیوں نے اپنی پشت پر کس چیز کی چبھن محسوس کی لیکن انہیں مڑ کر دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"اندر چلو!" تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور اندر جولیا کے سینے کی طرف ایک ریوالور کی نال اٹھی ہوئی تھی.... وہ کوئی نقاب پوش ہی تھا لیکن جولیا کے ساتھیوں میں نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھیوں میں کوئی بھی اتنا دراز قد نہیں تھا۔

وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گئے۔

ان کے ساتھ ہی وہ تین آدمی بھی اندر آئے جنہوں نے جولیا کے ساتھیوں کے جسموں سے ریوالور لگا رکھے تھے۔

"تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔" دراز قد آدمی نے انگریزی میں کہا۔ اس کا لہجہ غیر ملکیوں کا سا تھا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"تم سوئیس ہو؟" دراز قد آدمی نے جولیا سے پوچھا۔

سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ جولیا کی زبان سے غیر ارادی طور پر "ہاں" نکل گیا.... اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ دراز قد آدمی نے ایک زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"شاداب نگر میں تم لوگوں نے ہمیں ایک گہری چوٹ دی تھی۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔

چند لمحے خاموش رہی۔ پھر دراز قد آدمی بولا "تمہارے چار ساتھی تمہارے ساتھ ہی اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ صبح تمہاری لاشوں سے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ تمہاری موتیں کس طرح واقع ہوئی ہوں گی.... مگر تم....!"

"مگر تم" کہتے وقت اس کی آواز نرم پڑ گئی وہ براہ راست جولیا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

جولیا نے محسوس کیا کہ وہ "مگر تم" کہتے وقت مسکرایا بھی تھا چونکہ پورا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مسکرایا ہی تھا۔

چند لمحے اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں چبھتی رہیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "ان تینوں کو بھی وہیں لے جاؤ۔"

جولیا نے اپنے ساتھیوں کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ ریوالور اب بھی ان کے پہلوؤں سے لگے ہوئے تھے۔ پھر اس کمرے میں صرف وہی دونوں رہ گئے۔

دراز قد نقاب پوش نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔

"میں بھی سوئیس ہوں۔" دراز قد آدمی نے سوئیس زبان میں کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ اس کے دوسرے جملے کی منتظر تھی۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس کے لئے کام کر رہی ہو۔"

"میں اپنے لئے کام کر رہی ہوں۔" جولیا نے کسی قسم کی کمزوری ظاہر کئے بغیر جواب دیا۔

"مگر وہ بے وقوف آدمی.... عمران تو اکثر پولیس کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے۔"

"ہاں.... اکثر.... وہ پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہے.... اور ہمارے لئے بھی۔"

"تمہاری کیا حیثیت ہے؟"

"وہی جو تھریسیا کی ہے۔"

"اوہ.... دراز قد نقاب پوش پھر اسے گھورنے لگا۔ "وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"وہ کاغذات...." جولیا مسکرائی.... "عنقریب ان کا سودا بھی ہو جائے گا۔"

"وہ کہاں ہیں؟"

"ایک بہت ہی محفوظ جگہ پر!"

"بہتری اسی میں ہے کہ انہیں واپس کر دو!"

"کیوں؟ کیا وہ تھریسیا کے باپ کی جاگیر ہیں؟"

دراز قد آدمی ہنسنے لگا۔ پھر بولا "لڑکی! تم جھنجھلاہٹ میں بہت پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"بدتمیزی نہیں!" جولیا پروقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم شاید الفانسے ہو۔"

"ہاں! میں الفانسے ہوں۔" دراز قد آدمی نے بھاری بھر کم آواز میں کہا۔

"دنیا کا ایک بڑا آدمی.... تمہاری عزت افزائی ہے اگر تم مجھے پیاری معلوم ہوتی ہو۔"

"دس الفانسے ہر وقت میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔" جولیا نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"خیر.... کام کی بات کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"میرے آدمیوں کو چھوڑ دو، بہتری اسی میں ہے۔"

"انہیں تو ہر حال میں مرنا پڑے گا.... لیکن اگر تم چاہو تو بچ بھی سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"کاغذات کی واپسی۔"

"یہ قطعی ناممکن ہے۔"

"تب پھر میں تمہاری زندگی کی بھی ضمانت نہ دے سکوں گا۔"

"میری نظروں میں زندگی کی صرف اتنی ہی وقعت ہے کہ جتنی دیر زندہ رہوں جدوجہد کرتی رہوں۔"

"بہت دلیر لڑکی ہو!"

"تمہارے جملے مجھے میری حیثیت سے نہیں گرا سکتے۔" جولیا نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ "میں تھریسیا سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوں۔ میرے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی ہیں۔"

"اوہ---!"

"بہتر یہی ہے کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو۔ ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔"

"جھگڑا صرف دو چیزیں ختم کر سکتی ہیں۔"

"میں نہیں پوچھوں گی کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں۔"

"میں ضرور بتاؤں گا.... پہلی چیز کاغذات کی واپسی.... اور دوسری.... اس بے وقوف آدمی کی موت!.... اس نے تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی شان میں گستاخی کی تھی۔"

"آہا...." جولیا نے قہقہہ لگایا۔ "مجھے یاد ہے.... اس نے تھریسیا کی کمر پر لات رسید کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی محفوظ نہ رہی ہوگی۔"

"بکواس مت کرو لڑکی.... میرے ساتھ آؤ...." دراز قد آدمی نے جولیا کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا.... جولیا آگے کی طرف جھکی اور بائیں ہاتھ سے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکال لیا.... لیکن دراز قد آدمی نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ اس کے استعمال کی مہلت نہ دی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس سے پستول چھین چکا تھا۔

"بس اتنی ہی سی چالاکی کی بناء پر تھریسیا سے مقابلہ کرنے نکلی تھیں" اس نے زہریلے لہجے میں کہا اور جولیا کو دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔

مجبوراً جولیا اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے اور تنویر کے متعلق یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ اب اسے صرف "ایکس ٹو" کی مدد کا سہارا رہ گیا تھا.... وہ جانتی تھی کہ ایکس ٹو غافل نہ ہوگا.... وہ یہاں کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسی مضبوطی پر وہ اتنے دلیرانہ انداز میں دراز قد نقاب پوش سے گفتگو کرتی رہی تھی۔

نقاب پوش اسے دوسرے کمرے میں لایا۔ جہاں تین آدمی ایک چھوٹی سی مشین پر جھکے ہوئے تھے۔ یہ وہی نقاب پوش تھے جو اس کے تینوں ساتھیوں کو بڑے کمرے سے لے گئے تھے۔

"کیوں....؟" دراز قد نقاب پوش نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا.... "کیا بات ہے؟"

"سلنڈر فٹ نہیں ہے۔" ایک نے جواب دیا۔

"جلدی کرو.... وقت کم ہے۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔

پھر وہ جولیا سے بولا۔ "اس کمرے میں تمہارے آدمی بند ہیں-- ایک زہریلی گیس کی تھوڑی سی مقدار انہیں آناً فاناً ختم کر دے گی۔ یہ ٹیوب جو دیکھ رہی ہو، کنجی کے سوراخ سے لگا دیا جائے گا۔ صرف آدھے منٹ کے لئے مشین چلے گی۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کون روکے گا؟" ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔

"اگر ایسا ہوا تو تمہاری ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔" جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسے توقع تھی کہ ایکس ٹو کہیں آس پاس ہی موجود ہوگا.... مگر کیوں....؟ اس نے سوچا۔ آخر اب اسے کس بات کا انتظار ہے۔ دفعتاً جولیا کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو بھی کوئی آدمی ہی ہے.... وہ جادوگر بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ اسے ان حالات کا علم ہی ہو۔

"اوہ.... کیا کر رہے ہو تم لوگ...." نقاب پوش دانت پیس کر بولا۔

"ٹھیک ہو گیا جناب!"

"ٹیوب سوراخ سے لگا دو۔"

ایک آدمی نے ٹیوب اٹھایا اور دوسرے کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا.... جولیا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بار بار چاروں طرف دیکھنے لگتی۔

"اب بھی وقت ہے۔" نقاب پوش جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "کاغذات کا پتہ بتا دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ دوسری صورت میں.... یہ لوگ تو ابھی اور اسی وقت ختم ہو جائیں گے۔ البتہ تمہیں.... سسک سسک کر مرنا پڑے گا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے.... کچھ دیر پہلے کی زبان طراریاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب وہ صرف ایک معمولی سی عورت تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ذہانت کبھی اس کے حصے ہی میں نہ آئی ہو۔

"اوہ......اتنی دیر......" نقاب پوش نے پھر اپنے ساتھیوں کو للکارا۔

دوسرے ہی لمحے میں ٹیوب کنجی کے سوراخ سے لگا دیا گیا۔

"تم نہیں بتاؤ گی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"گیس کھولو۔"

مشین کی طرف ایک ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ ایک فائر ہوا.... اور شیشے کی وہ نلکی چور چور ہو گئی.... جو ٹیوب کو مشین سے ملاتی تھی۔ وہ تینوں اچھل کر الگ ہٹ گئے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...." ایک بھاری اور پر وقار آواز دروازے کی طرف آئی.... یہ بلاشبہ ایکس ٹو کی آواز تھی۔ جولیا نے صاف پہچان لیا۔

پھر ایک آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف جا ہی رہا تھا کہ دوسرا فائر ہوا اور وہ آدمی اپنا ہاتھ دبائے ہوئے دیوار سے جا لگا۔ زخمی ہاتھ سے خون کی دھار نکل کر فرش پر پھیل رہی تھی۔

"جولیا دروازہ کھول دو.... یہ سب نشانے پر ہیں!" آواز پھر آئی۔

جولیا سر سے پیر تک لرز رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آواز کی جانب نظر بھی اٹھا سکتی۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اندھی بھیڑوں کی طرح باہر نکلنے والوں میں تنویر بھی تھا اور اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ کپڑے تار تار ہو رہے تھے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔

پہلے تو وہ سب ان چاروں کی طرف جھپٹے لیکن جیسے ہی دروازے کی سمت نظر گئی جہاں تھے وہیں ٹھٹک گئے سر سے پیر تک سیاہ لباس میں ملبوس ایک آدمی دونوں ہاتھوں میں ریوالور لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

"ان کے اسلحے چھین لو!" اس نے آہستہ سے کہا۔

اور ان سب نے ایکس ٹو کی آواز پہچان لی! یہ پہلا موقع تھا جب وہ اپنے پراسرار چیف آفیسر کو اتنے قریب سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اس کا پورا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔

وہ چاروں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ ان کی جیبوں سے ریوالور نکال لئے گئے۔

"اب انہیں ڈائننگ روم میں لے چلو!"..... ایکس ٹو نے کہا۔

اس کے ماتحتوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں تھیں۔ جولیا جو اکثر فون پر اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کیا کرتی تھی اس وقت اس طرح کانپ رہی تھی جیسے کسی ویرانے میں کوئی درندہ نظر آ گیا ہو۔

وہ چاروں ڈائننگ روم میں لائے گئے۔

"ان کے چہرے ظاہر کرو۔" ایکس ٹو کی آواز کمرے میں گونجی۔ "خاور اور جعفری بیرونی دروازے پر جائیں۔"

ان کے چہروں سے نقابیں ہٹائی جانے لگیں۔ لیکن جعفری یا خاور میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان کے چہرے دیکھنے کے لئے وہاں رکتے..... وہ سر جھکائے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر چلے گئے۔ ان چاروں کے چہروں سے نقابیں ہٹا دی گئیں تھیں یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ یورپ کے کسی ملک کے باشندے۔

"ان میں الفانسے نہیں ہے۔" ایکس ٹو نے جولیا کو مخاطب کر کے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔"

پھر اس نے اپنے اوور کوٹ کی جیب سے ایک بوتل نکالی اور ان چاروں کی طرف مخاطب کر کے کہا..... "تم لوگ بہت تھک گئے ہو!..... اس لئے میری طرف سے شیمپین کا تحفہ قبول

کرو..... تنویر ان لوگوں کو قاعدے سے بٹھاؤ..... چار گلاس نکالو۔"

تنویر کے چہرے پر حیرت تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے ٹھٹکا پھر آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے چار گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

"بیٹھ جاؤ دوستو!" ایکس ٹو ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہم لوگ بہت مہمان نواز ہیں..... جولیا..... تم..... ان کیلئے شراب انڈیلو---!"

ان میں سے ایک آدمی، جس کا ہاتھ زخمی تھا، فرش پر گر پڑا۔ کثیر مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

"فکر نہیں---!" ایکس ٹو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اسے یونہی پڑا رہنے دو۔ صرف تین گلاسوں میں شراب انڈیلو۔"

جولیا گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگی۔ لیکن وہ سخت متحیر تھی آخر اس "مہمان نوازی" کا کیا مطلب؟"

"پیو دوستو!" ایکس ٹو نے کہا..... اور جولیا نہ سمجھ سکی کہ لہجہ تحکمانہ تھا یا طنزیہ..... ایکس ٹو کی آواز سے مختلف قسم کے لہجوں میں امتیاز کر لینا مشکل تھا۔

"تھریسیا اس وقت کہاں مل سکے گی؟..... اس نے پھر انہیں مخاطب کیا۔

"ہم نہیں جانتے۔" لمبے آدمی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں علم نہیں ہوگا۔ تھریسیا اپنے آدمیوں کو قربانی کے بکروں سے زیادہ نہیں سمجھتی۔"

پھر کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی۔

"پیو....." ایکس ٹو کی گرج سے کمرہ جھنجھنا گیا۔ اس کے اپنے ساتھی تو بری طرح لرز رہے تھے۔

"ہم نہیں پئیں گے۔" لمبے آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر نہیں پیو گے تو تمہاری لاشیں تمہاری اس حماقت پر ہنسیں گی اور تمہارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل ہونے کے سلسلے اتنی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ حشر کے دن ان سے اٹھا نہ جائے گا۔"

جولیا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ آخر ان تینوں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لئے۔

"زہر نہیں ہے۔" ایکس ٹو کہہ رہا تھا۔ "جب ہم تمہارا اگلا گھونٹ کر بھی تمہیں ختم کر سکتے

نہیں تو ان تکلفات میں کیوں پڑنے لگے۔ آج کل زہروں کی فراہمی بھی آسان نہیں ہے۔"

انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیئے۔

"اچھا دوستو!" ایکس ٹو ہاتھ اٹھا کر بولا "کیا یہ شراب عمدہ نہیں تھی اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ بھی کیا گیا تھا جو تمہیں ذرا ہی سی دیر میں کوہ قاف کی سیر کرادے گا۔"

یہ حقیقت تھی.... پانچ منٹ کے اندر ہی اندر تینوں اپنی کھوپڑیوں سے باہر ہو گئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر ایک نے کئی کئی بوتلیں چڑھالی ہوں۔

اور پھر وہ بہکنے لگے۔

ایک دوسرے کو گالیاں دیتے.... اور اس طرح دانت پیس پیس کر گھونسے دکھاتے جیسے آبائی دشمنیاں چلی آ رہی ہوں۔

"ٹھیک ہے!" ایکس ٹو نے سر ہلا کر کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"وہ گیس پھینکنے والی مشین یہاں سے ہٹاؤ۔ تنویر قریبی تھانے پر جا کر اطلاع دے گا کہ چار غیر ملکی شراب کے نشے میں دھت.... اس کے مکان میں داخل ہو کر اپنی محبوبہ کا پتہ پوچھ رہے تھے.... پھر وہ آپس میں لڑ پڑے، ایک نے دوسرے پر فائر کر دیا۔"

ایکس ٹو نے خاموش ہو کر زخمی آدمی کی طرف اشارہ کیا.... جو ہوش میں آچلا تھا۔

"اسے بھی تھوڑی سی پلاؤ.... اور ان پر نظر رکھو.... کہیں یہ....!"

دفعتاً تنویر کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم سے بڑا احمق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.... تم اسے عمران ہی کی کار میں دانش منزل لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔"

تنویر کچھ نہ بولا۔ اس نے سر جھکا لیا تھا۔

"آپ....!" جولیا ہکلائی.... "انہیں تھانے کیوں بھیج رہے ہیں؟"

"تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے.... کیا تم نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم تھریسیا ہی کی طرح ایک خراب عورت ہو؟.... مگر اب جلدی کرو.... تم اور کیپٹن خاور یہیں ٹھہرو.... بقیہ لوگ چلے جائیں--! تنویر تھانے جائے گا.... اور.... میں.... میں کسی وقت بھی تم لوگوں سے دور نہیں ہوں گا۔"

ایکس ٹو دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس کے قدموں کی آوازیں سنتے رہے ان کی زبانیں گنگ تھیں اور پیشانیوں پر پسینہ تھا۔

۴

دوسرے دن عمران اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں کھڑا جھوم جھوم کر اکارڈین بجا رہا تھا اور محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنے کانوں میں انگلیاں دیئے بیٹھا تھا۔ اکارڈین اس کے شدید ترین احتجاج کے باوجود بھی بجتا ہی رہتا۔ لیکن اس دوران میں سلیمان دوپہر کا کھانا میز پر لگانے لگا اور عمران نے گلے سے اکارڈین اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے فیاض سے کہا....

"میں اسے اپنی انتہائی بدقسمتی سمجھوں گا اگر دوپہر کا کھانا میرے ساتھ ہی کھاؤ۔"

"میں تمہیں بھی کھا جاؤں گا.... عمران!" فیاض دانت پیستا ہوا اٹھا اور کھانے کی میز پر جم گیا۔

کچھ دیر تک خاموشی سے کھانا کھاتے رہنے کے بعد عمران سلیمان کی طرف مڑ کر بولا۔

"ابے یہ کیا ہے؟"

"مچھلی صاحب!"

"اُلو بناتا ہے.... مچھلی تو چپٹی ہوتی ہے۔"

"چپٹی تو ہے۔"

"میں نے آج تک چوکور مچھلی نہیں دیکھی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا "اس کی دم کہاں ہے؟.... سر کہاں ہے؟"

"قتلے ہیں جناب۔"

"ابے پھر.... وہی قتلے...." عمران میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔ کتنی بار منع کر دیا.... ابے مجھے قتلے والی مچھلی اچھی نہیں لگتی.... مسلم پکایا کر.... سفنے نکالے بغیر.... دُم سمیت.... پٹھے کے اُلو....!"

"آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب!"

"کیا بھول رہا ہوں؟"

"آج خاموشی سے کھانا کھانے کا دن ہے۔"

"ابے تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا.... مگر عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

"جاؤ...." فیاض نے سلیمان سے کہا "جب ضرورت ہوگی بلالیں گے۔" سلیمان چلا گیا۔

"مجھے بتاؤ۔ وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے کھانے میں مشغول رہا۔ فیاض کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور پھر غائب ہو گئے وہ بہت دیر سے اس مسئلے پر گفتگو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن عمران نہ جانے کیوں ہر بار کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا جس سے گفتگو آگے نہ بڑھ سکتی۔ کھانے کے اختتام پر فیاض نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ سگریٹ سلگایا اور آہستہ سے بولا "مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔"

"تمہیں ہنری ہفتم نے بھیجا ہو۔ لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر کچھ لوگ مجھے مار ڈالنا ہی چاہتے ہیں تو میں مجبور ہوں۔ مر جاؤں گا۔ سنا ہے اس طرح مرنے والے شہید کہلاتے ہیں۔"

"میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ۔" فیاض نے جھلا کر کہا "مگر موجودہ حالات کی بناء پر میرے اسٹاف کے تقریباً بیس آدمی ہر وقت بیکار رہتے ہیں۔"

"بے کار کیوں رہتے ہیں۔"

"انہیں تمہاری نگرانی کرنی پڑتی ہے۔"

"کیوں کرنی پڑتی ہے.... کیا مجھے خفیہ طور پر گورنر جنرل بنا دیا گیا ہے۔"

"مسٹر سلطان کا آرڈر ہے.... مجھے بتاؤ.... وہ کون ہیں؟"

"محکمہ خارجہ کے سیکرٹری...." عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"میں ان آدمیوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔" فیاض دانت پیس کر بولا۔

"اگر میں ان سے واقف ہوتا تو.... ان کا تعارف تمہارے سسرال والوں سے کرا دیتا.... اور پھر انہیں بے موت مرنا پڑتا۔"

"تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں۔"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ کہو تو اس جملے کو ریکارڈ کرا کے تمہارے محکمے کو بھجوا دوں۔"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر برا سا منہ بنا کر بولا "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمہارا انجام بہت دردناک ہوگا۔"

"جانتے ہو نا...." عمران چہک کر بولا "کبھی کبھی میرے مزار پر قوالی کرا دیا کرنا.... میں دوسری دنیا میں بہت بے چینی سے تمہارا انتظار کروں گا۔"

فیاض حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

"سوپر فیاض!" عمران نے کچھ دیر بعد بہت سنجیدگی سے پوچھا.... "کیا تمہارے آدمی میری حفاظت کر رہے ہیں۔؟"

"ایک دو نہیں بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش چھپے ہوئے ہیں۔" عمران نے اٹھ کر میز سے اکارڈین اٹھایا اور اُسے گردن میں لٹکاتے ہوئے دستانوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔

دوسرے ہی لمحے میں اس کی کرخت آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

فیاض کو پھر غصہ آ گیا۔ لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

عمران نے بائیں جانب والی کھڑکی کھولی اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اکارڈین بجاتا رہا۔ کھڑکی کے دروازے دو حصوں میں منقسم تھے۔ اس نے صرف نیچے کے پٹ کھولے تھے۔

دفعتاً اکارڈین خاموش ہو گیا اور اس کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جا ملے۔

عمران کھڑکی بند کر کے فیاض کی طرف مڑا اور اکارڈین کی دھونکنی چلانے لگا۔ لیکن اس بار آواز نہیں نکلی۔ کیونکہ اب دھونکنی میں ایک گول سا سوراخ بھی نظر آ رہا تھا۔

فیاض نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔

"کیوں سوپر فیاض! تمہارے آدمی کہاں ہیں؟" اس نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"تم انہیں پہچان نہیں سکتے۔" فیاض بیزاری سے بولا۔

"خیر.... لیکن اس کے باوجود بھی میرے اکارڈین کی دھونکنی میں سوراخ ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب....؟" فیاض یک بیک چونک پڑا۔

"سوراخ.... میری جان!" عمران نے اکارڈین کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا اور پھر اسے ہلاتے ہوا بولا۔

"سوراخ کرنے والی.... دھونکنی کے اندر موجود ہے.... اگر تمہیں یہ سوراخ پسند ہے تو میں ایسا ہی دوسرا سوراخ تمہارے پیٹ میں کرا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے کپڑے پہن کر اس کھڑکی کے نچلے پٹ کھولنے کی کوشش کرو۔"

"تم محفوظ ہو!" کیپٹن فیاض متحیرانہ انداز میں چیخا۔

"کسی کام چور گدھے کی طرح۔" عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے.... تم جھوٹے ہو۔"

"ٹھہرو...." عمران نے مسکرا کر کہا اور اکارڈین کی دھونکنی پھاڑ ڈالی.... اور اس میں سے سیسے کی ایک گولی نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ آسمان سے نہیں ٹپکی۔"

"لیکن میں نے فائر کی آواز نہیں سنی۔"

"سائیلنسر لگی ہوئی رائفلیں شرلاک ہومز کے زمانے میں عام نہیں تھیں.... لیکن آج کل.... خیر.... سوپر فیاض اب قوالی کا انتظام کرو۔"

"مگر تم بچ کیسے گئے؟"

"گھٹیا قسم کے بلٹ پروف شرلاک ہومز کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔"

"تو تم نے بلٹ پروف پہن رکھے ہیں۔"

"ہاں.... سوپر.... میں اپنی ہونے ولی بیوہ کو بیوی نہیں کرنا چاہتا.... بیوہ.... کو بیوی...."

"گولی کدھر سے آئی تھی؟"

"سامنے والی عمارت کی دوسری منزل سے....!"

"میں دیکھتا ہوں...." فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور دیکھو.... عینک بھی لیتے جاؤ.... ممکن ہے ضرورت پیش آئے...."

فیاض عمران کو گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

جب اس کے قدموں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں تو عمران نے میز کی دراز کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے منہ کے قریب لے جاتا ہوا بولا۔ "خاور ایک موٹر رکشا عمارت کی پشت پر بھیجو.... عمران وہاں سے جانا چاہتا ہے۔"

اس بار اس نے ٹرانسمیٹر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا پھر دوسرے کمرے میں آکر جلدی جلدی ایک بوڑھے آدمی کا میک اپ کیا کپڑے تبدیل کئے.... اور ایک سوٹ کیس اٹھا کر سلیمان کو کچھ ہدایات دیتا ہوا پچھلی راہداری میں آگیا۔

عمارت کے دوسری جانب بھی زینے تھے لیکن استعمال میں بہت کم رہتے تھے کیونکہ دوسری جانب ایک پتلی سی گلی تھی جس میں عموماً گندگی اور غلاظت کے ڈھیر نظر آیا کرتے تھے۔

جیسے ہی وہ گلی میں پہنچا ایک موٹر رکشا سامنے سے آتا ہوا نظر پڑا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے رکوایا۔

" آپ ہی کے لئے کہا گیا ہے جناب؟" رکشے والے نے پوچھا۔

"ہاں....!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

"گرانڈ ہوٹل چلو۔"

رکشا گلی سے نکل کر سڑک پر فراٹے بھرنے لگا۔ عمران نے کیپٹن فیاض کو دیکھا جو دوسری عمارت کے سامنے کھڑا اوپری منزل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

گرانڈ ہوٹل میں عمران کو کمرہ مل گیا شاید اس کے متعلق بھی پہلے ہی سے طے کر لیا گیا تھا۔

مگر عمران زیادہ دیر تک چین سے نہ بیٹھ سکا کیونکہ جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر نے پے در پے دو تین اشارے ریسیو کئے۔ اور عمران نے اسے جیب سے نکال لیا.... اس میں سے بہت ہی مدہم سی آواز آرہی تھی۔

"ایکس ٹو پلیز.... جولیا اسپیکنگ!"

"ہلو...." عمران نے ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب کر کے کہا۔

"ایکس ٹو...."

"تنویر کے گھر کو آگ لگا دی گئی جناب!"

"تنویر کہاں ہے؟"

"دوسری جگہ.... اور وہ لوگ وہاں بند کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ شراب کے نشے میں ایک مکان میں جا گھسے تھے ایک غیر ملکی سفارت خانہ ان میں دلچسپی لے رہا ہے۔"

"مجھے علم ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں کا سفارت خانہ ہو سکتا ہے۔"

"اب کیا حکم ہے جناب۔"

"فی الحال کچھ نہیں۔ مگر ہوشیار رہو۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اپنی حفاظت بھی ضروری ہے۔"

"آپ کی موجودگی میں ہم ہراساں نہیں ہو سکتے.... دیکھئے.... میں دور سے کتنی اچھی طرح آپ سے گفتگو کر سکتی ہوں.... اوہ میرے خدا.... پچھلی رات.... میرے حلق سے آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔"

"اس پر بھی یہ عالم ہے کہ مجھے دیکھ لینے کی خواہش رکھتی ہو.... اگر صورت دیکھ لیتیں تو دم ہی نکل جاتا۔"

"سب کی یہی حالت تھی جناب۔"

"تم سب نالائق ہو! اوور.... اینڈ آل۔" عمران نے گفتگو ختم کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بوڑھے ہی کے میک اپ میں باہر جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھورے رنگ کی سفید داڑھی تھی اور آنکھوں پر.... تاریک شیشوں کی عینک!

پھر وہ اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ نہ صرف کیپٹن فیاض کی کارگزاریاں دیکھنا چاہتا تھا بلکہ ان لوگوں کی فکر میں بھی تھا جنہوں نے اسے فلیٹ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا تھا۔

پچھلی رات اسے توقع تھی کہ وہ تنویر کے مکان پر الفانسے سے نپٹ سکے گا.... لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ ان لوگوں میں الفانسے نہیں تھا۔

اسے پچھلی ہی رات اس بات کا علم بھی ہوا تھا کہ وہ لوگ ابھی تک انہی کاغذات کے چکر میں ہیں جو تھریسیا نے شاداب نگر کی جعفری منزل سے اڑائے تھے۔

مگر اب ان کاغذات تک ان لوگوں کی رسائی مشکل ہی تھی۔ کیونکہ اب وہ محکمہ خارجہ کی تحویل میں پہنچ چکے تھے۔

وہ عمارت کے قریب ٹیکسی سے اترا جس کی دوسری منزل پر کیپٹن فیاض نے اودھم مچا رکھی تھی۔ اس منزل کا کوئی فلیٹ ایسا نہیں تھا جس کی تلاشی نہ لی گئی ہو۔ لیکن وہاں ایک بھی ایسا آدمی نہ مل سکا جو اپنے پڑوسی کی نظروں میں مشتبہ یا اجنبی ہوتا۔

وہ سالہا سال سے اسی منزل میں رہتے آئے تھے۔

عمران نیچے سڑک پر لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتا رہا۔ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ تلاشی منشیات کی غیر قانونی تجارت کے سلسلے میں ہو رہی ہے شاید فیاض نے یہی کہہ کر تلاشیاں شروع کی تھیں۔

عمران دراصل اسی عمارت کے نیچے ایک اندھے فقیر میں دلچسپی لے رہا تھا.... جو ممکن ہے سرے سے اندھا ہی نہ رہا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ بیکار ہوں۔ ان میں ویرانی اور بے رونقی تھی۔

عمران شاید اس کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا لیکن ایک خاص واقعہ نے اس کی توجہ ادھر منعطف کرادی تھی اندھے کے ایک ہاتھ میں خشک ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں.... مڑے تڑے ردی کاغذوں کا ایک گولا.... اسی طرف سے ایک آدمی گزرا، جس کے ساتھ ایک ننھا سا بڑے بالوں والا کتا بھی تھا۔ کتے نے روٹی کا ٹکڑا اندھے کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اندھا گالیاں بکتا ہوا ناچنے لگا.... اسی حالت میں وہ کتے کے مالک سے ٹکرایا۔ اور اس کے دوسرے ہاتھ میں دبا ہوا کاغذ کا گولا کتے کے مالک کی جیب میں پہنچ گیا۔ کتے کا مالک کتے کو آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔ عمران اس کی طرف لپکا.... اور پھر ایک جگہ جب وہ ایک سینما ہاؤس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ میٹنی شو دیکھ کر نکلنے والوں کی بھیڑ میں عمران نے اس کی جیب صاف کردی.... یعنی کاغذ کا وہ گولا اس طرح نکال لیا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی۔

مگر یہاں اس سے ایک لغزش ہوگئی اگر اس نے کسی یقین کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کیا تھا تو.... ابھی اس گولے کی فکر میں نہ پڑنا چاہیے تھا.... اس نے بے خیالی میں اپنی رفتار سست

کردی۔ جب بھیڑ آگے نکل گئی تو ایک جگہ رک کر اس گولے کو دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اسے اپنی اس حماقت کا بھی احساس ہوا کہ وہ کتے کے مالک کا تعاقب ترک کر چکا ہے جسے حقیقتاً جاری رہنا چاہیئے تھا کیونکہ یہ ردی کاغذات نہیں تھے بلکہ دن بھر کی رپورٹ تھی۔

"وہ صبح سے بارہ بجے تک اکارڈین بجاتا رہا۔ بارہ بجے محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس کے فلیٹ میں گیا اسی دوران میں وہ اکارڈین بجاتا ہوا ایک کھڑکی کے سامنے آگیا.... اس پر فائر کیا گیا.... اب کیپٹن فیاض اس عمارت کی تلاشی لے رہا ہے.... جس سے فائر کیا گیا تھا.... فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔"

عمران نے کاغذ جیب میں رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اس آدمی کا تعاقب جاری رکھنا چاہیئے تھا۔ وہ پھر اس توقع پر واپس ہوا کہ شاید اندھا فقیر اب بھی وہیں مل جائے۔ اسے اپنی اس ذہنی کمزوری پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ وہ محض ان مڑے تڑے کاغذوں کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا۔ اگر اس شخص پر شبہ ہوا تھا تو اس کا تعاقب جاری رکھنا چاہیئے تھا.... اس طرح ممکن تھا.... کہ وہ ان کے ٹھکانے ہی سے واقف ہو جاتا اور یہ ایک بہت بڑی بات ہوتی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران پھر وہیں جا پہنچا.... جہاں سے کچھ دیر پہلے اس آدمی کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا۔ مگر اب وہ اندھا فقیر کہیں نہ دکھائی دیا۔

فیاض نے اتنی دیر میں ساری عمارت چھان ماری تھی اور اب نیچے فٹ پاتھ پر کھڑا.... لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہا تھا.... اتنے میں اس کی نظر عمران پر پڑی.... ظاہر ہے کہ عمران ایک توانا اور تندرست نوجوان تھا.... فیاض کو اس کے چہرے پر بھوری داڑھی کچھ غیر فطری سی معلوم ہوئی.... اور پھر تاریک شیشوں کی عینک.... اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور قرب و جوار کی دکانیں جگمگا اٹھی تھیں.... لہٰذا تاریک شیشوں کی عینک نے خاص طور پر اسے اپنی طرف متوجہ کرلیا.... داڑھی کو تو وہ نظر انداز کر سکتا تھا۔ کیونکہ بہتیرے بوڑھے بڑی اچھی صحت رکھتے ہیں۔

عمران نے محسوس کرلیا کہ فیاض اسے بار بار دیکھ رہا ہے.... لہٰذا اس کی رگ شرارت پھڑکنے لگی.... اس نے سوچا کچھ دیر تفریح سہی۔

اس نے اپنا رخ اس عمارت کی طرف کرلیا جس میں اس کا فلیٹ تھا۔ بس پھر تھوڑی ہی دیر بعد فیاض اس کے سر پر سوار تھا۔

"کیا آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" فیاض نے اس سے پوچھا۔

عمران چونک کر اس کی طرف مڑا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا درشت لہجے میں پوچھا "کیوں؟"

عمران کئی طرح کی آوازوں پر قادر تھا۔ کم از کم فیاض کے بس کا روگ تو نہیں تھا کہ وہ اسے اس کی آواز سے پہچان سکتا.... ویسے اسے اس کا درشت لہجہ بہت گراں گزرا اور اس نے اپنے ایک ماتحت کی طرف مڑ کر کہا "انہیں چیک کرو!"

"کیوں جناب! آپ اسی عمارت میں رہتے ہیں؟" ماتحت نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ فیاض دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"کیوں؟" عمران کے تیور میں کوئی فرق نہیں واقع ہوا تھا۔

"میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔"

"کیا میں کسی دیوار سے سوال کر رہا ہوں؟" عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

فیاض قریب ہی تھا اور سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں عمران کی طرف مڑا۔

"انہیں بتاؤ...." اس نے ماتحت سے کہا "ان کے اہل و عیال کی خیریت نہیں پوچھی جا رہی.... بلکہ یہ پولیس انکوائری ہے۔"

"آپ انہیں بتا دیجئے!" عمران نے اس کے ماتحت سے کہا۔ "میں بھی ایک ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہوں.... لیکن میں نے ایسی بچگانہ پولیس انکوائری آج تک نہیں دیکھی۔"

فیاض کی آنکھیں سرخ ہو گئیں.... اور اس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "گاڑی میں بٹھاؤ۔"

"چلئے جناب!" ماتحت نے کہا۔

"کہاں چلوں؟"

"کپتان صاحب کا حکم ہے کہ اس گاڑی میں تشریف رکھیے۔"

"چلئے.... چلئے.... شکریہ! مجھے نکسن پارک کے قریب اتار دیجئے گا!"

"ضرور.... ضرور۔" ماتحت نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

عمران محکمہ سراغرسانی کی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گیا۔ فیاض شاید ساری کارروائیاں ختم کر چکا تھا۔ ویسے اسے اس کے بعد عمران کے فلیٹ میں بھی جانا چاہئے تھا لیکن اسے داڑھی والے پر اس شدت سے غصہ آیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔

گاڑی چل پڑی۔ فیاض اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس تھا اور عمران دو تین سادہ لباس والوں کے ساتھ پچھلے حصے میں بیٹھا انہیں اکبر اور بیربل کے لطائف سنا رہا تھا۔

فیاض کا شبہ بڑھتا رہا۔ لیکن اس نے راہ میں کچھ نہیں کہا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر اس نے عمران سے پوچھا.... "آپ ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہیں؟"

"نہیں تو...." عمران نے حیرت سے کہا۔ پھر شرمیلے لہجے میں بولا۔ "میں تو سرسوں کے تیل کا بیوپار کرتا ہوں۔"

فیاض نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماتحتوں کی موجودگی میں بات بڑھے کیونکہ کچھ دیر پہلے بھی یہ آدمی بڑی دیدہ دلیری سے اس کا مذاق اڑا چکا تھا۔

اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے ماتحتوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا.... جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو اس نے عمران نے کہا "اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو۔"

فوراً ہی تعمیل کی گئی اور فیاض اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔

اس جامہ تلاشی میں وہ کاغذ اس کے ہاتھ لگا جو اندھے فقیر سے عمران تک پہنچا تھا۔ فیاض نے اسے پڑھا اور دانتوں پر دانت جکڑ لئے۔ وہ خونخوار نظروں سے داڑھی والے کو گھور رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے گرج کر پوچھا۔

"جی بات دراصل یہ ہے کہ میں فلموں کے لئے مکالمے بھی لکھا کرتا ہوں.... یہ "دردِ جگر" نامی اسٹوری کے ایک موقعہ کا مکالمہ ہے.... جی ہاں.... "بسمل کی آنکھ" نامی فلم کی اسٹوری میں نے ہی لکھی تھی.... منشی بندے علی ترنم میرا نام ہے.... جی ہاں...."

"اپنی عینک اتارو!" فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فائدہ جناب! پھر میں آپ کو دیکھ بھی نہ سکوں گا۔ اجالے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

"فیاض نے اسے گریبان سے پکڑ کر عینک اتار دی.... داڑھی والے نے اس کا خلاف کوئی حرکت نہ کی.... وہ پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورتا رہا جیسے سچ مچ اندھا ہی ہو۔

"اب میں بالکل بے ضرر ہوں جناب!" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "چاہے مجھے کنوئیں میں دھکیل دیجئے.... خواہ شادی کرا دیجئے۔"

"جسم سے کھال الگ کر دی جائے گی.... سمجھے!"

"عینک کے بغیر کیسے سمجھ میں آئے گا۔" داڑھی والے نے مایوسی سے کہا اور دفعتاً فیاض کا ہاتھ گھوم گیا۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ہاتھ اس کے جبڑے ہی پر پڑتا سامنے دیوار تھی بہرحال دوسرا گھونسہ اٹھانے کی سکت فیاض میں نہ رہ گئی.... اس نے بائیں ہاتھ سے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجانی چاہی.... لیکن عمران نے آگے بڑھ کر گھنٹی کو دوسری طرف کھسکاتے ہوئے آہستہ

سے کہا "اپنی بے عزتی نہ کروائیے کپتان صاحب!"

اس بار فیاض نے اس کی آواز پہچان لی کیونکہ وہ مصنوعی آواز میں نہیں بولا تھا۔ فیاض اپنا ہاتھ ملتا ہوا اسے برا بھلا کہنے لگا.... پھر آنکھیں نکال کر غرایا۔ "تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے.... میں تمہیں دیکھوں گا۔"

"جناب کپتان صاحب! آپ خواہ مخواہ میرے کام میں حارج ہوئے ہیں۔"

"اس طرح میک اپ کر کے باہر نکلنا جرم ہے۔" فیاض نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

"اور میک اپ کے بغیر مر جانا بڑا نیک کام ہے۔ کیوں کپتان صاحب۔ آپ کے بیس آدمی اس عمارت کے گرد و پیش تھے.... پھر بھی مجھ پر گولی چلائی گئی.... آپ اتنی دیر تک جھک مارتے رہے تھے لیکن مجرم پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ پکڑا بھی گیا.... تو.... یہی بے چارہ زندہ شہید....!"

"میں سر سلطان کو مطلع کرنے جا رہا ہوں کہ محکمہ سراغرسانی عمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتا.... وہ خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہے۔"

"ضرور مطلع کر دو میں نے محکمہ سراغرسانی سے کبھی درخواست نہیں کی کہ میری مدد کی جائے......کیا تمہیں یاد نہیں......کہ محکمہ سراغرسانی کتنی بار میری مدد کا محتاج رہ چکا ہے۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے میز سے اپنی عینک اٹھاتے ہوئے کہا "لاؤ وہ کاغذ مجھے دے دو۔"

"کاغذ ریکارڈ میں رکھا جائے گا۔"

"بات نہ بڑھاؤ۔" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ اس طرح تم کن معاملات میں حارج ہو رہے ہو۔"

"بات ضرور بڑھے گی کیونکہ تمہاری وجہ سے شہر میں دہشت انگیزی شروع ہو گئی ہے تمہیں بتانا پڑے گا کہ وہ لوگ کون ہیں؟"

"وہ تم بھی ہو سکتے ہو.... کیپٹن فیاض.... کیا تم مجھ سے دشمنی نہیں رکھتے؟"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا "تم رکھو وہ کاغذ مگر اتنے ذہین نہیں ہو کہ محض اس تحریر کے سہارے مجرموں تک پہنچ سکو!" اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا چلا گیا۔

۵

چونکہ سیکرٹ سروس کے سارے آدمی قریب قریب مجرموں کی نظروں میں آ چکے

تھے.... لہٰذا ایکس ٹو کے احکام کے مطابق انہیں اپنی اصل شکل و شباہت کے ساتھ منظر عام پر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ اب کیپٹن جعفری کو اپنی شاندار مونچھیں صاف کرنی ہی پڑیں لیکن اسے رہ رہ کر عمران پر غصہ آ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ ایک نئی مصیبت نازل ہو گئی تھی۔

وہ بہت دیر سے ریکسٹن کے چوراہے پر کھڑا سارجنٹ ناشاد کا انتظار کر رہا تھا۔ ان دونوں کو ایکس ٹو کے حکم سے یہ رات کیفے شبانہ میں گزارنی تھی جو ٹھیک عمران کے فلیٹ کے سامنے تھا۔ ناشاد ذرا دیر سے پہنچا۔

اور جعفری اس پر برس پڑا۔

"یار کیا کرتا۔" ناشاد بسور کر بولا۔ "شعر کہنے میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی بچہ جننے میں۔"

"ارے تو تم شعر کہہ رہے تھے؟"

"کہنا پڑتا ہے.... بالکل اسی طرح جیسے کوئی نوالہ حلق میں اٹک جائے.... یا اگل دو.... یا نگل جاؤ.... خدا کی قسم کلیجہ خون ہو رہا ہے اپنا کیا شاندار مشاعرہ چھوٹا ہے.... آج.... طرح پر غزل ہوئی تھی.... خدا سمجھے اس عمران کے بچے سے.... یار سمجھ میں نہیں آتا کہ ایکس ٹو اس پر اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے۔"

"چلتے رہو.... رکو مت.... ہمیں عمران سے کوئی غرض نہیں ہے!" جعفری نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"ارے اسی کی بدولت تو ہم جھک مارتے پھر رہے ہیں۔"

"ختم کرو اس قصے کو.... تم میرے سامنے اس کا نام بھی نہ لیا کرو۔"

"مجھے اس ٹریجڈی کا علم ہے۔" ناشاد نے مغموم لہجے میں کہا۔

"اوہ.... وہ ٹریجڈی.... تمہیں کیا معلوم.... کہ میں اس وقت نشے میں تھا ورنہ اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کر دیتا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم نشے ہی میں رہے ہو گے۔ مجھے خود بھی حیرت تھی میرا خیال ہے کہ وہ تمہارا ایک گھونسہ بھی نہیں سہہ سکتا۔ مگر وہ لومڑیوں کی طرح مکار ہے میں نے یہاں تک سنا ہے کہ اس پر پے در پے فائر کرتے چلے جاؤ اور وہ بندروں کی طرح اچھل کود کر خود کو بچا لے جائے گا۔"

"بکواس ہے۔ لوگ خواہ مخواہ رائی کا پربت بنا دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے بھی اس پر یقین نہیں آتا تھا.... جولیا البتہ اس کے لئے زمین و آسمان کے

قلابے ملایا کرتی ہے۔ دراصل اسی نے سر چڑھایا ہے عمران کو! ورنہ کیا مجال تھی اس کی کہ ہمارے منہ آتا۔"

"ختم بھی کرو یار۔" جعفری نے جھنجھلا کر کہا۔

وہ کیفے شبانہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جعفری نے عمران کی کھڑکی پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور کیفے میں داخل ہوگیا۔ کھڑکی کے شیشے روشن نظر آرہے تھے۔

"شاید وہ اندر موجود ہے!" ناشاد نے آہستہ سے کہا۔

جعفری کچھ نہ بولا۔ اس نے ایک میز منتخب کرلی تھی جہاں سے وہ باہر بھی نظر رکھ سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں بار بھی ہے۔" ناشاد نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہوگی!".... جعفری نے لاپرواہی سے کہا۔ "ڈیوٹی پر میں کبھی نہیں پیتا۔"

"یار! یہ ڈیوٹی ہے؟" ناشاد نے کچھ ایسے انداز میں سوال کیا جیسے اس پر کوئی بہت بڑا ظلم ہوا ہو۔

"میں سوچ رہا ہوں یہ رات کیسے کٹے گی۔" جعفری بولا۔

"کٹ جائے گی...." ناشاد معنی خیز انداز میں مسکرایا.... "ابھی میں انتظام کئے لیتا ہوں۔"

کیفے شبانہ رات بھر کھلا رہتا ہے۔ وہ تھا ہی رات کا کیفے.... دن بھر بند رہتا تھا اور سر شام کھل جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام بھی تھا۔ یہاں شہر کے مہذب اوباش اکٹھے ہوتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں سوسائٹی گرلز کی عدم موجودگی کیسے ممکن ہو سکتی تھی.... وہاں ایسی لڑکیاں کافی تعداد میں آتی تھیں۔

جعفری غالباً ناشاد کی بات سمجھ گیا تھا۔ اس لئے جلدی سے بولا۔ ایسا نہ ہو سکے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ایکس ٹو ہمیں کچا چبا جائے۔"

"ایکس ٹو پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔" ناشاد برا سا منہ بنا کر بولا۔ "وہ یقیناً کوئی خبیث روح ہے۔ اگر آدمی ہوتا تو اسے لڑکیوں اور شراب سے نفرت نہ ہوتی۔"

"اگر تمہارے یہ الفاظ کسی طرح اس کے کانوں تک پہنچ گئے تو...." جعفری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"چھوڑو یار...." ناشاد ہاتھ اٹھا کر بولا.... "تم نے میرا موڈ چوپٹ کر دیا.... میں نے سوچا تھا کہ تمہیں.... اپنی تازہ ترین غزل سناؤں گا۔"

"تب تو بہت اچھا ہوا تمہارا موڈ چوپٹ ہوگیا.... شاعری میری سمجھ میں بالکل نہیں

آتی.... اگر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں تو بخار آجاتا ہے۔"

ناشاد نے بہت بڑا سا منہ بنایا مگر کچھ بولا نہیں۔

"اوہو.... یہ تو جولیا معلوم ہوتی ہے۔" دفعتاً جعفری چونک کر بولا "مگر اس کے ساتھ یہ کون ہے؟"

وہ ایک ادھیڑ عمر کی یورپین عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جو ایک بھوری ڈاڑھی والے کے ساتھ بیٹھی ہوئی کافی پی رہی تھی۔ ڈاڑھی والے کی آنکھوں پر سیاہ عینک تھی ناشاد نے بھی انہیں دیکھا اور بولا "یہ جولیا ہی ہے.... میں اسے پہلے بھی اس میک اپ میں دیکھ چکا ہوں۔ مگر یہ آدمی اپنوں میں سے تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی بھوری ڈاڑھی میں نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کو پھانس رہی ہو!" جعفری بولا۔

"ممکن ہے.... مگر کہیں خود نہ پھنس جائے۔"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔" جعفری بولا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ناشاد نے پوچھا۔ "آخر وہ کاغذات ہیں کہاں؟"....

"جہنم میں...." جعفری برا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

انہوں نے دیکھا کہ بھوری ڈاڑھی والا دفعتاً اٹھا اور باہر نکل گیا۔ جولیا ان دونوں کی طرف مڑ کر مسکرائی۔ چند لمحے وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کر انہی کی میز پر آگئی۔

"کون تھا؟" ناشاد نے پوچھا۔

"عمران!"

"کیا!" جعفری حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں! عمران تھا.... وہ اس بات پر خفا ہے کہ ہم لوگ اس کے پیچھے کیوں لگ گئے ہیں؟"

"کیا تم نے اسے پہچانا تھا؟"

"نہیں.... اسی نے مجھے پہچانا تھا.... اور اس بات پر میرا مضحکہ اڑا رہا تھا کہ میں پہچان لی گئی.... اس نے تم دونوں کو بھی پہچان لیا تھا۔"

"نہیں!" سارجنٹ ناشاد نے حیرت سے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔"

"اب وہ کس چکر میں ہے؟" جعفری نے پوچھا۔

"آج اس پر فائر کیا گیا تھا.... اس وقت کیپٹن فیاض بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر کچھ بھی نہیں! حالانکہ کیپٹن فیاض نے اس عمارت کی تلاشی بھی لے ڈالی.... جس سے فائر کیا گیا تھا۔"

"آخر.... یہ فی الحال اس شہر ہی سے کیوں نہیں چلا جاتا--" ناشاد نے کہا۔

"میں خود بھی نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے.... آدمی ہے بھی یا نہیں.... وہ کہہ رہا تھا کہ رات اپنے فلیٹ ہی میں بسر کرے گا اور صبح آٹھ بجے تک سوتا رہے گا۔"

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر جعفری نے پوچھا.... "ایکس ٹو کا کوئی نیا پیغام؟"

"نہیں.... فی الحال کوئی نیا پیغام نہیں ہے۔"

"بڑی مصیبت ہے" ناشاد گردن جھٹک کر بولا "وہ رات بھر چین سے سوئے گا۔ صبح آٹھ بجے اٹھے گا اور ہم رات بھر یہاں بیٹھے جھک مارتے رہیں گے۔"

جولیا کچھ نہ بولی.... تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے کہا.... "میرے ذہن میں ایک سوال اکثر بری طرح چبھنے لگتا ہے۔"

"کیسا سوال؟" ناشاد بولا۔

"کیا عمران ہی ایکس ٹو ہے؟"

"عمران تو امریکہ کا صدر بھی ہے...." جعفری نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہیں سنجیدگی سے سوچو!"

"سنسان جنگلوں کا اندھیرا اکثر گدھے کو بھی شیر بنا کر پیش کر دیتا ہے عمران اور ایکس ٹو ایک احمقانہ خیال ہے.... اس جیسے لا ابالی اور کریک آدمی کو اتنی ذمہ داری کبھی نہیں سونپی جاسکتی۔ وہ بات اور ہے کبھی کبھی سرکاری محکمے اس کا تعاون حاصل کرلیں۔ ایک بار محکمہ سراغرسانی میں اسے ملازمت بھی تو مل چکی ہے۔ مگر وہ کتنے دنوں تک قائم رہی تھی۔ کیا اس نے کوئی کیس بگاڑا تھا.... غیر سنجیدہ آدمی اس قسم کے عہدوں کے قابل سمجھے ہی نہیں جاتے۔"

"ٹھیک ہے...." جولیا سر ہلا کر بولی۔ "مگر پھر یہ ایکس ٹو کون ہے؟"

"ہوگا کوئی؟" جعفری نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اس کے متعلق کبھی نہیں سوچتا۔"

"مگر یہ عمران!" جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایسا نڈر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"وہ پاگل ہے۔ تمہیں اس پر یقین ہونا چاہئے!" ناشاد بولا "میں اسے صحیح الدماغ نہیں سمجھتا۔"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں سے الجھن جھانک رہی تھی۔

۶

عمران جولیا کی میز سے اس طرح اٹھا تھا جیسے کرسی نے ڈنک مار دیا ہو غالباً اس نے اپنا جملہ بھی ادھورا چھوڑا تھا۔

بات دراصل یہ تھی کہ اسے سڑک پر پھر وہی اندھا فقیر نظر آگیا تھا۔ جس نے شام کو ایک انوکھے طریقے پر اپنا پیغام کسی کے لئے پہنچانا چاہا تھا عمران نے اسے ٹھیک اپنی کھڑکی کے نیچے کھڑے دیکھا.... غالباً اس نے کسی کو اشارہ بھی کیا تھا.... پھر عمران نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب وہ وہاں سے کھسک جانا چاہتا ہے۔ وہ کیفے شبانہ سے نکل کر فٹ پاتھ پر آگیا۔ فقیر ایک طرف چل پڑا تھا عمران سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے اسی کنارے پر چلتا رہا۔ فقیر چوراہے پر پہنچ کر سڑک پر مڑ گیا۔ اب یہ تعاقب اس طرح نہیں جاری رہ سکتا تھا مجبوراً عمران کو اس کے پیچھے ہی چلنا پڑا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے اسی وقت تھریسیا تک رسائی ہو جائے۔ اندھا آنکھ والوں کی طرح چلتا رہا۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی لیکن وہ کسی سے ٹکرائے بغیر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بدوضع سی لکڑی تھی۔

عمران اس سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا۔ سلمان روڈ سے وہ جعفری اسٹریٹ میں مڑ گیا.... یہاں بھیڑ کم تھی.... اور ٹریفک کا شور نہ ہونے کی بناء پر فضا پرسکون تھی روشنی بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں تھی عمران اس کی لکڑی کی "کھٹ کھٹ" سنتا رہا.... جعفری اسٹریٹ سے نکل کر اس کا رخ بندرگاہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف ہوگیا.... یہاں اکا دکا راہگیر نظر آرہے تھے۔

وہ چند لمحے کے لئے رکا اور اس طرح سر اٹھایا جیسے اونٹ اپنی تھوتھنی اٹھا کر ہوا میں موسم کی تبدیلی کے اثرات سونگھتا ہے۔ عمران ایک لیمپ پوسٹ کی آڑ میں ہوگیا۔ اس نے فقیر کو پنجوں کے بل اوپر اٹھتے دیکھا اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ وہ ایک مکان کی کھڑکی میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنی اور فقیر کو پھر قدم بڑھاتے دیکھا۔

وہ بندرگاہ والی سڑک پر چل رہا تھا۔

عمران پھر تعاقب شروع کرنے ہی والا تھا کہ اس نے اس مکان کا دروازہ کھلتے دیکھا۔

جس کی کھڑکی میں اندھا فقیر جھانک رہا تھا۔

دو آدمی باہر آئے جن کے جسموں پر لمبے لمبے کوٹ تھے۔ اور کالر کانوں تک اٹھے ہوئے

تھے۔

وہ لوگ بھی اندھے کے پیچھے چل پڑے.... لکڑی کی "کھٹ کھٹ" سناٹے میں گونج رہی تھی.... اندھے کی تیز رفتاری پر عمران کو حیرت ہونے لگی۔

وہ بھی ان کے پیچھے چلتا رہا.... وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ اندھا اسے پھانسنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ ممکن ہے اس نے اسے پہچان لیا ہو اور اپنے ساتھ لگا کر کسی ایسی جگہ لے جانا چاہتا ہو جہاں اس کی دانست میں عمران اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔

اس سڑک پر اس وقت شاید یہی چار آدمی چل رہے تھے.... کسی پانچویں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

یہ ایک لمبی دوڑ ثابت ہوئی۔ بندرگاہ تک پیدل ہی آنا پڑا.... اندھا یہاں ایک گھٹیا سے شراب خانے میں جا گھسا.... اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی داخل ہوئے۔ عمران باہر ہی رہ گیا--وہ سوچ رہا تھا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔

اس شراب خانے کا مالک ہالینڈ کا باشندہ تھا۔ یہاں زیادہ تر غیر ملکی جہاز رانوں کی بھیڑ رہتی تھی اسے قمار خانہ بھی کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ یہاں کئی طرح کا جوا ہوتا تھا۔ ہندسوں کے دائرے میں سوئی گھومتی اور ہندسوں پر داؤ لگائے جاتے۔ پانسے پھینکے جاتے اور خراب عورتوں کی مختلف بے حیائیوں پر شرطیں لگتیں۔

عمران تھوڑی دیر تک باہر کھڑا رہا۔ وہ حالات کا اندازہ کرنا چاہتا تھا لیکن جلد ہی اس کے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ اندھے کو تعاقب کا علم تھا۔ اگر اسے علم ہوتا تو اب تک عمران کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی ہو چکی ہوتی۔ یہ علاقہ بھی ایسا ہی تھا کہ یہاں دن دہاڑے لوگ لٹ جاتے تھے۔

عمران نے اپنی داڑھی میں تھوڑی سی بے ترتیبی پیدا کی، بال بکھرائے اور کوٹ کے کالر کھڑے کرتا ہوا شراب خانے میں داخل ہو گیا۔

وہ شراب نہیں پیتا تھا لیکن وہاں جا کر اس نے بیئر کا ایک جگ طلب کیا اور اسے سامنے رکھے بیٹھا سگریٹ پیتا رہا اندھا اور اس کے دونوں ساتھی قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی مگر وہ کچھ اتنی آہستگی سے بول رہے تھے کہ مفہوم سمجھنا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد اندھے کی میز کے گرد پانچ آدمی نظر آنے لگے۔

عمران کچھ ایسے انداز میں بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔ البتہ وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ بیئر کا جگ.... جوں کا توں اس کے سامنے رکھا رہا۔ یہاں کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ سب اپنی اپنی دھن میں مست تھے۔

دفعتاً عمران کو سنبھل کر بیٹھ جانا پڑا.... ایک ایسا ہی آدمی شراب خانے میں داخل ہوا تھا۔

اس نے اسے اندھے کی میز کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ دفتر خارجہ کا ایک کلرک تھا۔

عمران اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کے لئے فوراً ایک کرسی خالی کر دی گئی۔ ایک آدمی اٹھ گیا تھا۔ اندھے نے ہنس کر اس کی خیریت دریافت کی اور اس انداز میں گفتگو کرتا رہا جیسے وہ کوئی اس کا بزرگ ہو۔ کلرک کا رویہ نیاز مندانہ تھا۔

اب گفتگو ذرا کچھ اونچی آواز میں ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ کلرک تھوڑا سا بہرہ بھی تھا۔

"میں تمہارا مستقبل سنوار سکتا ہوں۔" اندھا اس سے کہہ رہا تھا۔ اگلے سات سال تک تم اپنے محکمے کی طرف سے سمندر پار بھیجے جاؤ گے اور تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ کل رات میں نے یہ بات تمہاری جنم کنڈلی سے معلوم کی ہے۔ مگر جس نے بھی جنم کنڈلی کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اسے انگریزی نہیں آتی.... خیر لیکن یہ بتاؤ میرا کام بھی ہوا ہے یا نہیں....؟ میں صرف اپنے علم کی سچائی پرکھنا چاہتا ہوں ورنہ ظاہر ہے.... مجھے تمہارے محکمے یا اس کی چیزوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس سوٹ کیس کا چمڑا ایک ایسے جانور کا ہے جو مریخ ستارے کے زیرِ اثر سمجھا جاتا ہے مریخ تم سمجھتے ہونا.... ایک خونی ستارہ ایک قاہر دیوتا.... تم زہرہ اور مریخ دونوں کے زیر اثر ہو۔ اگر مریخ کو اس زمانے مین کوئی نقصان پہنچا سکو.... تو تمہیں زہرہ سے فائدہ پہنچے گا۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ کلرک کے ہونٹ ہلے اور اس نے کہا" جی ہاں ایک سوٹ کیس میری نظر سے گزر چکا ہے اس پر ٹی بی لکھا اور حرف "بی" پر چھوٹا سا تین کا ہندسہ تھا۔

"اگر اس سوٹ کیس پر تمہاری نظر پڑ چکی ہے تو تم یقیناً ترقی کرو گے۔ میری یہ بات پتھر کی لکیر ہے۔ وہ شاید اب بھی وہیں ہو۔ جہاں تم نے اسے دیکھا تھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی تک اسی کی وجہ سے ترقی نہ کر سکے اور اسی کی وجہ سے ترقی کرو گے۔ چیزوں کی نقل و حرکت سے مقامات بدلتے رہتے ہیں جب وہ ایک خاص مقام پر پہنچے گا تو تم حیرت انگیز طور پر اوپر اٹھو گے۔"

"میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اب کہاں ہے؟"

"خیر جب ترقی کرو تو یہی سمجھنا کہ اب وہ کسی مناسب مقام پر پہنچ گیا ہے جس سے تمہارے ستاروں کو بھی مناسبت ہو گی۔"

عمران بیٹھا دانت پیستا رہا۔ ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس سوٹ کیس تک ان کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے مگر سوٹ کیس کی بات کیوں؟ ضروری نہیں کہ وہ کاغذات ہمیشہ سوٹ کیس ہی میں رکھے رہیں.... کسی دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں.... پھر کیا اس سوٹ کیس کی بھی کوئی

اہمیت ہے۔ کلرک کے لئے کوئی شراب منگوائی گئی.... وہ پہلے تو نہیں نہیں کرتا رہا پھر اس انداز میں پینے لگا جیسے کسی مقدس آدمی کے ہاتھوں کوئی تبرک نصیب ہوا ہو اور وہ شراب اسے دی بھی گئی ہو۔ اسی انداز میں گلاس لبریز ہو جانے پر اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا کلرک نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور بار بار اپنے چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا۔ عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سردی کافی تھی، اس کے باوجود بھی اس کے چہرے پر بڑی بڑی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔

وہ تھوڑی دیر تک سیدھا بیٹھا رہا۔ پھر کرسی کی پشت سے ٹک کر آنکھیں بند کر لیں۔

"کیوں؟" اندھے نے پوچھا۔ "کیا تم نے پہلی بار شراب پی ہے؟"

"نہیں.... جناب! اکثر پیتا ہوں مم.... مگر...." اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "پتہ نہیں کیوں! طبیعت کچھ خراب سی ہوتی معلوم ہو رہی ہے۔"

"اوہ! تمہیں گھر بھجوا دیا جائے کیا؟"

"جی ہاں! میں کچھ یہی محسوس کر رہا ہوں کہ تنہا گھر نہیں پہنچ سکوں گا.... پتہ نہیں! کیا ہو گیا ہے۔"

"خیر! اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے۔" اندھے نے کہا۔ پھر ایک آدمی سے بولا۔ "انہیں ان کے گھر پہنچا دو!"

اب وہ اندھا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں ویرانی بھی باقی نہیں رہی تھی۔

عمران نے کلرک کو جاتے دیکھا اور اندھے کے ساتھیوں میں سے ایک کے سہارے چل رہا تھا۔ اس وقت عمران الجھن میں پڑ گیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جائے یا وہیں بیٹھے۔ یقیناً اس شراب میں کچھ ملایا گیا تھا اور اسی وقت جب اندھے نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ ان دونوں پر نظر رکھی جاتی۔ دوسری طرف اسے توقع تھی کہ اگر اس نے اندھے کا تعاقب جاری رکھا تو ممکن ہے کہ تھریسیا کے ٹھکانے کا پتہ لگ جائے اسے دراصل تھریسیا اور الفانسے ہی پر ہاتھ ڈالنا تھا۔ اس نے کلرک کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا۔ کہ اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ کلرک کی جگہ اپنے کسی آدمی کو محکمہ خارجہ کے دفتر تک پہنچانا۔

اس وقت کی گفتگو نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ انہیں کاغذ کے متعلق صحیح اطلاعات مل چکی ہیں۔ یعنی وہ اب محکمہ خارجہ کی تحویل میں ہیں مگر پھر تنویر کے گھر پر ان لوگوں نے جولیا سے کیوں پوچھ گچھ کی تھی اور اس کے اس بیان کو باور کیوں کر لیا تھا کہ وہ بھی انہیں کی طرح غیر قانونی حرکتیں کرنے والے ایک گروہ سے تعلق رکھتی ہے.... وہ اس پر غور کرتا رہا اور

پھر اس نتیجے پر پہنچا.... ممکن ہے وہ اسے محض ایک مصدقہ خبر سمجھے ہوں کہ کاغذات محکمہ خارجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ کلرک سے اندھے نے جو گفتگو کی تھی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا۔ مگر اس غیر مصدقہ خبر کی تصدیق ہو گئی تھی۔

وہ غالباً بہت پہلے سے اس کلرک کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ڈھب پر لے آنے کے لئے وہی پرانی چال چلی گئی تھی.... یعنی نجوم.... اسی کے سہارے تھریسیا نے بھی ان کاغذات تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔

"کیا یہ اندھا ہی الفانسے ہے؟"

یک بیک عمران نے خود سے سوال کیا۔ لیکن اسے اس کا فیصلہ کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ کیونکہ اندھا اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بیٹھے رہے۔

اس کے بعد ہی عمران شراب خانے سے نکلا.... احتیاطاً اس نے مڑ کر دیکھا کہ کہیں اس کا کوئی ساتھی تو اس کے پیچھے نہیں آ رہا۔ وہ اب بھی اس شبہے میں مبتلا تھا کہ اندھا اس کی موجودگی سے واقف ہے اور اسے دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن عمران کو اس کا کوئی ساتھی شراب خانے کے باہر نہیں نظر آیا۔ وہ سب اندر ہی رہ گئے تھے۔

عمران چلتا رہا۔ اندھا اب ساحل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں بار برداری اور ماہی گیری کی کشتیاں رہا کرتی تھیں۔

یہاں دور دور تک سناٹا تھا۔ پورا گھاٹ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

دفعتاً عمران نے تاروں کی مدھم روشنی میں اندھے کو رکتے دیکھا۔

عمران بڑی تیزی سے بیٹھ گیا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اندھا اس کی طرف مڑ رہا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ اب اسے اس کا علم ہو گیا ہو کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ عمران کا اندازہ صحیح نکلا۔ اندھا برق کی سی سرعت سے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ مگر اس کی لکڑی زمین پر پڑی۔ ویسے اگر عمران کے سر پر پڑی ہوتی تو وہ قیامت تک زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا۔ لکڑی کے زمین پر پڑنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی وہ یہی بتاتی تھی۔

وہ یقیناً کسی دھات کی وزنی سی چھڑی تھی۔ عمران مقابلے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے کسی ویرانے کے اندھیرے میں دو خونخوار چیتے لڑ پڑے ہوں۔

"تھڈ تھڈ" اندھے کی چھڑی زمین سے لگ لگ کر آوازیں پیدا کرتی رہی۔ عمران خود کو بچا رہا تھا۔ اسے ابھی تک جوابی حملے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک بار چھڑی اس کے ہاتھ میں آ ہی گئی۔ وہ کوشش کرنے لگا کہ اسے اندھے کے ہاتھ سے نکال لے.... وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

لیکن اندھے نے اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ اسے اس پر استعمال کر سکتا۔

چھڑی زمین پر گر گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے اندھا بلاشبہ بہت طاقت ور تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی فولاد کے مجسمے سے بھڑ گیا ہو۔

وہ دونوں خاموشی سے لڑ رہے تھے۔ تاروں کی مدھم سی روشنی میں وہ عجیب لگ رہے تھے۔ تھوڑی دور ساحل سے لہریں ٹکرا ٹکرا کر ہلکی ہلکی سی آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ کشتیاں یہاں سے کافی فاصلے پر تھیں۔ ورنہ ادھر ہی سے کچھ نہ کچھ لوگ دوڑ پڑتے۔

اندھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور عمران اس پر چھا گیا اس نے اسے اپنے بازوؤں میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اس کا سر اس کی داہنی بغل کے نیچے ٹک گیا۔ پھر وہ اس کا سر زمین سے لگا دینے کی کوشش کرنے لگا۔ اندھا جھکتا جا رہا تھا۔ لیکن شاید یہ بھلاوا ہی تھا۔ کیونکہ یک بیک وہ بڑے زور سے تڑپا اور عمران کی گرفت سے نکل کر پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر جا گرا۔۔!

عمران نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن وہ سائے کی طرح اس کے نیچے سے نکل گیا۔ عمران زمین پر گرا۔ اندھا ساحل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ دور ہی تھا کہ اس نے کسی وزنی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنی۔

اندھے نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران کنارے تک آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے پانی میں دیکھتا رہا.... لیکن کچھ بجھائی نہ دیا.... لہریں ست روی سے ساحل کو چھوتی رہیں۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس ہو رہا تھا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا اور وہ چیز زمین پر گری۔ عمران نے اسے جھک کر اٹھا لیا۔ یہ اندھے کی چھڑی تھی جس کا وزن کم از کم دس سیر ضرور رہا ہوگا۔ وہ کسی دھات ہی کی تھی، جو غالباً ایک پتھر سے ٹکی ہوئی پڑی تھی اور عمران اس سے ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے بچا تھا۔

ے

دوسرے دن عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں اس کلرک کو چیک کیا جو پچھلی رات شراب خانے سے لے جایا گیا تھا لیکن وہ آج دفتر ہی نہیں آیا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی تین دن کی درخواست آئی تھی جس سے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی منسلک تھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے اپنی سکیم بدل دی۔ غالباً یہ اسی ٹکراؤ کا نتیجہ تھا اگر اندھا آگے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو گیا ہوتا تو اس وقت اس کلرک کی بجائے یہاں ان کا کوئی آدمی ضرور ہوتا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ اندھا غرق نہیں ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرتا ہوا کشتیوں کی طرف نکل گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اس کے متعلق غور کرتا رہا۔ پھر اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں جولیا فٹز واٹر کا قیام تھا۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

"کیوں کیا ہوا؟" جولیا طنزیہ انداز میں مسکرائی۔ " آخر بھاگنا پڑا ہماری ہی طرف، تمہاری زندگی.... اس وقت ریوالور کی نال پر رکھی ہوئی ہے۔"

"یہ سب کچھ اسی اُلو ایکس ٹو کی بدولت ہوا۔ اس وقت میرے ذہن کا حال یہ ہے کہ مجھے اپنی خالہ کا نام یاد نہیں آ رہا۔"

جولیا ہنسنے لگی پھر بولی "ایکس ٹو اُلو نہیں ہے.... ذہنی طور پر اسے آدمی کی بجائے دیوتا سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی سے بھی کام لے لیتا ہے۔"

"سنو! میری بات سنو! بتاؤ وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"میں نہیں جانتی۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا "اگر تم نے کاغذات کا نام بھی لیا تو فنا کر دیئے جاؤ گے۔ اس صورت میں ایکس ٹو ذرہ برابر بھی مروت نہیں برتے گا۔"

"مجھے کاغذات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ صرف تھریسیا کا وہ سوٹ کیس چاہیئے جس میں کاغذات تھے.... کیا تم اسے واپس لا سکتی ہو۔۔؟"

"کیوں سوٹ کیس کیوں؟"

"اس میں انڈے رکھ کر مرغی بٹھاؤں گا۔"

"میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ اس کا علم ایکس ٹو ہی کو ہوگا۔"

"تم میرا پیغام ایکس ٹو تک پہنچا دو۔ مجھے صرف سوٹ کیس چاہیئے۔ ورنہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔"

"جب تک تم مقصد نہ بتاؤ گے پیغام نہیں پہنچایا جا سکتا۔"

"مقصد.... اچھا جانے دو.... جس طرح میں نے وہ سوٹ کیس تھریسیا سے چھینا تھا اسی طرح اسے دوبارہ بھی حاصل کر سکتا ہوں۔"

"اگر زندہ بچے تو۔"

"ہاں.... تب تو شادی بھی ہو گی میری۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم اپنی جان بچانے کی کوشش کرو.... سوٹ کیس اور کاغذات کا چکر چھوڑو!"

"میں اپنی شادی کرنا چاہتا ہوں...." عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ انداز بچگانہ تھا۔

"خواہ مخواہ دماغ نہ چاٹو۔"

"میں ٹین کے ڈبوں کی شہزادی کے سوئمبر میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

"یہ کون ہے؟"

"شہر کے ایک آئرن پرنس کی لڑکی.... جو یقیناً ٹین کے ڈبوں کی شہزادی کہلاتی ہوگی.... اس کے تین سوال ہیں جو پورے کردے اس سے شادی ہو جائے گی۔ پہلا سوال ہے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں؟ دوسرا سوال یہ کہ چاند میں جو بوڑھیا چرخہ کات رہی ہے اس کے نواسے کا کیا نام ہے؟.... اور تیسرا سوال چمڑے کے سوٹ کیس میں شتر مرغ کے انڈوں کا جوڑا لاؤ۔"

"کیا تم دوپہر کا کھانا کھا چکے ہو؟" جولیا نے پوچھا۔

"دوپہر کا کھانا کسے کہتے ہیں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"اور شاید تم پچھلی رات سوئے بھی نہیں!"

"ہاں!.... میں بھوکا ہوں اور رات سویا بھی نہیں۔ پھر کیا تم مجھے کھانا کھلاؤ گی.... کھلا کر دیکھو.... سیدھی جہنم میں جاؤ گی۔ اپنی چھت کے نیچے مجھے سونے دو۔ چھت سے شعلے اٹھیں گے۔"

"اچھا تم یہیں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔" جولیا نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے نکلتے ہی دروازہ بند ہوا اور جب تک عمران دروازے تک پہنچا، قفل میں کنجی گھوم چکی تھی۔ عمران ہکا بکا رہ گیا۔ جولیا باہر سے کہہ رہی تھی "چپ چاپ سو جاؤ.... یہی تمہارے لئے بہتر ہے.... غل غپاڑہ مچاؤ گے تو مصیبت میں پڑو گے۔"

عمران کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنتا رہا۔

وہ سوچ رہا تھا اور اسے خود ہی اپنی حالت پر ہنسی آرہی تھی۔ یعنی وہ ایکس ٹو تھا جس سے اس کے ماتحتوں کی روح فنا ہوتی تھی.... اور اس وقت انہیں میں سے ایک ننھی سی چوہیا اسے دھمکیاں دے کر کمرے میں بند کر گئی تھی اس وقت وہ عمران تھا اور بھلا عمران کو وہ کب خاطر میں لا سکتی تھی۔

عمران لاکھ دلیر سہی.... ذہین سہی.... لیکن بحیثیت عمران ایک حقیر سی چیونٹی پر بھی رعب نہیں ڈال سکتا تھا۔

وہ اس وقت یہاں محض اس لئے آیا تھا کہ کچھ دیر جولیا سے اُوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ اوٹ پٹانگ باتوں کے دوران ہی میں وہ اکثر اپنے لیے نئی نئی راہیں کھول لیتا تھا۔ اور اس کی ذہنی تھکن

بھی دور ہو جاتی تھی۔ اس لئے اوٹ پٹانگ بکواس اس کے لئے ضروری تھی۔ اس نے کچھ اسی طور پر اپنی ذہنی تربیت کی تھی۔

دفعتاً اس کے جیب میں پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے احتیاطاً غسل خانے کی راہ لی۔ ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس سے مدھم سی آواز آرہی تھی.... "ہیلو.... ہیلو.... ایکس ٹو.... ایکس ٹو...." یہ آواز جولیانا فٹز واٹر کی تھی۔

عمران کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے کہا۔

"ایکس ٹو اسپیکنگ...."

"دیکھئے میں.... میں نے اسے اپنے کمرے میں بند کر دیا ہے.... میرا خیال ہے کہ یہی بہتر ہے.... ہم اس کے پیچھے مارے مارے پھرنے سے بھی بچیں گے اور وہ بھی محفوظ رہے گا۔"

"تمہاری ذہانت اب سر کے بل کھڑی ہونے کی کوشش کر رہی ہے--!"

"میں نہیں سمجھی...."

"کیا وہ میرا فرزند ہے کہ میں اسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں.... عقل کے ناخن لو...."

"پھر میں سمجھی.... تھی...."

"تم کچھ بھی نہیں سمجھی تھیں۔" عمران نے تلخ لہجہ میں کہا.... "میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس پر نظر رکھو۔ اس طرح کہ اس کی حفاظت بھی ہوتی رہے اور وہ کام بھی کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ کام ہی کے سلسلے میں مجھے اس سے دلچسپی ہو سکتی ہے.... ورنہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اسے لفٹ دی جائے.... اور دوسری بات.... اسے اچھی طرح ذہن نشین کرا دو کہ اس عورت اور اس مرد کا نام بھی ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ پورا شہر ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"شہر کیوں ہیجان میں مبتلا ہو جائے گا؟"

"ان کے نام پر جرائم کی بھرمار ہو جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے جرم بھی انہیں کے نام سے ہونے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ چھوٹے موٹے جرم نہیں کرتے۔"

"لیکن اس پر مستقل طور پر نظر رکھنا بہت مشکل کام ہے جناب! کبھی کبھی وہ چھلاوے کی طرح نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔"

"تمہیں شرم آئی چاہئے اپنی ناکارگی پر.... گویا وہ کوئی جن ہے۔ کہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے.... دیکھو.... اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ ورنہ ایک ایک سے جواب طلب کروں گا۔ اسے جانے دو جہاں وہ جانا چاہتا ہو.... تمہارے دو آدمیوں کو ہر وقت اس کے ساتھ رہنا چاہئے۔"

"بہت بہتر جناب.... ہاں.... وہ کہہ رہا تھا کہ اسے چمڑے کا وہ سوٹ کیس چاہیے۔ غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

"ہاں! میں سمجھ گیا ہوں.... خبردار! اسے اس کی ہوا بھی نہ لگنے پائے.... اس سے گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے.... اور کچھ کہنا ہے تمہیں؟"

"جی نہیں!"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ غسل خانے سے باہر آ کر وہ جولیا کے بستر پر جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اونگھتا رہا ہو پھر اس نے بڑی لاپرواہی سے کروٹ بدلی۔

"ارے تم بستر خراب کر رہے ہو میرا۔" جولیا نے جھنجھلا کر کہا۔

"بھاگ جاؤ!.... ورنہ میں چوکیدار کو بلاتا ہوں۔" عمران نے اس طرح کہا جیسے نیند میں بڑبڑایا ہو۔

"اٹھو.... نکلو یہاں سے۔"

"بجلی بجھا کر تم بھی سو جاؤ.... باہر بارش ہو رہی ہے۔"

"میں پانی کی بالٹی الٹ دوں گی تم پر۔ ورنہ اٹھ بیٹھو شرافت سے۔"

"کہیں چین نہیں ہے۔" عمران کراہ کر اٹھ بیٹھا۔

"بس اب چپ چاپ چلے جاؤ یہاں سے۔"

"کیوں.... ابھی کچھ دیر پہلے تو تم بہت ہمدردی سے پیش آئی تھیں۔" عمران مضمحل آواز میں بولا۔

"اب جاؤ بھی.... میرا اور اپنا وقت نہ برباد کرو۔"

"مجھے تمہاری اس بات پر غصہ آ گیا ہے اور اس غصے میں تمہیں ڈیڑھ درجن بچوں کی بشارت دیتا ہوں۔ خدا تمہارا انجام بخیر کرے۔"

عمران اٹھا۔ چند لمحے مضحکانہ انداز میں جولیا کو گھورتا رہا۔ اور پھر! کمرے سے نکل گیا۔

۸

محکمہ خارجہ کا وہ کلرک جس نے بندرگاہ کے ایک شراب خانے میں اندھے اور اس کے ساتھیوں کو چمڑے کے سوٹ کیس کے متعلق بتایا تھا جیفرسن سٹریٹ کے ایک معمولی سے مکان

میں رہتا تھا۔ یہ ایک دیسی عیسائی تھا اور اس کا نام تھا جیکب مسیح.... عمران کافی غور و خوض کے بعد اس کے گھر پہنچا.... وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ گھر پہنچا بھی ہے یا نہیں۔

جیکب کی بیوی نے اسے بتایا کہ وہ کل بہت رات گئے اپنے ایک دوست کے ساتھ گھر واپس آیا تھا۔ اس وقت سے اب تک اس نے ہوش کی کوئی بات نہیں کی۔ پچھلی رات تک تو وہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ جیکب بہت زیادہ پی گیا ہے۔ لیکن جب آج صبح بھی اس نے ہوشمندی کا ثبوت نہیں دیا تو اسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑا۔ مگر ڈاکٹر یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد اچھا ہو جائے گا یا دیر لگے گی۔

ان حالات میں عمران اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتا تھا کہ مجرموں نے جیکب کو ذہنی طور پر مفلوج کر دینے کی کوشش کی تھی۔

"میں دراصل جیکب کے دوستوں میں سے ہوں۔ آج ایک کام سے ان کے پاس آیا تھا۔" اس نے مسز جیکب سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "جیکب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے ایک باکمال آدمی سے ملائے گا جو ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر مستقبل کا حالات بتاتا ہے۔"

"یہ بہت بڑا چکر ہے مسٹر۔" عورت نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے جیکب کی ذہنی بیماری اسی تشویش کا نتیجہ ہو۔ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی لکیریں دیکھتا رہتا تھا۔ آپ اس سے بچیے۔ جیکب نے ان دنوں ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے لیکن اگر جاننا ہی چاہتے ہیں تو گریٹا سے ملیے۔ وہی اسے اس آدمی کے پاس لے گئی تھی--!"

یہاں عورت کا لہجہ تنفر آمیز ہو گیا اور چند لمحے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے رہی اور پھر بولی۔ "کل رات بھی شاید.... وہ گریٹا ہی کے ساتھ تھا۔"

"کیا آپ مجھے گریٹا کا پتہ بتا سکیں گی؟"

"لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ اس تک آپ کی رسائی ہو سکے۔ وہ سفید چمڑی کی عورت ہے اور آپ کالے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جیکب سے اس کی دوستی کس طرح ہوئی تھی؟"

"آپ پتہ بتا دیجئے.... میں مل لوں گا.... کیا وہ کوئی یورپین ہے؟"

"نہیں یوریشین سمجھئے۔"

"تب تو کوئی بات نہیں میں مل لوں گا۔"

اس نے اپنی نوٹ بک پر پتہ نوٹ کیا اور پھر بولا۔ "جس دوست کے ساتھ جیکب پچھلی رات کو آیا تھا کیا آپ اسے پہلے سے جانتی ہیں؟"

"نہیں!.... پہلی بار دیکھا تھا.... کیوں؟ آپ اس طرح کے سوالات کیوں کر رہے ہیں؟"

عورت کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔

"ایک بہت ہی اہم بات ہے۔ جیکب سے میری دوستی بہت ہی پرانی ہے۔ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہوگا۔ اب میں ان لوگوں کی تلاش میں ہوں جو بھولے بھالے نوجوانوں کو پھانس کر خراب عورتوں کے پاس پہنچاتے ہیں یہ گریٹا بھی غالباً انہیں لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔"

"نہیں۔ جیکب تو کہہ رہا تھا کہ وہ ایک معزز عورت ہے.... اس کے آفس میں کسی کام سے آئی تھی.... وہیں ان کی ملاقات ہوئی تھی--!"

"پھر آپ نے ان کا تذکرہ اتنے برے لہجے میں کیوں کیا تھا؟"

"اوہ.... وہ کچھ نہیں...." عورت کچھ شرمندہ سی نظر آنے لگی--!

"کیا.... اس لئے کہ آپ جیکب کو دوسری عورتوں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتیں؟"

"کچھ نہیں یہ قصہ ختم کیجئے.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں جیکب کے لئے کیا کروں.... ڈاکٹر کی گفتگو سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مرض کو سمجھ ہی نہیں سکا۔"

"آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھایئے.... اچھا اب میں اجازت چاہوں گا ویسے اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں بھی اسے دیکھ لوں۔ کیا وہ بالکل ہوش میں نہیں ہے۔؟"

"اعتراض کیوں ہونے لگا.... آیئے!"

وہ اسے ایک کمرے میں لائی۔ جیکب پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ ان کی آہٹ پر نہ تو وہ چونکا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھنے ہی کی کوشش کی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جیکب ڈیئر.... یہ دیکھو تمہارے دوست آئے ہیں!".... عورت نے اسے آواز دی۔

مگر ایسا معلوم ہوا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

اس کے ہونٹ پہلے ہی کی طرح ہلتے رہے.... اور آنکھیں چھت سے لگی رہیں۔

"یہ حال ہے...." عورت مغموم لہجے میں بولی.... "دیکھا آپ نے!"

"ہاں.... دیکھئے۔ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھایئے! یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے۔" وہ کچھ دیر تک اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا۔ پھر وہاں سے نکل آیا۔

اب اسے گریٹا کی فکر تھی اور یہ فکر اسی لئے اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ پتہ اسی علاقہ کا تھا۔ جہاں سے پچھلی رات دو آدمی اندھے کے ساتھ ہوئے تھے۔

اس کا شبہ درست نکلا۔ گریٹا غالباً اسی عمارت میں رہتی تھی۔ جس سے دو آدمی نکل کر اندھے کے پیچھے گئے تھے۔ عمران اب ان لوگوں سے بھڑ ہی جانا چاہتا تھا۔ جتنی جلدی وہ تھریسیا اور الفانسے کو قانون کے حوالے کر سکتا.... اتنا ہی اچھا تھا۔

وہ اس عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہا تھا.... لیکن وہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں تھا کہ کسی سے مل سکتا۔ وہ پھر واپس ہوا۔ کچھ دیر بعد اس گیراج کے سامنے پہنچا جہاں اس کی کار رہا کرتی تھی گیراج کھول کر اندر آیا۔

اور اس کا دروازہ بند کر کے ٹوسیٹر کی ڈکے اٹھائی۔ اندر ایک سوٹ کیس موجود تھا۔ جسے اس نے بڑی احتیاط سے باہر نکال لیا۔

اور پھر آدھ گھنٹہ بعد جب وہ باہر نکلا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جو کچھ دیر پہلے گیراج میں داخل ہوا تھا.... آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا.... اس لئے عمران بے جھجک نکلا چلا گیا۔

اس نے اپنی قیام گاہ سے دور یہ گیراج لے رکھا تھا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے اپنے ہوٹل کو فون کیا کہ وہ دو دن کے لئے باہر جا رہا ہے اور آئندہ ہفتے کا کرایہ وہ بذریعہ ٹی-ایم-او روانہ کر دے گا!

اب وہ پھر گریٹا کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھی یوریشین نہیں ہے۔ اس بار مرحلہ ذرا سخت تھا۔ ایسے دنوں میں جبکہ وہ لوگ ایک مہم میں الجھے ہوئے تھے کسی اجنبی سے ملنا ملانا ان کے لئے یقیناً غیر معمولی ہی حیثیت کا حامل ہو سکتا تھا۔ اور پھر وہ لوگ ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے جس کی سربراہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی جسے الفانسے کی حمایت حاصل تھی۔ وہ الفانسے جو یورپ کے جرائم پیشہ لوگوں میں انتہائی زیرک سمجھا جاتا تھا۔

عمران اس کے مکان سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا جہاں گریٹا نام کی کوئی عورت رہتی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنی اسکیم کا ذہنی جائزہ لیا اور عمارت کی طرف چل پڑا اگر گریٹا اندر موجود تھی۔ ملازم نے مسٹر لیڈن رائٹ کا وزیٹنگ کارڈ اندر پہنچا دیا اور پھر آکر اطلاع دی کہ ملاقات ہو سکے گی۔

عمران کو ایک پر تکلف ڈرائینگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ اور کچھ دیر بعد ایک بڑی حسین عورت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اگر عمران خود کو قابو میں نہ رکھتا تو اس کی آنکھیں حیرت سے ضرور پھیل گئی ہوتیں۔ کیونکہ یہ خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے بھی

عمران نے اسے سنہرے بالوں میں دیکھا تھا اور اب اس کے بال گہرے سیاہ تھے.... وہ میک اپ میں نہیں تھی.... اور شاید میک اپ کے بغیر ہی گریٹا کی حیثیت سے لوگوں میں متعارف تھی۔

عمران اس کی اس جسارت پر عش عش کر رہا تھا۔

"مجھے مسز جیکب مسیح نے بھیجا ہے۔" عمران نے کہا۔

تھریسیا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اور عمران سوچ رہا تھا۔ کاش اس مکان میں داخل ہونے سے پہلے اس کا علم ہو جاتا کہ گریٹا کے روپ میں تھریسیا ہی ملے گی۔

"مسز جیکب مسیح!" تھریسیا نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر آہستہ سے دہرایا.... "اس نام سے کان آشنا تو معلوم ہوتے ہیں کیا آپ وضاحت کر سکیں گے؟" وہ اسے برابر گھورے جا رہی تھی۔

عمران پھر سوچنے لگا۔ کاش اس کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی عینک ہوتی۔ اگر تھریسیا نے پہچان لیا تو یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

"وضاحت...." وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وضاحت کس طرح کروں۔ میں ان دونوں کا دوست ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ سے ان لوگوں کے تعلقات کس قسم کے ہیں۔ بہرحال پچھلی رات سے جیکب مسیح کی ذہنی حالت بگڑی ہوئی ہے آپ نے شاید اسے کسی نجومی سے ملایا تھا.... مسز جیکب مسیح کا بیان ہے...."

"بس!" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر مسکرائی.... "میں سمجھ گئی...."

پھر اس نے اس انداز میں چاروں طرف دیکھا جیسے آس پاس کسی کی موجودگی پسند نہ کرتی ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر آہستہ سے بولی.... "کیا تمہیں علم تھا.... کہ میں ہی گریٹا ہوں۔"

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ تھریسیا نے اسے آنکھوں سے پہچان لیا۔

آخر تھریسیا ہی ٹھہری.... وہ عورت جو سارے یورپ کی پولیس کو انگلیوں پر نچاتی رہی تھی۔

"بس اسی جگہ دھوکا کھا گیا۔" عمران مسکرایا.... "میں سمجھا تھا کہ گریٹا تمہاری کوئی کارپرداز ہو گی.... ورنہ تاریک شیشوں کی عینک اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔"

"اور تم خائف نہیں ہو؟...." تھریسیا نے حیرت سے پوچھا

"مجھے آج تک خائف ہونے کی فرصت ہی نہیں ملی۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں فتور ہے۔"

"یہی سمجھ لو!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "چلو! یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی.... میں تم سے اکارڈین کی قیمت وصول کروں گا.... جس کی دھونکنی میں تمہارے ایک آدمی کی حماقت سے سوراخ ہو گیا تھا۔"

"تم بہت چالاک ہو.... ہر وقت بلٹ پروف پہنے رہتے ہو۔" تھریسیا مسکرائی۔

"لیکن اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں۔" عمران نے قمیض کے بٹن کھول کر سینہ دکھاتے ہوئے کہا۔ تھریسیا اور زیادہ متحیر نظر آنے لگی۔

چند لمحے سکتے کی سی حالت میں کھڑی رہی۔ پھر آہستہ سے بولی "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ!"

"کیوں؟"

"بس یونہی.... جاؤ.... ورنہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے گا۔"

"ہرگز نہیں.... مجھے بتاؤ! وہ سونے کی مہر کہاں ہے جس کا تذکرہ ان کاغذات میں ہے.... لیکن.... تمہارے سوٹ کیس میں کوئی ایسی مہر نہیں ملی۔!"

"کیا تم سچ مچ مرنا چاہتے ہو؟"

"اور دوسرا مطالبہ یہ ہے!" عمران نے اس کی بات پر دھیان دیے بغیر کہا "جیکب مسیح ایک غریب آدمی ہے۔ اس کی بیوی اس کا علاج نہیں کرا سکتی۔ لہٰذا اسے ایک معقول رقم ملنی چاہئے۔"

"رقم مل جائیگی...." تھریسیا نے کہا.... "تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"مجھے وہ مہر بھی چاہئے.... اس کے بغیر ان کاغذات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔"

تھریسیا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور پھر یک بیک خاموش ہو گئی اس کی پیشانی پر کچھ لکیریں ابھریں۔ چند لمحے قائم رہیں اور پھر وہ پہلے ہی کی طرح لاپروا اور ہشاش بشاش نظر آنے لگی۔

"اس مہر کے بغیر ان کاغذات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔"

"اسی لئے مجھے اس کی ضرورت ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"تم تھریسیا سے واقف ہو.... اس کے باوجود بھی اتنے مطمئن نظر آ رہے ہو.... کیوں....؟ کیا اس عمارت کو پولیس گھیرے میں لے چکی ہے؟"

"میرے ساتھ سڑک تک چلو.... سب کچھ خود دیکھ لو گی.... مگر ابھی تم مجھے یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ کیوں دے رہیں تھیں؟"

"بس یونہی.... مگر اب یہ ناممکن ہے...." تھریسیا نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "اگر عمارت پولیس کے گھیرے میں ہے تو تم بھی بچ کر نہیں نکل سکو گے۔"

"تم اپنے سارے آدمیوں کو یہاں اس کمرے میں بلالو۔ میں انہیں چھ ماہ تک پولیس کا گھیرا توڑنے کی ٹریننگ دوں گا اور اس دوران میں ہم دونوں رمبا ناچتے رہیں گے۔"

"یہ بغیر آواز کا پستول ہے...... پہلے تم ختم ہو جاؤ گے اس کے بعد ہم نہایت اطمینان سے پولیس کا گھیرا توڑلیں گے۔"

"شروع ہو جاؤ....." عمران نے لاپروائی سے کہا اور تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"فائر کرو....." عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ اس وقت میرے جسم پر بلٹ پروف نہیں ہیں تم دیکھ چکی ہو۔"

تھریسیا کا پستول والا ہاتھ رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اسے اظہار خیال کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔

"چلو..... میں ان کارتوسوں کی قیمت دینے پر بھی تیار ہوں جو تم مجھ پر ضائع کرو گی۔"

تھریسیا اسے گھورتی رہی۔

پھر اس نے سوئچ بورڈ سے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا "میں کہہ رہا ہوں نا کہ مجھ پر فائر کرو..... پھر آدمیوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔" تھریسیا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسی حالت میں ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ عمران کی طرف مڑی۔

"تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا۔" اس نے کہا۔

"بس اب..... میں تمہیں گولی مار دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا..... "تم صبح سے اب تک پندرہویں عورت ہو جس نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔"

"عورتیں تمہاری طرف بے تحاشہ جھکتی ہوں گی..... مجھے یقین ہے۔"

"میرے دیس کی عورتوں کو سیدھے کھڑے ہونے کا بھی سلیقہ نہیں ہے وہ جھکیں گی کیا..... لن فضول باتوں کو چھوڑو! مجھے وہ مہر چاہیے۔"

"مجھے ان کاغذات کی ضرورت ہے۔" تھریسیا مسکرائی۔

"اچھی بات ہے....." عمران اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا بولا۔ "میں جارہا ہوں۔"

"یوں نہیں جاسکتے۔" دفعتاً کمرے کے باہر سے قدموں کی آواز آئی اور تھریسیا نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"عینک لگاؤ..... جلدی!"

عمران نے جیب سے عینک نکال کر لگالی۔

لیکن وہ تھریسیا کے اس رویہ پر حیرت زدہ ضرور تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک ایسا آدمی کمرے میں داخل ہوا جسے عمران ہزاروں میں بھی پہچان لیتا۔ یہ وہی اندھا تھا جس سے پچھلی رات اس کا ٹکراؤ ہو گیا تھا لیکن اس وقت اس کی آنکھیں اندھوں کی سی نہیں معلوم ہو رہی تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکا اور تھریسیا کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا مادام کہ اس وقت آپ کو..... باہر جانا تھا.....؟"

"باہر کی کیا پوزیشن ہے؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا مادام!"

"میرا خیال ہے کہ عمارت اس وقت پولیس کے نرغے میں ہے۔"

"یہ خیال کیوں پیدا ہوا مادام.....؟"

"تو ہم سے جواب طلب کرتا ہے....." تھریسیا نے پروقار مگر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مادام! توقف کیجئے میں ابھی آپ کو صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔"

اس نے کہا اور اس طرح چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا کہ تھریسیا کی طرف اس کی پشت نہیں ہوئی۔

"کل تک تم میری زندگی کی خواہاں تھیں۔ مگر آج کیا ہو گیا۔ بمبل بی آف بوہیمیا۔" عمران نے پوچھا۔

"میں تمہیں مردہ نہیں دیکھنا چاہتی..... یہ الفانسے کی خواہش ہے۔"

"کیا وہ آدمی الفانسے ہی تھا۔؟"

"نہیں۔ الفانسے یہاں نہیں ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"یہ سب کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے؟"

"صبر کروں گا۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ "ویسے تم کیوں مجھے مردہ نہیں دیکھنا چاہتیں؟"

"میں تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہوں۔" تھریسیا نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہو! اور الفانسے چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے..... ابھی تک تو میں یہی سنتا آیا تھا کہ اپنے

گروہ کی سربراہ تم ہو!"

"کیا.... تم تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی ہسٹری سے واقف نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک واقف ہوں کہ تھریسیا نام نہیں بلکہ لقب ہے جو مختلف اوقات میں مختلف عورتیں اختیار کرتی رہی ہیں۔"

"اور الفانسے...." تھریسیا نے پوچھا۔

"الفانسے کے متعلق مجھے کچھ نہیں معلوم۔"....

"الفانسے بھی لقب ہی ہے جو مختلف ادوار میں مختلف مرد اختیار کرتے رہے ہیں۔ پہلے الفانسے تھریسیا کے خادم ہوتے تھے مگر اب وہ ہر کام تھریسیا کی مرضی سے نہیں کرتا۔ تھریسیا اس کام کی اجازت دینے پر بھی مجبور ہوتی ہے جس کے لئے خود اس کا دل نہ چاہے۔ بہر حال یہ پرانی رسم اب بھی جاری ہے کہ سارے کام تھریسیا ہی کی مرضی سے کئے جائیں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اندھا کمرے میں داخل ہوا۔

"حالات غیر معمولی نہیں مادام.... یہ غلط ہے کہ عمارت کے گرد پولیس کا حصار ہے.... کوئی ایسا آدمی بھی نظر نہیں آیا جس کے متعلق کسی قسم کا شبہ کیا جاسکے۔"

وہ عمران کی طرف کنکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

دفعتاً عمران نے اسے چونکتے دیکھا اور اب اس کی نظریں عمران کے ہاتھوں پر تھیں۔

"مادام!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "گستاخی ضرور ہے۔ مگر کیا میں آپ کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں؟" اس نے سر کی جنبش سے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"مسٹر رائٹ.... آپ یہاں لاوارث یوریشین بچوں کے لئے ایک پرورش گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

"مالی امداد....؟" اندھے نے سوال کیا۔

"ہاں.... انہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

"کیا یہ پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں؟" اندھے نے پوچھا۔

وہ اب بھی عمران کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور عمران اپنے ہاتھوں کی چھوٹی انگلیوں کو دل ہی دل میں گالیاں دے رہا تھا.... یہ چھوٹی انگلیاں معمول سے زیادہ بڑی تھیں اور وہ ان کی وجہ سے بڑی آسانی سے پہچانا جاسکتا تھا۔

اندھے کے اس سوال پر تھریسیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

بہر حال اس نے جلدی ہی سے کہا.... "ہاں یہ پہلی بار آئے ہیں۔"

"تب میں ان سے درخواست کروں گا.... کہ یہ ذرا اپنی عینک اتار دیں۔"

"کیا مذاق ہے!" عمران غرایا۔

"یہ درخواست ہے جناب!" اندھے نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ریوالور بھی نکال لیا۔

"یہ کیا ہے.... سسیرو؟".... تھریسیا ان کے درمیان میں آتی ہوئی بولی۔

"یہ عمران ہے مادام.... آپ ہٹ جائیے۔"

"تمہیں عمران کا خبط ہو گیا ہے۔"

اس دوران میں عمران نے بھی جیب سے ریوالور نکال کر کہا "ہاں میں عمران ہوں.... تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

تھریسیا جھلا کر اس کی طرف مڑی اور برا سا منہ بناتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئی۔

عمران نے عینک اتار کر جیب میں ڈال لی تھی اس وقت اسے صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

ان کے ریوالور ایک دوسرے کی طرف اٹھے ہوئے تھے.... اور دونوں ماہر لڑاکوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے.... دفعتاً سسیرو نے فائر کر دیا.... لیکن گولی نے سامنے کی دیوار کا پلاسٹر اُدھیڑ دیا۔

پھر سسیرو نے بھی جوابی فائر سے بچنے کے لئے پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی کہ عمران کے ریوالور سے نکلنے والے شعلے نے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال دیا۔

اس کے منہ سے ایک ہلکی سی کراہ نکلی۔ اور عمران نے دوسرے دروازے سے چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ وہ کئی قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ گیا ادھر...." راہداری سے اس نے سسیرو کی دھاڑ سنی اور دوڑتا رہا۔ عمارت بڑی تھی اور اس میں مختلف سمتوں میں متعدد راہداریاں تھیں۔ وہ دراصل اس چکر میں تھا کہ باہر پہنچ کر کسی طرح ان لوگوں کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر دے۔ لیکن.... سسیرو.... جو نیا کھلاڑی نہیں معلوم ہوتا تھا اسے اس کی مہلت نہ دے سکا باہر کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ لیکن اب وہ لوگ شاید فائر نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح عمران کو پکڑ لیں۔ وہ عمارت کے ایک ایسے حصے میں تھا جہاں سے فائر کی آوازیں باہر پہنچ سکتی تھیں۔

مگر وہ اسے کیا کرتا کہ خود اس کا ریوالور اس بھاگ دوڑ میں ہاتھ سے نکل چکا تھا.... ورنہ وہ فائر کر کے ہی باہر والوں کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتا۔

وہ نادانستگی میں یہاں آپھنسا تھا۔ اور پھر اپنی خطرناک پوزیشن کا احساس ہو جانے کے بعد

سے برابر کوشش کرتا رہا تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکل جائے۔ وہ شاید سسیرو کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا ہوتا۔ لیکن تھریسیا کے رویے نے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اگر خود اسی نے اس کو نکل جانے کا مشورہ نہ دیا ہوتا تو عمران وہاں رکنے والا نہیں تھا۔ کسی نہ کسی تدبیر سے باہر آکر ان کی گرفتاری کی فکر کرتا۔

یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ تھریسیا اس پر یکایک اتنی مہربان کیوں ہو گئی ہے۔

وہ کوئی جنس زدہ آدمی نہیں تھا کہ تھریسیا کے اظہارِ عشق کو حقیقت سمجھ لیتا۔ اس کی دانست میں وہ کوئی گہری چال چل رہی تھی۔

انہوں نے ایک بڑے کمرے میں عمران کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ تعداد میں آٹھ تھے اور پوری طرح مسلح.... ان میں پانچ دیسی تھے اور تین چار غیر ملکی.... وہ سب یکبارگی عمران پر ٹوٹ پڑے۔

ایک دروازے میں تھریسیا بھی ساکت وصامت کھڑی تھی۔ البتہ سسیرو ان میں نہیں تھا۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ ممکن ہے وہ اس وقت اس کی ڈریسنگ کے چکر میں رہا ہو۔

عمران نے دو کے سر ٹکرائے اور تیسرے کے پیٹ پر گھٹنا مارتا ہوا ان کے نرغے سے نکل گیا۔ یہ جدوجہد تقریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی لیکن اس دوران میں نہ تو عمران ان کے ہاتھ آسکا اور نہ اس کمرے سے باہر ہی نکل سکا۔

اسے حیرت تھی کہ آخر تھریسیا نے اپنا بغیر آواز والا پستول کیوں نہیں استعمال کیا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا کہ اب تھوڑی دیر کے لئے ہاتھوں اور پیروں کو آرام بھی دینا چاہئے۔ یہاں سے نکلنے کی توقع تو ختم ہو چکی تھی۔ وہ لڑتے لڑتے چکرا کر گرا اور اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے غشی طاری ہو گئی ہو۔

"ٹھہرو...." اس نے تھریسیا کی سریلی آواز سنی۔ "اسے یہیں پڑا رہنے دو.... اور سسیرو کی مدد کرو۔ وہ زخمی ہے!"

عمران نے چند لمحوں کے بعد جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں.... کچھ دیر آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ پھر کسی قدر پلکیں اٹھائیں۔ تھریسیا اب بھی وہیں کھڑی تھی۔

"میں جانتی ہوں.... تم ہوش میں ہو...." اس نے آہستہ سے کہا "تمہیں صحیح الدماغ نہیں کہا جاسکتا۔"

عمران نے پڑے ہی پڑے مسکرا کر ایک طویل انگڑائی لی اور بولا "مجھے صحیح الدماغ نہیں کہا

جاسکتا.... پھر میں کیسے ہوش میں ہوں۔"

"چپ چاپ آنکھیں بند کئے پڑے رہو۔ اب تمہارا یہاں سے نکلنا دشوار ہی ہے۔ اگر پہلے میرے مشورے پر عمل کیا ہوتا تو......!"

ٹھیک اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں بند کرلیں۔ کمرے میں کوئی آیا۔ عمران نے سسیرو کی آواز پہچانی جو کہہ رہا تھا، "اوہ! یہ اس طرح آزاد پڑا ہوا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کی جائے۔" تھریسیا بولی۔ "بلکہ اس پر تشدد کرکے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔"

"جو آپ مناسب سمجھیں!" سسیرو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میرا خیال ہے کہ پچھلی رات اسی سے میری لڑائی ہوئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے...." تھریسیا بولی۔

پھر چند لمحے بعد عمران نے کمرے کے دروازے بند ہونے کی آوازیں سنیں.... اب وہ بالکل تنہا رہ گیا تھا۔

9

تنویر اور ناشاد اسی وقت سے عمران کا تعاقب کررہے تھے جب وہ جولیانا فٹز واٹر کے ہوٹل سے نکلا تھا۔ وہ اس وقت بھی اس گیراج کے قریب ہی تھے جب عمران اندر یوریشین کا میک اپ کررہا تھا۔ وہاں سے وہ اس کے پیچھے لگے ہوئے اس عمارت تک آئے تھے اور اب تقریباً دو گھنٹے سے اس کی برآمدگی کے منتظر تھے۔

"تنویر" ناشاد اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "کیوں نہ کسی موقع پر اسے زہر دے دیا جائے۔"

تنویر کچھ نہ بولا۔ ناشاد کہتا رہا۔ "پچھلی رات اسی کی بدولت اٹھاون اشعار کی ایک غزل برباد ہوگئی۔ مشاعرے میں شرکت نہ کرسکا اور اب اس وقت درد سے سر پھٹا جارہا ہے۔ بیس گھنٹے ہوگئے جاگتے ہوئے۔"

"مجھے اس آدمی پر کبھی کبھی پیار بھی آتا ہے۔" تنویر بولا۔

"ارے تم اسے آدمی کہتے ہو.... وہ آدمی ہے؟"

"آدمی ہی نہیں بلکہ پیارا آدمی جس میں ہر قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ نڈر بے باک کھلنڈرا۔"

"اگر تم لڑکی ہوتے تو میں خودکشی کرلیتا۔" ناشاد سر ہلا کر بولا۔

اتنے میں انہیں وہ سفید فام غیر ملکی نظر آئے جو اسی عمارت سے نکل رہے تھے تنویر نے

ناشاد کا ہاتھ دبایا اور آہستہ سے بولا "کچھ گڑبڑ ہی معلوم ہوتی ہے۔"

"پھر کیا کیا جائے.... دو گھنٹے تو ہو گئے۔"

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کے مکینوں کے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی جال میں پھنس گیا ہو۔ کیونکہ وہ آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگانے کا عادی ہے۔"

"اچھا--!" ناشاد نے ایک طویل سانس لی "تم معلومات حاصل کرو..... میں یہیں ہوں۔"

ناشاد وہیں کھڑا گزرتی ہوئی کاروں، ٹرکوں اور بسوں کے نمبر نوٹ کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد تنویر واپس آگیا۔

"یہاں گریٹا نامی ایک یوریشین طوائف رہتی ہے۔" اس نے کہا

"پتہ نہیں.... یوریشین طوائفوں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے!" ناشاد نے ٹھنڈی سانس لی اور اس طرح منہ چلانے لگا۔ جیسے سچ مچ کسی چیز کا ذائقہ محسوس کر رہا ہو!

"وہ اس لئے اندر نہ گیا ہوگا کہ وہاں کوئی طوائف رہتی ہے۔" تنویر نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

"بلکہ وہ طوائف کی ماں کے چکر میں ہوگا۔" ناشاد نے برا سا منہ بنایا۔

تنویر کچھ نہ بولا۔ وہ متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔

"دیکھو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا" میں اندر جارہا ہوں۔ میرے خیال سے ایک انشورنس ایجنٹ تعارف حاصل کئے بغیر بھی مل سکتا ہے۔"

"اوہ.... چھوڑو.... طوائف ہی تو ہے اتنے بہانوں کی کیا ضرورت ہے۔ ڈنکے کی چوٹ پر اندر جاؤ۔"

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ سوسائٹی گرلز کا شمار پیشہ ور طوائفوں میں نہیں ہوتا۔"

"تنویر، ناشاد کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی راہداری میں کھڑا گھنٹی کا بٹن دبا رہا تھا۔

تین منٹ تک کوئی جواب نہ ملنے پر تنویر آگے بڑھتا چلا گیا اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ چلتا رہا۔ پھر اس نے ایک ایک کر کے سارے کمرے دیکھنے شروع کر دیئے۔ لیکن کہیں بھی کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔

وہ پھر الٹے پاؤں واپس ہوا اور راہداری سے ناشاد کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا۔ دونوں ہی بوکھلائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے پھر رہے تھے۔ عمارت میں ایک بھی متنفس نظر نہ

آیا۔ اکثر کمروں میں سامان اس طرح بکھرا ہوا نظر آرہا تھا جیسے جلدی میں کچھ چیزیں نکال لی گئی ہوں۔ حالات کچھ ایسے ہی تھے جن کی بناء پر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ لوگ بہت جلدی میں وہاں سے رخصت ہوئے ہیں۔ پھر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچے جہاں انہیں فرش پر تھوڑا سا خون نظر آیا۔ یہ نشست کا کمرہ تھا۔

"اوہو!" ناشاد حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا" تنویر! کافی سنجیدگی سے کوئی کھیل ہوا ہے.... وہ دیکھو!"

اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا جہاں کا پلاسٹر ادھڑ گیا تھا اور پھر انہوں نے ریوالور کی گولی بھی نکال لی!

"میرے خدا...." تنویر نے ایک لمبی سانس لی اور بولا" ایکس ٹو کھا جائے گا ہمیں!"

پھر وہ احمقوں کی طرح پوری عمارت میں چکراتے پھر رہے تھے آخر وہ عقبی دروازے تک پہنچے جو کھلا ہوا تھا۔ باہر ایک کشادہ اور صاف ستھری گلی تھی۔ غالباً وہ لوگ اسی طرف سے فرار ہوئے تھے۔ پوچھ گچھ کرنے پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔

سامنے ہی والے مکان کے ایک آدمی نے بتایا کہ آدھ گھنٹہ پہلے ایک اسٹیشن ویگن میں گریٹا کسی مریض کو ہسپتال لے گئی ہے۔ مریض غالباً بخار کی تیزی کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

"گیا ہاتھ سے!" تنویر مغموم لہجے میں بولا" یہ انجام تو ظاہر ہی تھا۔ ایک نہ ایک دن اس کے علاوہ اور کیا ہوتا۔ وہ کریک تھا ناشاد! میں اس کے لئے مغموم ہوں۔"

"اور میں تو ناشاد ہی ہوں ساری عمر دنیا کے لئے!"

"تم اس سے زیادہ کریک معلوم ہوتے ہو۔"

انہوں نے اسی عمارت کے فون پر پولیس کو اطلاع دی کہ وہاں ایک واردات ہوگئی ہے.... اور پھر چپ چاپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

۱۰

عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس نے کوشش کی کہ کمرے کا کوئی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ مگر ممکن نہ ہوا۔ روشندان بھی کافی بلندی پر تھے اور ان کی چوڑائی بھی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ انہیں میں سے کسی کو راہ فرار بنانے کے امکانات پر غور کرتا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سنتھیلک گیس کی بو محسوس کی اور سمجھ گیا کہ وہ اسے یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں۔

تھریسیا کی تجویز وہ پہلے ہی سن چکا تھا یعنی کاغذات کے حصول کے لئے وہ اسے زندہ رکھنا

چاہتی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

پھر بے ہوشی اور ہوش میں آنے کے درمیانی وقفے کا احساس اسے نہ ہو سکا۔

آنکھ کھلی تو ایسا معلوم ہوا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو۔

لیکن وہ خوشبو دماغ چکرا دینے والی تھی۔

اور پیشانی پر گویا انگارے رکھے ہوئے تھے۔

وہ اچھل پڑا۔ تھریسیا الگ ہٹ گئی.... اس کے ہونٹ عمران کی پیشانی پر تھے۔

عمران برا سا منہ بناتے ہوئے اس طرح اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا جیسے وہاں بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"بڑے شریر ہو تم...." تھریسیا نے بھرائی ہوئی سی آواز میں کہا

"کک.... کیا.... مم.... طلب....؟" عمران ہکلایا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا کروں...."

"کان پکڑ کر گھر سے نکال دو.... میں اسی لائق ہوں۔" عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"تم جیسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"تم مجھے آدمی سمجھتی ہو؟" عمران نے مغموم آواز میں کہا.... "تمہارا بہت بہت شکریہ!"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ملک والے تمہاری قدر نہیں کرتے.... میں تمہارے متعلق ساری معلومات فراہم کر چکی ہوں.... تم پولیس کے لئے کام کرتے رہتے ہو.... لیکن اس کے باوجود بھی محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ تمہیں پھانس لینے کی تاک میں رہا کرتا ہے۔"

"کنفیوشس نے کہا تھا۔ جب لوگ خواہ مخواہ تمہاری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیں تو تم آئس کریم کھانا شروع کر دو۔"

"تم ان پر لعنت بھیج دو۔"

"بھیج دی!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ دنیا کی ایک بہت بڑی عورت تھریسیا تمہیں چاہتی ہے۔"

"چاہتی ہے؟" عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا جیسے ڈر کے مارے اس کا دم نکل گیا ہو۔

"کیا.... تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی چال چل رہی ہوں؟"

"میں نے اب تک تمہیں چلتے نہیں دیکھا.... سنا ہے اگر خوب صورت عورت کی چال بھی حسین ہو تو سرپٹک معمہ نمبر ۱۱۳ کا اول انعام مبلغ ایک لاکھ روپیہ چار لاکھ خوش نصیبوں میں

برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔"

"عمران ڈیئر....! سنجیدگی سے....! یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے میں محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے بغیر میری زندگی محال ہو جائے گی۔"

"ارے باپ رے...." عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"تم ڈرتے کیوں ہو۔ تھریسیا تمہیں دھوکا دے سکتی ہے اور نہ تمہارے لئے خطرناک ہو سکتی ہے۔"

وہ تو ٹھیک ہے.... مگر میرے والد صاحب!"

"ہاں میں جانتی ہوں -- وہ محکمہ سراغرسانی کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اور تمہاری نالائقیوں کی بنا پر تم سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن ایسی صورت میں وہ مجھے ڈھونڈ کر قتل کر دیں گے۔"

"کیسی صورت میں؟"

"اگر مجھے بھی تم سے محبت ہو جائے.... تم نہیں سمجھ سکتیں۔" عمران نے رو دینے والی آواز میں کہا "یہ ایک خاندانی ٹریجڈی ہے۔ میرے دادا صاحب کو کسی سے عشق ہو گیا تھا اس نے ان کا دل توڑ دیا۔ انہوں نے اپنی داڑھی صاف کرا دی مونچھیں صاف کرا دیں.... اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رہنے لگے۔ جب ان کی محبوبہ نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو انہوں نے اپنے سر کے بال بھی صاف کرا دیئے۔ حتیٰ کہ بھنویں تک مونڈ ڈالیں اور دن رات آئینے کے سامنے بیٹھے رویا کرتے.... پھر انہوں نے ایک دن بہت بڑی قسم کھائی تھی۔ ایسی قسم جس نے آئندہ نسلوں کا کیریئر بھی برباد کر دیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میری اولاد میں سے کسی نے کبھی عشق کیا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔ پھر میرے باپ عشق کرنے کی ہمت نہیں کر سکے اور میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا تھا۔ اب بھی اکثر فون پر مجھے دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان ہر قسم کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر تم نے کبھی کسی سے عشق کرنا چاہا تو ہر جگہ پہنچ کر تمہیں جان سے مار دوں گا۔ اب تم خود سوچو یہ کیسے ممکن ہے!"

"بے تکی بکواس کر کے وقت برباد نہ کرو!" تھریسیا مسکرائی۔ "تم مجھے اپنے مصنوعی پاگل پن کے جال میں نہیں پھنسا سکتے!"

"تم خود ہو گی پاگل!" عمران بگڑ گیا" صاف صاف کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں کاغذات کی ضرورت ہے.... اور اب تم یہ حربہ استعمال کر رہی ہو۔"

"شش...." تھریسیا برا سامنہ بنا کر بولی۔ "سسیر و تشدد کا ماہر ہے۔ نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔ میں نہ جانے کتنوں کو اس کی گرفت میں بلبلاتے دیکھ چکی ہوں۔ تمہاری کیا حقیقت ہے؟"

"اچھا! اپنے اس سسیرو سے کہو کہ مجھ پر تشدد کرے!"

"دیکھو میں ایک بار پھر کہتی ہوں کہ اب کاغذات میں مجھے دلچسپی نہیں رہ گئی.... میں تو تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"اس کے لئے تمہیں میرے ماں باپ سے گفت و شنید کرنی پڑے گی۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "تم ان کا تحریری اجازت نامہ لاؤ، میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔"

"اچھا...." تھریسیا دانت پیس کر بولی.... "میں تمہیں دیکھ لوں گی۔"

"اور جو کچھ بھی نظر آئے .... اُس کے انجام سے مجھے بھی آگاہ کر دینا.... میرا پتہ ہے...."

تھریسیا اس کی پوری بات سننے کے لئے وہاں نہیں ٹھہری! عمران اس کے قدموں کی آواز سنتا رہا۔

اسے حیرت ہوئی کہ کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ غالباً خواب گاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ عمران اس وقت ایک آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ مسہری بڑی شاندار تھی۔ اس کے علاوہ کمرے کے دوسرے ساز و سامان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خواب گاہ ہی ہو سکتی ہے۔ عمران مسہری سے اچھل کر فرش پر آیا.... جوتے پہنے اور کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں کمرے میں آگرا۔

اس کی نظر راہداری میں بکھرے ہوئے تاروں پر نہیں پڑی تھی ان تاروں میں کرنٹ موجود تھا۔ شاید تھریسیا نے یہاں سے نکلنے کے بعد سوئچ آن کر دیا تھا۔

11

اسی رات کو براہ راست سر سلطان کی طرف سے جولیا نافٹز واٹر کو اطلاع ملی کہ وہ کاغذات محکمہ خارجہ کے سیف بکس سے غائب ہوگئے۔

جولیا اور اس کے ساتھی ٹرانسمیٹر کے ذریعہ ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا.... سر سلطان نے عمران کے فلیٹ کی طرف آدمی دوڑائے.... لیکن.... وہ تھا کہاں! معاملہ چونکہ ایسا نہیں تھا جسے منظر عام پر لایا جا سکتا.... اس لئے کاغذات کی

چوری کی رپورٹ پولیس کو بھی نہ دی جا سکی۔ ان کے لئے اگر کچھ کر سکتے تھے تو محکمے کی سیکرٹ سروس کے ممبر ہی کر سکتے تھے۔

جولیا نافٹز واٹر کو عمران کی فکر پہلے ہی سے تھی۔ اس وقت سے جب تنویر اور ناشاد نے اس کی گمشدگی کی اطلاع دی تھی۔

اس کے بقیہ ساتھی شہر میں پھیل گئے تھے اور وہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ٹرانسمیٹر پر ان پیغامات کو سن رہی تھی۔ دفعتاً اسے تنویر کی طرف سے ایک امید افزا پیغام ملا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"جولیا! میں ایک آدمی کے تعاقب میں ہوں۔ وہ ایک غیر ملکی ہے جسے ہم نے اس عمارت سے نکلتے دیکھا تھا۔"

جولیا نے اسے اس پر نظر رکھنے کی تاکید کی اور دوسروں کے لئے پیغامات نشر کرنے لگی۔ پھر اس نے فون پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا۔

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"کیا بات ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کاغذات کس وقت غائب ہوئے؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا.... ہو سکتا ہے دن کو کسی وقت غائب ہوئے ہوں۔ سیف کھلا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ اسی رات کی بات ہے میں نے خود دیکھا تھا.... اپنی آنکھوں سے!"

"آپ.... اس وقت رات کو وہاں...." جولیا نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں.... ایک ضروری دستاویز مکمل کرانی تھی اب وہ کاغذات بہت ضروری ہوگئے ہیں.... انہیں ہر حال میں ملنا ہی چاہئے....!"

"کوشش کی جا رہی ہے جناب....! چیف آفیسر صاحب سے اب تک رابطہ نہیں قائم کیا جا سکا.... ہو سکتا ہے حفاظت کے خیال سے وہ خود ہی نکال لے گئے ہوں!"

"پتہ نہیں!" سر سلطان نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور! جولیا کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی.... اس کی آنکھوں میں ذہنی الجھن کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے!

12

تھریسیا نے راہداری میں رک کر سوئچ آف کر دیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی عمران فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس

طرح گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے دم اکھڑ چکا ہو۔

تھریسیا جھپٹ کر اس کے قریب پہنچی اور جھک کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ کر سوئچ بورڈ کے قریب آئی اور اس پر لگے ہوئے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی.... دوسرے ہی لحہ میں عمارت کے مختلف حصوں میں گھنٹیاں بجیں اور جلد ہی چھ آدمی وہاں پہنچ گئے۔ جن میں سسیرو بھی تھا....

"اسے اٹھاؤ...." تھریسیا نے کہا" شاک لگا ہے۔"

"مرنے دیجئے!" سسیرو نے لاپروائی سے کہا۔" یہ خیال فضول ہے کہ اس سے کاغذات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"کیا تم نے سنا نہیں.... میں نے کیا کہا ہے؟"

"اٹھاؤ!" سسیرو نے دوسروں سے کہا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں!"

سسیرو برا سا منہ بناتے ہوئے جھکا اور پھر وہ عمران کو وہاں سے اٹھا کر ایک کمرے میں لے آئے۔ اسے ایک بڑی میز پر لٹا دیا گیا اور بجلی کا اثر زائل کرنے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جانے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عمران کی ایکٹنگ بڑی شاندار تھی۔ وہ قطعی ہوش میں تھا۔ اس نے یہ حرکت محض اسی لئے کی تھی کہ کسی طرح عمارت سے نکل سکے۔ اسے شاک ضرور لگا تھا مگر اتنا شدید نہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا۔ تھوڑی دیر کے لئے ضرور اس کا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ لیکن اب وہ پھر پہلے ہی کی سی توانائی محسوس کر رہا تھا۔ اور کسی وقت بھی انہیں متحیر کرنے کے لئے اچانک کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ اسے کس طرح یہاں سے نکلنا چاہئے؟.... وہ نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کئے پڑا یہی سوچتا رہا۔

دفعتاً کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک طویل قامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے جسم پر لمبا سیاہ کوٹ تھا جس کے کالر کانوں تک اٹھے ہوئے تھے اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک چھوٹا سا سوٹ کیس نظر آرہا تھا۔

"الفانسے!" تھریسیا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں مادام.... کاغذات حاصل کر لئے.... سسیرو سے اتنا بھی نہ ہو سکا!"

"تم آئے کب؟"

"کئی دن سے یہاں ہوں۔ اس دوران میں نالائق آدمیوں کی کارگزاریاں دیکھتا رہا۔"

"اوہ.... مگر یہ کون ہے۔ ارے یہ تو وہی ہے.... کیا ہوا؟...."

اس نے کوٹ کے کالر نیچے گرا دیئے تھے اور عمران کو گھور رہا تھا۔ یہ لمبوترا چہرہ اور عقاب کی چونچ کی سی ناک رکھتا تھا۔ آنکھیں بھوری اور چمکیلی تھیں! ہونٹ باریک اور ٹھوڑی معمول سے

بڑی تھی۔ بہر حال وہ خدوخال کے اعتبار سے ایک انتہائی درجہ اذیت پسند آدمی معلوم ہوتا تھا۔

"ہاں یہ عمران ہے!" تھریسیا بے دلی سے بولی" میں کوشش کر رہی تھی اس سے کاغذات کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ الیکٹرک شاک سے بے ہوش ہو گیا ہے۔"

عمران میک اپ میں نہیں تھا۔ شاید پہلی ہی بے ہوشی کی حالت میں تھریسیا نے اس کا چہرہ صاف کرا دیا تھا۔

"اسے ہر حال میں مر جانا چاہئے مادام...."

"ہوں!" تھریسیا نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔

"پہلے مجھے ہوش میں آجانے دو۔" عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ عمران کہنیاں ٹیک کر اٹھا اور میز ہی پر بیٹھا رہا۔ اس نے تھریسیا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ بہر حال اس نے دروازے قریب ایک اسٹول پر وہی سوٹ کیس رکھا ہوا دیکھا جس کے لئے وہ اب تک طرح طرح کے مصائب جھیلتا رہا تھا۔

دفعتاً اس نے کہا" یہ کس کا خیال ہے کہ مجھے اب مر جانا چاہئے؟"

اس نے ایک ایک کے چہرے پر جواب طلب انداز میں نظر ڈالی.... وہ سب خاموش رہے۔

تھریسیا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

دفعتاً الفانسے آگے بڑھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ عمران کے کانوں کی طرف بڑھائے۔

لیکن دوسرے ہی لحہ میں عمران کا سر اس کے سینہ پر پڑا اور وہ کئی گز پیچھے کھسک گیا۔

عمران چھلانگ لگا کر میز کے نیچے آگیا۔ بقیہ آدمی چاروں طرف پھیل گئے۔

"ٹھہرو!" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔" سب لوگ الگ رہیں--! الفانسے!.... اسے شاید اپنی طاقت اور مکاری پر بڑا گھمنڈ ہے۔ تم اسے سیدھا کرو۔"

سسیرو نے پھر برا سا منہ بنا کر کچھ کہنا چاہا۔ مگر پھر خاموش ہی رہا الفانسے اپنا اوور کوٹ اتار رہا تھا۔

"میز ایک طرف ہٹا دی جائے!" تھریسیا نے کہا۔

فوراً ہی تعمیل کی گئی۔ اب الفانسے کے جسم پر ایک قمیض اور پتلون رہ گئی تھی اور وہ کسی دیو کی طرح کھڑا عمران کو اس طرح گھور رہا تھا، جیسے اس بالشتئے نے اس کی توہین کی ہو۔ وہ عمران سے کہیں زیادہ لمبا اور توانا معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائے جیسے اسے بازوؤں میں لے کر اس وقت تک بھینچتا رہے گا جب تک کہ اس کا دم نہ نکل جائے.... وہ آگے بڑھا اور عمران سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔ بقیہ لوگ دور کھڑے تھے۔ اور تھریسیا میز سے ٹکی ہوئی تھی نہ جانے کیوں عمران کو خوفزدہ دیکھ کر اس کے چہرے سے اضطراب ظاہر

نے لگا تھا۔

عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتا رہا۔

دفعتاً الفانسے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور اس کی ٹانگوں سے نکل کر سوٹ کیس پر جھپٹا مارا۔ چشم زدن میں وہ کمرے سے باہر تھا اور الفانسے منہ کے بل فرش پر!

اس کے منہ سے نکلنے والی گالی دھاڑ میں تبدیل ہو گئی۔

"پکڑو!.... دوڑو.... سور کے بچو!" وہ خود بھی اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔

سب نکل گئے کمرے سے.... مگر تھریسیا بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں سے اطمینان مترشح تھا اور ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ.... لیکن دوسرے ہی لمحہ میں یہ مسکراہٹ غصے میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اس نے فائروں کی آوازیں سنی تھیں۔ اسے اپنے آدمیوں کی حماقت پر غصہ آ گیا۔ گو کہ یہ عمارت زیادہ آباد حصے میں نہیں تھی۔ پھر بھی اس قسم کی بداحتیاطی اس کی دانست میں خطرناک تھی۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ الفانسے اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"مادام.... پولیس.... جلدی کیجئے ورنہ شاید ہم گھر جائیں گے یا شاید گھر چکے ہوں۔"

اس کے ساتھ سسیرو بھی تھا۔

"کاغذات؟" تھریسیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گئے.... جلدی! وہ لوگ انہیں روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

الفانسے نے تھریسیا کا ہاتھ پکڑا اور وہ تینوں ایک طرف دوڑنے لگے۔ عمارت کا عقبی دروازہ بڑی جلدی سے کھولا گیا اور وہ باری باری سے باہر کود گئے۔ دور تک کھیتوں کے سلسلے تاریکی میں ڈوبے پڑے تھے۔

۱۲

عمران اپنے فلیٹ میں ایک پلنگ پر آنکھیں بند کئے چت پڑا تھا۔ کمرے میں جولیا نافٹز واٹر کے علاوہ تنویر اور ناشاد بھی موجود تھے۔

اچانک عمران نے لیٹے لیٹے چھلانگ لگائی.... اور فرش پر کھڑا ہو گیا۔

"ارے!" جولیا حیرت سے بولی.... "تمہارے پیر میں تو موچ تھی۔!"

"اب ٹھیک ہو گئی...." عمران نے بڑی سعادت مندی سے سر ہلا کر کہا۔

تنویر نے قہقہہ لگایا۔ ناشاد نے بھی دانت نکالے لیکن پھر اس طرح منہ بند کر لیا جیسے کسی غلطی کے ارتکاب سے خود کو بچایا گیا ہو۔

"دیکھو نا.... اب بالکل ٹھیک ہوں...." عمران نے دو تین بار پینترے بدلے۔

"تو خواہ مخواہ مجھے رات بھر بور کرتے رہے تھے؟" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا کرتا۔ اگر میں تم سے کہتا کہ یہیں رہ جاؤ تو تم تیار نہ ہوتیں۔"

"ارے! تو ہم نے کیا قصور کیا تھا؟" ناشاد چنگھاڑ کر بولا۔

یہ تینوں رات بھر جاگتے رہے تھے۔ عمران کچھ ایسے ہی دردناک انداز میں کراہتا کہ وہ اس کے لئے مغموم ہو جاتے۔ جولیا تو اس کے سرہانے ہی بیٹھی رہی تھی۔

پچھلی رات تنویر ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹھیک اس وقت اس عمارت کے قریب پہنچا تھا جب عمران وہاں سے سوٹ کیس لے کر نکل رہا تھا۔ غیر ملکی اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے اور یہیں سے یہ دلچسپ کھیل شروع ہوا تھا جس نے تھریسیا اور الفانسے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے پیچھے جھپٹنے والوں نے باہر نکلنا چاہا لیکن تنویر نے ان پر فائر کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے "پولیس" کا نعرہ بھی لگایا تھا۔ اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے رہے تھے۔ رہا عمران.... تو وہ ایسے میں کہاں ٹھہرنے والا تھا۔ ممکن ہے وہ آخری تصفیہ کے لئے رک بھی جاتا لیکن اس وقت کاغذات کی حفاظت مقدم تھی۔

وہاں سے وہ سیدھا جولیا کے ہوٹل میں آیا تھا۔ اور وہاں نہ جانے کیوں پاؤں میں موچ آ جانے کا بہانہ تراش بیٹھا تھا.... ہو سکتا ہے مقصد جولیا کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہونا رہا ہو۔ واقعی وہ الجھن میں پڑ گئی تھی کہ اس کے لئے کیا کرے۔ کیونکہ اب وہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ جولیا نے اسی سراسیمگی میں یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ وہاں تک کیسے پہنچا تھا۔ بہرحال وہ کسی نہ کسی طرح اسے اس کے فلیٹ تک لے آئی تھی۔ پھر عمران نے وہ اودھم مچایا، اتنی چیخ دھاڑ کی کہ جولیا کو رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ دوسری طرف تنویر کے ہاتھ صرف تین دیسی آدمی آ سکے غیر ملکی سب نکل گئے۔ بہرحال انہیں چونکہ شبہ تھا کہ عمران کاغذات لے کر بھاگا ہے اس لئے وہ پہلے تو جولیا کے ہوٹل گئے اور پھر عمران کے فلیٹ کی راہ لی۔ کیونکہ جولیا ہوٹل میں موجود نہیں تھی۔

یہاں عمران کی حالت عجیب تھی۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ پیر میں موچ نہیں ہے۔ اگر موچ ہوتی تو ورم بھی ہوتا۔ مگر وہ چیخ رہا تھا کہ اگر موچ نہیں ہے.... تو میں کھڑا کیوں نہیں ہو سکتا.... میرا پیر کیوں ٹوٹا جا رہا ہے۔؟

پھر ڈاکٹر کو یہ کہنا پڑا کہ ممکن ہے کوئی اور وجہ ہو اور جب تک اس نے تسلیم نہیں کر لیا کہ عمران شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہے۔ عمران نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا.... اس نے ایک انجکشن بھی لیا.... یہ اور بات ہے کہ وہ صرف ڈسٹلڈ واٹر ہی کا رہا ہو۔

بہرحال تنویر.... جولیا.... اور ناشاد رات بھر اس کی تیمارداری کرتے رہے۔ کاغذات

دوبارہ سر سلطان تک پہنچادیئے گئے تھے اور عمران کی حالت معلوم کر کے انہوں نے فون پر ان تینوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کی تیمارداری کریں!

اب اس وقت جب انہیں معلوم ہوا کہ عمران خواہ مخواہ پریشان کرتا رہا تھا تو انہیں بڑا غصہ آیا۔

ناشاد کہہ رہا تھا "اسے یاد رکھنا.... اور پھر اس وقت کچھ نہ کہنا جب میری باری آئے۔"

"خدا کرے جلدی سے باری آئے۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا "تمہاری دونوں ٹانگیں ٹوٹ جائیں.... اور میں تیمارداری کر کے بدلہ اتار سکوں.... آمین!"

"اگر میں نہ پہنچتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا پچھلی رات!" تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں کاغذات کی ہوا بھی نہ لگتی اور میں لکھ پتی ہو جاتا۔" عمران نے مسکرا کر کہا "مگر تم لوگوں کو نہ جانے کس گدھے نے اس محکمے کے لئے منتخب کیا ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ تھریسیا یا الفانسے کو پکڑ سکتے.... ارے پکڑا بھی تو انہیں جو میرے ایک اشارے پر ہتھکڑیوں کے لئے اپنے ہاتھ خود ہی پیش کر دیتے۔"

"بس ختم کرو!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ "آئندہ تم سے بات نہ کی جائے گی۔"

"ارے تم سب بیک وقت خفا ہو گئے۔ میں دعا کروں گا کہ خدا مجھے جلد تم لوگوں کی تیمارداری کا موقع دے.... خدا کرے تمہارے چیچک نکل آئے تاکہ میں رات بھر جاگ کر تمہاری دیکھ بھال کروں۔ خدا کرے تنویر کم از کم ایک ہفتے کے لئے اندھا ہو جائے تاکہ میں اس کی خدمت کر کے بدلہ اتار سکوں.... خدا کرے ناشاد...."

"بس خاموش رہو!" ناشاد دھاڑا.... "ورنہ میں تمہارے حلق میں گھونسہ اتار دوں گا۔"

"اچھا.... جاؤ...." عمران نے ٹھنڈی سانس لی، تم لوگوں کی وجہ سے میں ہمیشہ خسارے میں رہتا ہوں.... مگر.... ابھی.... کیا ہے.... الفانسے اور تھریسیا آسانی سے شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ ابھی ان کاغذات کی کوئی قیمت یا اہمیت نہیں ہے۔"

"کیوں؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے چچا ایکس ٹو سے پوچھنا.... مگر شاید اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو...."

"ارے جھک مار رہا ہے...." تنویر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

اور پھر وہ تینوں عمران کو برا بھلا کہتے ہوئے فلیٹ سے چلے گئے۔

عمران سیریز

الفانسے

تیسرا حصہ

پیش رس

سوال یہ ہے کہ ہر پیش لفظ میں کیا لکھا جائے ظاہر ہے کہ پیش لفظ کتاب ہی کے متعلق ہوتا ہے لیکن جب آپ خود ہی پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے لکھنا ہی فضول ہے۔ میں آج تک یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ پیش لفظ کیوں لکھے جاتے ہیں ویسے لکھ ضرور دیتا ہوں۔ یہی رسم چلی آرہی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ پیش لفظ تجارتی نقطۂ نظر سے بہت ضروری ہے تو یہ عرض کروں گا کہ آج تک میں نے کسی شریف آدمی کو بکسٹال پر کھڑے ہو کر پیش لفظ پڑھتے نہیں دیکھا۔ کتابیں خرید لینے کے بعد ہی پیش لفظ بھی پڑھے جاتے ہیں بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ سرے سے پڑھے ہی نہیں جاتے۔ مگر پھر بھی پیش لفظ لکھنے پر مجبور ہوں یہی ہوتا ہے آیا ہے۔ لہٰذا ہو کر رہے گا۔

مگر کیا لکھوں؟

یہ کہانی تو خیر آپ پڑھنے ہی جا رہے ہیں۔ اچھا خاص نمبر کے متعلق ہی سہی جو اس کے بعد کا شمارہ ہوگا۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ عام شماروں سے ہر حال میں مختلف ہو۔ ایک نئے ماحول اور نئے انداز کی کہانی پیش کرنے کا ارادہ ہے۔

اکثر حضرات کی فرمائش ہے کہ عمران سیریز میں سائنس فکشن بھی پیش کئے جائیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ سائنس فکشن کے لئے زیادہ صفحات درکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ عمران کی جوبلی نمبر میں سائنس فکشن ہی پیش کیا جائے۔

میں ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جو مجھے خطوط لکھتے رہتے ہیں...... کوشش یہی کی جاتی ہے کہ انہیں جواب لکھے جائیں لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نجی قسم کے خطوط کے جوابات جانے سے رہ جاتے ہیں لہٰذا مجھے مصروف سمجھ کر معاف کر دیں...

۲۸؍ فروری ۱۹۵۷ء

O

ایک دراز قد آدمی کچھ اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا جیسے بہت زیادہ پی گیا ہو۔ وہ زینے پر لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا ضرور لیتا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوورکوٹ تھا جس کے کالر سرے تک اٹھے ہوئے تھے اور پھر فلٹ ہیٹ کا گوشہ اس طرح پیشانی پر جھکا ہوا تھا کہ اس کی صورت نہیں دیکھی جا سکتی تھی۔

حالانکہ پیراماؤنٹ بلڈنگ میں لفٹ بھی موجود تھی لیکن نہ جانے کیوں اس نے زینوں کو لفٹ پر ترجیح دی تھی۔ کیا نشے کی حالت میں اس کے قدم خودکشی کی طرف بڑھ رہے تھے؟ کیا شراب نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا؟

اگر یہ پیراماؤنٹ بلڈنگ کا واقعہ نہ ہوتا تو لوگ اسے حیرت سے دیکھتے.... یہاں کسے اتنی فرصت تھی کہ اس کی اس عجیب و غریب حرکت پر غور کرتا یہ پیراماؤنٹ بلڈنگ تھی.... شہر کا سب سے بڑا تجارتی مرکز!

اس ہفت منزلہ عمارت میں سینکڑوں تجارتی دفاتر تھے۔ یہاں دن بھر آدمیوں کی ریل پیل رہتی تھی۔ اس کے باوجود بھی یہاں عجیب باتوں پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

طویل قامت آدمی اس انداز میں زینے طے کر رہا تھا۔ رات کے آٹھ بجے تھے لیکن اس وقت بھی عمارت کی کھڑکیوں میں روشنی نظر آرہی تھی یہاں بہتیرے دفاتر ایسے تھے جو دن رات کھلے رہتے تھے۔

طویل قامت آدمی تیسری منزل کی ایک راہداری میں مڑ گیا۔ لیکن اب وہ رک گیا تھا اس نے ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر چلنے لگا۔ لیکن اب اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ کی بجائے لنگڑاہٹ تھی۔ زینوں پر یہ لڑکھڑاہٹ معلوم ہوتی تھی۔ ایک فلیٹ کے دروازے پر وہ رکا۔ جس پر لگے ہوئے بورڈ پر تحریر تھا۔

"التھرے اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنسی!"

دراز قد آدمی نے گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اور ہلکی سی کراہ کے ساتھ دیوار سے لگ گیا۔ اندر سے دروازہ کھلتے ہی وہ پھر سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ دروازہ کھولنے والا ایک ۱۸ سالہ لڑکا تھا جس کے جسم پر چپڑاسیوں کی وردی تھی۔

دراز قد آدمی نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر دروازے سے باہر کھینچ لیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "بھاگ جاؤ.... چھٹی.... یہ لو۔ سیکنڈ شو دیکھنا!" اس نے جیب سے ایک مڑا تڑا نوٹ نکال کر لڑکے کی مٹھی میں بند کر دیا۔

"سلام صاحب!" لڑکے نے فوجیوں کے سے انداز میں اسے سلام کیا۔

"سلام! بھاگ جاؤ" دراز قد آدمی بھرائی ہوئی آواز میں ہنسا۔

لڑکا تیزی سے چلتا ہوا زینوں پر مڑ گیا۔ دراز قد آدمی فلیٹ میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اپنا اوور کوٹ اتارا۔ فلٹ ہیٹ اتار کر سٹینڈ پر پھینکی۔ اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ یہ ایک سفید فام غیر ملکی تھا دوسرے کمرے میں داخل ہو کر اس نے ٹائپ رائٹر پر جھکی ہوئی لڑکی کو جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ اونگھ رہی تھی۔

"کیا تم یہاں سونے کے لئے آئی ہو۔" لمبے آدمی نے غرا کر کہا۔

"نہیں! مسٹر التھرے.... مجھے افسوس ہے۔" لڑکی خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ دراز قد آدمی نے ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دس کا ایک نوٹ کھینچتا ہوا بولا۔ "جاؤ.... چھٹی.... سیکنڈ شو دیکھنا۔"

لڑکی متحیر رہ گئی۔ یہ ایک چھوٹے قد کی معصوم صورت یوریشین لڑکی تھی۔

"میں نہیں سمجھی جناب!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم چھٹی نہیں سمجھتیں.... جاؤ.... آج اوور ٹائم نہیں ہوگا۔" اس نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر التھرے.... پلیز۔" لڑکی نوٹ لے کر اپنا وینٹی بیگ سنبھالنے لگی۔ دفعتاً اس کی نظر فرش پر پڑی جہاں التھرے کھڑا تھا۔ اور وہ ہونٹ سکوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"خون.... مسٹر التھرے".... وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "آپ زخمی ہیں.... مسٹر التھرے.... آپ کا پیر۔"

پھر اس کی نظر التھرے کی ران پر جم گئی جہاں پتلون میں ایک سوراخ تھا۔ اور اس کے گرد خون کا ایک بڑا سا دھبہ....

"اوہ.... یہ کچھ نہیں۔" التھرے مسکرایا۔ "میں زخمی ہو گیا ہوں۔" اس کی گھنی مونچھیں ہونٹوں کو ڈھکے ہوئے تھیں۔ گالوں کے پھیلاؤ سے لڑکی کو اس مسکراہٹ کا احساس ہوا تھا۔

"کیا میں کچھ خدمت کر سکتی ہوں۔" لڑکی نے کہا۔ وہ بہت زیادہ متاثر نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رو دے گی۔

گھنی مونچھوں سے التھرے کے سفید دانتوں کی قطار جھانکنے لگی وہ ہنس رہا تھا۔ "تم بہت کمزور دل کی معلوم ہوتی ہو۔ میری مدد نہیں کر سکو گی۔ میری ران میں ریوالور کی گولی موجود ہے اسے میں خود ہی نکال لوں گا.... تم جاؤ!"

"میں ڈاکٹر کو فون کر دوں۔"

"نہیں.... بے بی.... تم جاؤ.... میں خود بھی کسی ڈاکٹر سے مدد لے سکتا تھا.... لیکن...."

"جھگڑا ہوا تھا۔"

"نہیں!" التھرے نے خشک لہجے میں کہا۔ غالباً وہ لڑکی کے سوالات سے اکتا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اب وہ چلی ہی جائے وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔ "یہ ایک اتفاقیہ حادثے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میں یہاں آنے کی بجائے پولیس اسٹیشن جاتا.... ہم نشانہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ مگر تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی۔"

"اوہ نہیں مسٹر التھرے.... مگر آپ تنہا ہیں.... اکیلے آپ کیا کر سکیں گے کس طرح گولی نکالیں گے۔"

"اچھا تم کیا کر سکو گی۔"

"میں ایک تربیت یافتہ نرس ہوں.... مسٹر التھرے!"

"تعجب ہے۔" التھرے کی آنکھوں سے شبہ جھانکنے لگا۔ "تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا۔ تم تو ایک اسٹینو گرافر ہو۔"

"جی ہاں! شارٹ ہینڈ میں نے اس پیشے کو ترک کرنے کے بعد سیکھا تھا۔"

"اچ.... چھا.... آؤ.... میں دیکھوں گا کہ تم میری کیا مدد کر سکتی ہو"

تیسرے کمرے کی ایک الماری کھول کر التھرے نے فرسٹ ایڈ کا سامان نکالا۔ اسی کے ساتھ جراحی کے کچھ آلات بھی برآمد ہوئے جنہیں لڑکی نے ایک برتن میں ڈال کر ہیٹر پر رکھ دیا۔

"مگر مسٹر التھرے!.... گولی کون نکالے گا!"

"میں نکالوں گا۔" التھرے مسکرایا۔

"مجھے حیرت ہے.... آپ ہم لوگوں کی طرح عام آدمی معلوم نہیں ہوتے!"

"اوہ.... نہیں تو...." التھرے ہنسنے لگا۔

وہ زخم کھول چکا تھا جس سے اب بھی خون بہہ رہا تھا۔ لڑکی نے اسے حیرت سے دیکھا اور التھرے کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی لیکن وہ پر سکون نظر آرہا تھا۔ لڑکی کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"سوزی! تم متحیر ہو؟" التھرے نے پھر قہقہہ لگایا۔ "میرا سارا جسم زخموں سے داغدار ہے۔ پچھلی جنگ میں میرے جسم کا قیمہ بن گیا تھا۔ پھر بھی میں نے ڈاکٹروں کو متحیر کر کے چھوڑا۔ ان کا خیال تھا کہ میرے جسم میں کوئی خبیث روح موجود ہے۔ اگر شریف روح ہوتی تو کبھی کی پرواز کر چکی ہوتی۔"

سوزی متحیرانہ انداز میں صرف سنتی رہی کچھ بولی نہیں۔ التھرے نے کھولتے ہوئے پانی کے برتن سے ایک چمٹی نکالی اور سوزی اس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی پتھر کا ہے یا فولاد کا.... وہ اتنے ہی انہماک کے ساتھ زخم سے گولی نکالنے میں مشغول تھا جیسے ہتھیلی میں چبھی ہوئی کسی پانس کو سوئی سے کرید رہا ہو۔ گولی کے نکلنے میں دیر نہیں لگی۔ التھرے آواز سے ہنس رہا تھا سوزی کو یہ ہنسی کچھ ہذیانی قسم کی معلوم ہوئی۔ بالکل ایسی ہی جیسے شدت درد سے کراہیں نہ نکلی ہوں قہقہے پھوٹ پڑے ہوں۔

"اب تم اپنا کام شروع کر دو!" اس نے کہا۔

"مگر جناب! آپ کے فرسٹ ایڈ میں مرکری کروم کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔"

"وہی چلنے دو۔ پرواہ مت کرو۔ میں اس وقت کہیں نہیں جا سکتا اور نہ ڈاکٹر کو طلب کر سکتا ہوں۔" سوزی زخم کی ڈریسنگ کرنے لگی۔ مگر اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے نہ جانے کیوں اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ کسی خبیث روح کے چکر میں پڑ گئی ہو۔

ڈریسنگ ہو جانے کے بعد التھرے نے سوزی سے کہا...."لڑکی میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اسے ابھی سے نوٹ کر لو کہ میں یورپ کے دورے پر جاتے وقت تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس سے تمہارے تجربات میں اضافہ ہوگا۔"

"میں شکریہ ادا کرتی ہوں! مسٹر التھرے!" سوزی نے خادمانہ انداز میں کہا۔

"مگر دیکھو.... تم میرے زخمی ہو جانے کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گی.... اس سے خدشہ ہے کہ میرا وہ دوست مصیبت میں پھنس نہ جائے.... جس کی گولی سے میں زخمی ہوا تھا۔"

"میں کسی سے بھی تذکرہ نہیں کروں گی جناب!"

"شکریہ!.... اب تم جا سکتی ہو۔"

سوزی مزید کچھ کہے بغیر فلیٹ سے نکل آئی...... نہ جانے کیوں اس کے ذہن پر ایک انجانا سا خوف مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

O

عمران کے اس فون کی گھنٹی بجی، جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری میں درج نہیں تھے۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا دوسری طرف سے بولنے والی جولیانا فٹز واٹر تھی۔

"تنویر بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے جناب!"

"کیسے.... کس طرح؟"

سراج گنج کی ایک تاریک گلی میں اسے چند نامعلوم آدمیوں نے گھیر لیا۔ غالباً وہ اسے پکڑ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن تنویر نے فائرنگ شروع کر دی جواب میں ان لوگوں نے بھی گولیاں چلائیں تنویر کے دونوں بازو زخمی ہو گئے ہیں اور وہ اس وقت سول ہسپتال میں ہے۔ غالباً اب پولیس اس کا بیان لینے کے لئے پہنچ گئی ہو گی۔"

"کیا تنویر حملہ آوروں میں سے کسی کو پہچان سکا تھا؟"

"نہیں جناب! گلی تاریک تھی۔ یہ اس کا خیال ہے کہ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو ضرور زخمی کیا ہے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس نے کراہنے اور سسکنے کی آوازیں سنی تھیں!"

"اس کے زخموں کی حالت مخدوش تو نہیں ہے۔"

"نہیں جناب! وہ ہوش میں ہے۔"

"تم کہاں سے بول رہی ہو؟"

"سول ہسپتال سے!"

"اچھا تو اسے سمجھا دو کہ اس کا بیان غیر واضح اور مبہم ہونا چاہئے...... بلکہ اگر وہ بڑی رقم لٹ جانے کی کہانی سنائے تو اور اچھا ہے۔"

"بہت بہتر جناب!.... بیان ہو جانے کے بعد میں پھر فون کروں گی۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے ریسیور رکھ کر ایک طویل انگڑائی لی اور اس طرح منہ چلاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا جیسے دھوکے سے کوئی کڑوی یا کسیلی چیز کھا گیا ہو۔ اس نے اپنے نوکر سلیمان کو آواز دی چونکہ وہ تقریباً دو گھنٹے تک خاموش بیٹھا رہا تھا اس لئے اب اس کی زبان میں کلبلاہٹ شروع ہو گئی تھی۔

سلیمان آ گیا۔

"ابے وہ تو نے اپنے دادا کا نام کیا بتایا تھا۔ میں بھول گیا۔" عمران اس طرح بولا جیسے یادداشت پر زور دے رہا ہو۔

"کیا کیجئے گا یاد کر کے....!" سلیمان نے بیزاری سے کہا۔

"صبر کروں گا یاد کر کے.... تو بتاتا ہے کہ یا ہم سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نالائق!"

"گلزار نام تھا!"

"کیا داڑھی گلاب کے پھول کی شکل کی تھی؟"

"نہیں تو.... ویسی ہی تھی.... جیسی سب کی ہوتی ہے۔"

"ابے تو پھر گلزار کیوں نام تھا؟" عمران غصیلی آواز میں دہاڑا۔

"میں نہیں جانتا.... آپ میرے دادا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں!"

"اچھا.... چل چھوڑ دیا.... پردادا کا کیا نام ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"ابے تجھے اپنے پردادے کا نام نہیں معلوم۔"

"میرا پردادا تھا ہی نہیں۔" سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تب پھر تجھ سے زیادہ بد نصیب آدمی روئے زمین پر نہ ملے گا۔"

"صاحب ہانڈی جل رہی ہے.... مجھے جانے دیجئے!"

"اچھا بے ہمیں الو بناتا ہے کیا کاغذ کی ہانڈی ہے کہ جل جائے گی۔!"

"صاحب!" سلیمان اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا کہتا ہے؟"

"میرا حساب کر دیجئے.... میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔"

"حساب...." عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "حساب! اچھا کاغذ پنسل لے کر ادھر بیٹھ۔"

"مجھے لکھنا نہیں آتا!"

"اچھی بات ہے.... جب لکھنا آ جائے تو مجھے بتانا.... میں حساب کر دوں گا۔"

پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی اور یہ سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔

عمران نے کمرے میں جا کر کال ریسیو کی۔ فون جولیا ہی کا تھا۔

"اِٹ از جولیا سر!"

"کیا خبر ہے؟"

"تنویر کا بیان ہو چکا ہے اس نے یہی لکھوایا ہے کہ اس کے پرس میں ڈیڑھ ہزار روپے تھے جو چھین لئے گئے۔"

"ٹھیک ہے.... لیکن سنو! تم سبھوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"ہم ہر وقت محتاط رہتے ہیں جناب! اگر محتاط نہ ہوتے تو تنویر کی رپورٹ غالباً آسمان سے اترتی۔ احتیاط اور حاضر دماغی ہی کی وجہ سے وہ بچ گیا ہے۔"

"خیر.... ہاں دیکھو.... تمہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ تھریسیا اور الفانسے اب شہر میں نہیں ہیں.... یہ لوگ دھن کے پکے ہیں۔ یا تو کاغذات حاصل کریں یا اپنی جانیں دے دیں گے۔"

"تو کیا تنویر پر کیا جانے والا حملہ انہیں سے منسوب کیا جائے گا؟"

"ممکن ہے کہ یہ حملہ انہیں کی طرف سے ہوا ہو۔"

"پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے؟"

"فی الحال اس بے تکے سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

O

سوزی حسبِ معمول دوسری صبح آفس پہنچی۔ لیکن التھرے اپنی میز پر موجود نہیں تھا۔ سوزی نے سوچا کہ اب اس کے پیر کی تکلیف بڑھ جائے گی لہٰذا وہ اپنی مسہری سے ہلنے کی بھی ہمت نہ کر سکے گا۔ مگر پھر آفس کس نے کھولا؟ یہاں ملازم صرف تین تھے۔ ایک سوزی خود.... دوسرا ایک کلرک اور تیسرا چپڑاسی! التھرے کا رہائشی کمرہ بھی اسی فلیٹ میں تھا اور وہ وہاں تنہا رہتا تھا۔ لہٰذا آفس وہی کھولتا تھا۔ یہ تینوں ملازم باہر سے آتے تھے۔

فلیٹ میں چار کمرے تھے دو کمرے التھرے نجی طور پر استعمال کرتا تا دو آفس کے لئے تھے۔

سوزی اپنے کمرے میں بیٹھ گئی کلرک ابھی نہیں آیا تھا اس نے چپڑاسی سے پوچھا" صاحب

کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں ہوں گے۔"

"آفس کس نے کھولا تھا؟"

"صاحب نے!"

چونکہ اسے پچھلی رات کھسکا دیا گیا تھا اس لئے وہ سوزی کو شبے کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اور سوزی خواہ مخواہ دل ہی دل میں شرما رہی تھی وہ محسوس کر رہی تھی کہ چپڑاسی اسے آج اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا۔

کچھ دیر بعد کلرک بھی آ گیا لیکن التھرے کی میز خالی ہی رہی۔ کلرک نے اسے ٹائپ کرنے کیلئے کچھ کاغذات دیئے اور سوزی کام میں مشغول ہو گئی!

کلرک ایک نوجوان دیسی عیسائی تھا۔ وہ اچھی صحت رکھتا تھا اور قبول صورت بھی تھا۔ اکثر وہ سوزی کے ساتھ ہی شامیں گزارتا تھا۔

لنچ کے وقفے میں شاید چپڑاسی نے کلرک کو پچھلی رات کا واقعہ بتایا تھا۔ سوزی نے یہی محسوس کیا۔ کیونکہ لنچ کے بعد سے اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

التھرے اندر ہی تھا اور اس نے چپڑاسی سے کہلوا دیا تھا کہ آج اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے آفس ایک گھنٹہ پہلے ہی بند کر دیا جائے۔ ساتھ ہی چپڑاسی نے بہانگ دہل یہ بھی کہا کہ التھرے کی ہدایت کے بموجب سوزی کو وہیں رکنا ہو گا۔ کلرک نے پھر سوزی کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا۔

"کل بھی تم رکی تھیں؟" اس نے کہا۔

"ہاں کل بھی رکی تھی۔"

"کیوں؟"

جرح کا یہ انداز شاید سوزی کو پسند نہیں آیا تھا۔ اس لئے برا سا منہ بنا کر کہا "کیا میں اس کا جواب دینے پر مجبور ہوں۔"

"اوہ! نہیں تو!" کلرک سٹپٹا گیا اسے نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سوزی کی آنکھیں بلیوں کی آنکھوں سے مشابہ ہوں۔ حالانکہ اسے اس کی آنکھیں بہت اچھی لگتی تھیں اور ان کے تصور کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں لاتعداد کنول کھل اٹھتے تھے۔ کنول جو حسن اور پاکیزگی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

سوزی اب بھی اسے جواب طلب نظروں سے گھور رہی تھی کلرک اپنے کام میں مشغول ہو

چکا تھا مگر اس کے چہرے پر اب بھی ملال کا غبار دیکھا جا سکتا تھا۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے وہ اپنی میز سے اٹھ گیا۔ باہر جاتے وقت اس نے سوزی کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا اور سوزی سوچنے لگی تھی آخر یہ لوگ جان پہچان اور دوستی کے معنی غلط کیوں لیتے ہیں۔ وہ اس کے اس رویہ کا مطلب اچھی طرح سمجھتی تھی۔ لیکن اس کی دانست میں ان کا ملنا جلنا ان حدود میں ابھی تک داخل نہیں ہو سکا تھا جہاں طرفین ایک دوسرے پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ سوزی اس وقت زیادہ جھلا گئی جب اس نے رخصت ہوتے وقت چپڑاسی کی آنکھوں میں بھی وہی سوال پڑھا۔

"جہنم میں جاؤ۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

یہ حقیقت ہے کہ وہ التھرے تک پہنچنے کے لئے بے چین تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ پچھلی رات کا دلیر آدمی اب کس حال میں ہے وہ جانتی تھی کہ اب اس میں بستر سے ہلنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی ہو گی۔

اس نے بیرونی دروازہ بند کیا اور التھرے کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ صبح اس خیال سے وہاں نہیں گئی تھی کہ ممکن ہے التھرے اسے ناپسند کرے۔ ویسے اس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ التھرے اس کی مدد کے بغیر پٹیاں بھی تبدیل نہ کر سکے گا۔ پچھلی رات تو چوٹ تازہ تھی مگر اب اس کی ہمت بھی ساتھ دینے سے قاصر ہو گی۔

کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے ہلکی سی دستک دی۔

"آ جاؤ!" اندر سے التھرے کی آواز آئی۔

لیکن وہ اندر پہنچ کر ایک بار پھر متحیر ہو گئی۔ کیونکہ التھرے اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے شائد ٹہل رہا تھا۔

سوزی کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اور سوزی کچھ بوکھلا سی گئی۔

"میں دراصل.... پٹی تبدیل کرنا چاہتی ہوں.... اور زخم بھی اگر دھل جائے تو بہتر ہے۔"

"شکریہ!" التھرے ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "بیٹھ جاؤ! میں زخم بھی دھو چکا ہوں اور پٹی بھی تبدیل ہو گئی ہے۔"

"آپ سچ مچ کمال کرتے ہیں۔" سوزی نے کہا

"میں نے تمہیں اس وقت ایک ضرورت سے روکا ہے۔"

"فرمائیے!"

"میرا ایک خط میری بیوی تک پہنچا دو۔"

"بیوی!" وہ حیرت سے دہرا کر رہ گئی۔

"ہاں کیوں؟" التھرے مسکرایا۔ "اس میں متحیر ہونے کی کیا بات ہے!"

"اوہ.... جناب میں ابھی تک یہ سمجھتی تھی کہ آپ کنوارے ہوں گے۔"

"یہ غمناک کہانی ہے.... بے بی!"

"اوہ...." سوزی ہونٹ سکوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

وہ مجھ سے خفا ہو گئی ہے.... مجھے پسند نہیں کرتی.... اسے ایسے مرد پسند ہیں جو شائستہ ہوں.... شاعرانہ مزاج رکھتے ہوں.... اسے ایسے مرد پسند ہیں جو میری طرح وحشی نہ ہوں۔ اگر ان کی ٹانگ میں بھی ریوالور کی گولی لگے تو اسی جگہ ٹھنڈے ہو جائیں ہاں بے بی....!" التھرے کی آواز غمناک ہو گئی۔

"مجھے حیرت ہے جناب کہ مسز التھرے کس قسم کی عورت ہیں۔" سوزی نے کہا۔ "نہ جانے وہ عورتیں کیسی ہیں جنہیں زنانہ اوصاف کے مرد پسند ہیں۔"

"ایسی بھی ہوتی ہیں بے بی.... میں انہیں عورتیں کہنے کو تیار ہی نہیں۔"

"آپ مجھے خط دیجئے.... میں پہنچا دوں گی۔"

"شکریہ سوزی...." التھرے بولا۔ "میں اب یہ جھگڑا ہی ختم کر دینا چاہتا ہوں میں اسے آخری خط بھیج رہا ہوں۔ کیوں کیا خیال ہے تمہارا۔ اگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی تو قانونی طور پر علیحدگی ہی بہتر ہو گی۔"

"اوہ.... نہیں! اگر سمجھوتہ ہو جائے تو بہتر ہے۔" سوزی نے کہا۔

"نہیں جو آدمی ہمارے درمیان آ گیا ہے اسے راستے سے ہٹائے بغیر یہ ناممکن ہے.... لیکن میری نظروں میں قانون کا احترام بہت زیادہ ہے.... میں اسے قتل نہیں کر سکتا۔"

دفعتاً سوزی مسکرائی اور بولی "حکمت عملی جناب.... قتل کی کیا ضرورت ہے کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ تشدد کے بغیر ہی آپ دونوں کے درمیان سے ہٹ جائے۔"

نہیں!" التھرے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ مگر ٹھہرو۔ اگر کوئی عورت ان دونوں کے درمیان آ جائے.... تو.... شائد دیکھو.... بے بی.... مجھے حیرت ہوتی ہے سلونا پر.... میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ نامعقول آدمی اسے اتنا کیوں پسند ہے۔ ارے وہ بالکل احمق ہے اسے کسی بات کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ وہ سبز پتلون پر سرخ قمیض پہنتا ہے۔ زرد ٹائی لگاتا ہے اور نیلا فلٹ ہیٹ.... کسی سرکس کا مسخرہ معلوم ہوتا ہے نہ اس کے جسم

میں قوت ہے اور نہ کھوپڑی میں مغز!"

"سچ مچ!" سوزی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"ہاں بے بی۔ میں غلط نہیں کہہ رہا اور وہ ایک دیسی ہے یورپین بھی نہیں۔"

"تب تو شاید۔ معاف کیجئے گا۔ مجھے مسز التھرے صحیح الدماغ نہیں معلوم ہوتیں۔"

"مگر سوزی۔ وہ بہت خوبصورت ہے۔ میں اسے بہت چاہتا ہوں۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہوں؟"

"تم کیا کر سکو گی؟" التھرے تشویش کن لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے اس آدمی کا پتہ بتائیے! شاید میں کچھ کر سکوں۔"

"ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ میرا خیال ہے کہ تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔" التھرے ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے.... مگر میں اسے برا سمجھتا ہوں کیونکہ تم ایک شریف لڑکی ہو۔"

"میں اپنی حفاظت بخوبی کر سکتی ہوں مسٹر التھرے.... اور میری شرافت بھی برقرار رہ سکتی ہے لیکن یہ بہت بڑا کام ہو گا۔ اگر میری وجہ سے آپ دونوں کی ازدواجی زندگی پر مسرت گزر سکے۔"

"شکریہ! بے بی!"

"اب آپ مسز التھرے کو آخری خط لکھنے کا ارادہ ترک کر دیجئے۔"

"نہیں بے بی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"آپ مجھ پر اعتماد کیجئے میں ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسے آپ کے راستے سے ہٹا دوں گی۔"

"کیسے ہٹا دو گی....؟"

اوہ.... آپ اعتماد کیجئے نا مجھ پر.... میں نرس بھی رہ چکی ہوں۔ شاید میں مختلف مردوں کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ انہیں کس طرح شکست دی جا سکتی ہے۔"

"لیکن اگر تم اپنا کوئی نقصان کر بیٹھیں تو مجھے گہرا صدمہ ہو گا۔"

"آپ فکر نہ کیجئے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

"اچھا بے بی!" التھرے نے ایک طویل سانس لی۔ ایک لحظہ خاموش رہا اور پھر بولا۔ "تم اس سے فی الحال دوستی کر لو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے.... آپ مجھے اس کا نام اور پتہ تو بتائیے۔"

"اس کمبخت کا نام ہی تو مجھے یاد نہیں رہتا۔" التھرے نے کہا۔ "مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ

ہر شام ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ضرور ہوتا ہے۔ زیادہ تر اپنی میز پر تنہا نظر آتا ہے!.... ارے وہ صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے۔ بے بی اور ہمیشہ بے ڈھنگے کپڑے پہنتا ہے۔"

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کلب میں ایسے کسی آدمی کو کبھی نہ کبھی ضرور دیکھا ہے۔"

"دیکھا ہوگا.... وہ ہزاروں میں بھی پہچانا جا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے.... جناب.... آپ مطمئن رہئے۔"

"میں ہمیشہ تمہارا مشکور رہوں گا.... مگر ہاں دیکھو.... اب تم آفس نہ آنا.... اس معاملے کو ختم کرنے کے بعد ہی تم یہاں آنا ورنہ ہو سکتا ہے کہ...."

"ارے.... اگر وہ احمق ہی ہے تو اتنی دوا دوش کہاں کر سکے گا کہ میرے متعلق اسے کچھ معلوم ہو جائے؟"

"سلوانا بہت ذہین ہے بے بی.... اگر اسے شبہ بھی ہو گیا کہ تمہارا کوئی تعلق مجھ سے ہے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

"سلوانا.... نام ہے مسز التھرے کا؟"

"ہاں.... اس کا نام بھی کتنا پیارا ہے کیوں!" التھرے نے والہانہ انداز میں کہا.... پھر اس طرح ہنسنے لگا جیسے اس سے کوئی حماقت سرزد ہوئی ہو۔

"اچھی بات ہے۔ میں یہاں نہیں آؤں گی۔ مگر میرا کام کون کرے گا!"

"کوئی دوسرا آجائے گا تم اس کی فکر نہ کرو۔ بس اس سے کسی نہ کسی طرح دوستی کر لو اور ٹھہرو!" وہ اٹھ کر میز کی طرف گیا۔ اس کی دراز کھولی اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سوزی کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ رکھ لو بے بی۔ تمہارے کام آئیں گے۔"

سوزی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اگر وہ سارے سو سو کے نوٹ تھے تو وہ گڈی کم از کم پانچ ہزار کی ہی ہو سکتی تھی!

"یہ تو بہت بڑی رقم معلوم ہوتی ہے جناب...." سوزی نے حیرت سے کہا۔

"سلوانا کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے میں اپنی ساری دولت صرف کر سکتا ہوں.... تم اسے رکھو.... اس کا کوئی حساب تم سے نہیں طلب کیا جائے گا۔"

"یہ بہت ہے جناب! اسے آپ رکھئے.... جب ضرورت ہوگی! طلب کر لوں گی۔"

"نہیں تم ہی رکھو.... مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے!"

"اعتماد کے لئے میں شکر گزار ہوں جناب!"

O

جولیا نافٹز واٹر نے ایکس ٹو کے پرائیویٹ نمبر ڈائل کئے اور دوسری طرف سے آواز آئی.... "ہیلو!"

"جولیا اسپیکنگ سر!"

"ہاں کیا بات ہے؟"

"تنویر کی حالت بہتر ہے۔"

"دیکھو! ہوشیار رہو! الفانسے اور تھریسیا یہاں سے گئے نہیں! یہیں ہیں میرا خیال ہے کہ ان کا گروہ ٹوٹ چکا ہے۔ لیکن وہ دونوں ابھی تک کٹے ہوئے پتنگوں کی طرح یہیں ہچکولے لے رہے ہیں اور یہ تم جانتی ہی ہو کہ جھنڈ سے بچھڑے ہوئے بھیڑیئے کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں جناب! پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"تھریسیا کو تلاش کرو۔"

"آپ نے بتایا تھا کہ وہ پچھلی بار میک اپ میں نہیں تھی۔"

"ہاں! میرا خیال ہے وہ کبھی میک اپ میں نہیں رہتی۔ جب عمران نے اسے پہچان لیا تھا تو تم بھی پہچان سکو گی.... مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے!"

"کیوں؟"

"اس کے چہرے کی بناوٹ عجیب ہے اور اس سے وہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اگر وہ یونہی اپنا نچلا ہونٹ تھوڑا سا بھینچ لے تو تم قیامت تک اسے نہیں پہچان سکتیں۔ اس تھوڑی سی تبدیلی کا اثر اس کے سارے چہرے پر پڑے گا۔"

"کیا یہی وجہ ہے کہ وہ بچی پھرتی ہے۔"

"قطعی.... یہی وجہ ہے۔"

"پھر اسے تلاش کر لینا آسان کام نہیں ہے۔"

"کچھ مشکل نہیں ہے.... تھوڑا صبر کرو.... مجھے تھریسیا سے زیادہ الفانسے کی فکر ہے اور وہ دوسرا آدمی سیسرو...."

"تو پھر ہم فی الحال خاموش بیٹھیں؟"

"بالکل.... ضرورت سمجھی تو تمہیں مطلع کیا جائے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس بار میں دوسرے ذرائع اختیار کروں۔"

"کیا عمران....!"

"ہاں.... ممکن ہے.... اچھا بس...." دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

O

سوزی دل کی بری نہیں تھی۔ اس نے اس کا ذمہ محض اس لئے لیا تھا کہ التھرے اور سلوانا کے تعلقات پھر بہتر ہو جائیں۔ اس کی دانست میں وہ آدمی گنہگار تھا جو ان دونوں کے درمیان میں آگیا تھا لہٰذا وہ اسے ہر طرح سے زک دینا جائز سمجھتی تھی۔

وہ اسی کے متعلق سوچتی ہوئی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں پہنچی، اس کی وینٹی بیگ میں ایک ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ اس سے پہلے وہ شائد دو یا تین بار یہاں آئی تھی کیونکہ یہاں ذی حیثیت آدمیوں کے علاوہ دوسروں کا گزر مشکل ہی تھا۔ لیکن وہ سوچ کر آئی تھی کہ آج ہی کلب کی مستقل ممبر بھی بن جائے گی۔

وہ منیجر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سوزی کو کچھ دیر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا پڑا۔ منیجر کی آمد پر وہ کچھ مایوس سی ہو گئی۔ کیونکہ ممبر بننے کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ کم از کم دو پرانے ممبروں سے شناسائی ضرور ہو۔

"مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔" سوزی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "میں ابھی حال ہی میں ملایا سے یہاں آئی ہوں۔"

"دیکھئے.... یہاں اجنبی بھی آتے ہیں۔ اکثر ایسے بھی آتے ہیں جو آج آئے پھر برسوں کے بعد ہی ان کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر وہ لوگ ان سہولتوں سے محروم رہتے ہیں جو مستقل ممبروں کو حاصل ہیں اور وہ سہولتیں کسی کی ضمانت کے بغیر دی ہی نہیں جاسکتیں۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ ممبری کے فارم پر کم از کم دو پرانے ممبروں کی سفارش ہو.... یعنی وہ سفارش کرنے والے دراصل ضامن ہوتے ہیں!"

"اگر میں نقد ضمانت ادا کر دوں تو!"

"اوہ یقیناً.... یقیناً.... جب آپ کی ممبری ختم ہو گی ضمانت واپس کر دی جائے گی۔"

"رقم بتائیے!"

"صرف پانچ سو.... دیکھئے.... یہ دراصل ضابطے کی کارروائیاں ہیں۔ ورنہ یہاں سبھی معزز لوگ ہیں۔ غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔"

سوزی اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے سو سو کے پانچ نوٹ نکال چکی تھی منیجر نے اس کا شکریہ ادا کر کے پانچ سو کی رسید دی اور ممبری کا فارم بڑھاتا ہوا بولا "آپ یہاں کی زندگی کو دلچسپ پائیں گی۔ ملایا سے تشریف لائی ہیں آپ!"

"جی ہاں.... مگر دیکھئے.... میں یہاں کسی سے واقف نہیں ہوں اور یہ میری عادت کے خلاف ہے کہ بغیر کسی تعارف کے خود سے جان پہچان پیدا کروں!"

"اوہ آپ اس کی فکر نہ کیجئے.... میں یہاں کے بہترین ممبروں سے آپ کا تعارف کراؤں گا۔"

"شکریہ!" سوزی نے کہا اور فارم کی خانہ پری کرنے لگی پھر اپنے دستخط کئے۔ منیجر نے فارم لے کر ایک نظر ڈالی اور اسے رجسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔ "شکریہ"

"مگر دیکھئے میں اپنے گرد زیادہ بھیڑ نہیں پسند کرتی۔ کسی ایک آدمی سے تعارف کرا دیجئے جو بہت دلچسپ ہو۔ میں صرف تفریح چاہتی ہوں۔"

"اوہ!" منیجر ہونٹ سکوڑ کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر پلکیں جھپکاتا ہوا مسکرایا۔

"کیا آپ کسی بیوقوف آدمی سے ملنا پسند کریں گی۔"

سوزی کا دل دھڑکنے لگا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام تھا جس کا بیڑا اس نے اٹھایا تھا۔ بیوقوف آدمی کا نام سنتے ہی اس کے جسم میں ہلکی سی تھرتھری پیدا ہو گئی۔ لیکن اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "میں نہیں سمجھی۔"

"ایک ایسا آدمی جس کی باتوں پر آپ ہنستی رہیں گی۔"

"اوہ ضرور۔ ضرور.... مگر کیا وہ بیوقوف ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا.... ویسے بیوقوف ہی معلوم ہوتا ہے!"

"ضرور ملایئے! اس سے.... پھر بعد کو تو دوسروں سے بھی جان پہچان ہو ہی جائے گی۔"

"چلئے! میرا خیال ہے کہ وہ آ ہی گیا ہوگا۔ آج کل نہ جانے کیوں روزانہ آرہا ہے!"

سوزی نے کچھ اور پوچھنا چاہا لیکن خاموش ہی رہی۔ وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی عورت بھی ہوتی ہے یا وہ تنہا ہوتا ہے۔

وہ ڈائننگ ہال میں آئے۔ منیجر نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں "ابھی نہیں آیا مگر میرا خیال ہے کہ ضرور آئے گا۔ آج کل ناغہ نہیں کرتا۔ آیئے! ادھر بیٹھئے!"

وہ دونوں بیٹھ گئے اور منیجر نے مسکرا کر کہا "میں پہلی بار ہر نئے ممبر کی دعوت ضرور کرتا ہوں.... یہ رہا مینو...."

"اوہ! شکریہ! مگر میں کھانا تو کھا چکی ہوں۔"

"پھر کیا پیئیں گی آپ!"

"میرا خیال ہے کہ کافی بہتر رہے گی۔ میں شراب بالکل نہیں استعمال کرتی۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے.... مجھے بہت خوشی ہوئی۔"

اس کے بعد وہ ملایا کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ممکن ہے سوزی کبھی ملایا میں بھی رہی ہو۔ ورنہ وہ اتنی صفائی سے اپنے متعلق جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرتی۔

دفعتاً منیجر نے کہا "وہ آگیا۔"

سوزی کی نظر صدر دروازے کی طرف اٹھی۔ ایک خوشرو نوجوان اندر داخل ہوا تھا۔ لیکن التھرے کے بیان کے مطابق اس کے لباس میں کسی قسم کی بدوضعی نظر نہیں آئی۔ وہ نیلے سوٹ اور بے داغ سفید قمیض اور ایک سادہ ٹائی میں بڑا دلکش لگ رہا تھا۔

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ویٹر نے اسے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔ اس نے بھی ہاتھ ہی اٹھا کر جواب دیا اور پھر اسی گرمجوشی سے مصافحہ کرنے لگا جیسے بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں دوسری طرف مڑ گیا۔ بالکل اسی طرح جیسے غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔ ویٹر سر کھجاتا، اور کنکھیوں سے دوسروں کو دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"دیکھا آپ نے!" منیجر مسکرا کر بولا۔

"جی ہاں!" سوزی نے آہستہ سے کہا۔ اور مسکرائی۔ اس کی نگاہ برابر اس نوجوان کا تعاقب کر رہی تھی۔ پھر اس نے اسے ایک خالی میز کے قریب بیٹھتے دیکھا۔

"کیوں ہے نا دلچسپ!" منیجر نے پوچھا۔

"ہاں! معلوم تو ہوتا ہے.... کچھ نروس قسم کا آدمی ہے۔"

منیجر نے اس خیال پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ سوزی نے دیکھا کہ ہال کے دوسرے لوگ اس آدمی کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں لیکن وہ اس انداز میں کچھ کھویا کھویا سا بیٹھا ہے جیسے اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہ ہو۔

"پھر تعارف کرا دیا جائے اس سے؟"

"ضرور۔ ضرور.... یہ تو صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے۔"

منیجر پھر خاموش ہی رہا۔ وہ دونوں اٹھ کر اس کی میز کے قریب آئے وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ سے ملئے!" منیجر نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔ "آپ مسٹر علی عمران.... اور آپ مس سوزی!"

عمران نے منیجر ہی سے مصافحہ کر ڈالا۔ پھر "سوری" کہہ کر سوزی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور سوزی اس بوکھلاہٹ پر بے اختیار مسکرا پڑی۔

"تشریف رکھئے.... تشریف رکھئے!" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیٹھ گئے۔

منیجر نے اسے بتایا کہ سوزی ابھی حال ہی میں ملایا سے آئی ہے۔

"اوہو! ملایا.... کیا کہنے ہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مجھے وہاں برف گرنے کا منظر بہت حسین معلوم ہوتا تھا۔"

"برف!" سوزی نے حیرت سے کہا۔ "وہ تو خطِ استوا سے قریب ہے۔ وہاں برف کب گرتی ہے۔"

"ارے.... لاحول.... مجھے ہمالیہ کا خیال تھا.... ملایا میں نہیں گیا۔"

"ضرور جائیے.... اگر کبھی موقع ملے.... وہاں کے مناظر آپ بہت پسند کریں گے۔"

"ضرور.... ضرور...."

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔ سوزی سوچ رہی تھی کہ اب کیا کہے اور عمران بار بار کنکھیوں سے منیجر کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج یہ نئی بات کیوں؟ اس سے پہلے کبھی منیجر نے کسی لڑکی سے عمران کا تعارف نہیں کرایا تھا۔

منیجر شاید سمجھ گیا تھا اس نے جلدی سے کہا۔ "مس سوزی کلب کے کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف چاہتی تھی۔"

"اوہا.... عمران بھدے پن سے ہنسنے لگا پھر بولا۔ "کیا میں واقعی دلچسپ ہوں۔"

"اتنی جلدی کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔" سوزی مسکرائی۔ "یہ اقدام تو انہوں نے اپنے تجربے کی بناء پر کیا تھا۔"

"جی ہاں.... ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

وہ پھر ہونٹ پر ہونٹ جما کر بیٹھ گیا۔ منیجر انہیں وہیں چھوڑ کر جا چکا تھا اور سوزی سچ مچ بور ہو رہی تھی۔ کیونکہ عمران کچھ ایسے انداز میں خاموش بیٹھا ہوا تھا جیسے اس نے اپنے کسی عزیز کی موت کی خبر سنی ہو۔

"آپ تو غیر دلچسپ ثابت ہو رہے ہیں جناب!" سوزی اٹھلائی۔

"ارے.... ہاں وہ.... میں دراصل بھول ہی گیا تھا۔"

"کیا بھول گئے تھے؟"

"یہی کہ ہم دونوں پہلی بار ملے ہیں بات دراصل یہ ہے مس سوجی۔"

"سوچی نہیں.... سوزی!"

"اوہ معاف کیجئے گا.... مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے۔"

"کوئی بات نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے.... میں آپ کا شہر دیکھنا چاہتی ہوں"

"ضرور دیکھئے.... یہ بہت اچھا شہر ہے.... آپ کبھی اونٹ پر بھی بیٹھی ہیں؟"

"اونٹ پر؟" سوزی نے حیرت سے کہا اور اس مضحکہ خیز سوال پر ہنس پڑی۔

"جی ہاں.... اونٹ پر.... آپ اونٹ نہیں سمجھتیں.... کیا ملایا میں نہیں ہوتے اونٹ.... اونٹ ایک اونچا جانور ہے اور جھولا جھولتا ہوا چلتا ہے مجھے تو بہت پسند ہے یہ جانور.... کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی کار میں اونٹ جوت دوں!"

"مگر آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟"

"بس یونہی.... میں ہر آدمی سے یہ سوال کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جو ایک بار بھی اونٹ پر نہیں بیٹھا۔ اس نے اپنی اتنی زندگی بیکار برباد کی ہے۔"

"کیوں؟"

"پتہ نہیں ...... میں یہی محسوس کرتا ہوں، بہتیری ایسی باتیں محسوس کرتا ہوں جنہیں سن کر لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں لیکن اب میں کیا کروں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے لیکن وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں محسوس ہوتا ہے۔"

"آپ واقعی دلچسپ ہیں۔" سوزی مسکرائی۔

"شکریہ"! عمران نے احمقانہ انداز میں کہا

"آپ کا مشغلہ کیا ہے؟"

" آثار قدیمہ کی کھدائی کرنا۔"

"اوہ!"

"جی ہاں! اب تک کئی نادر روزگار چیزیں زمین سے برآمد کر چکا ہوں۔ پچھلے دنوں اپنے باغ کی کھدائی کر رہا تھا کہ ایک چالیس ہزار سال پرانا حقہ برآمد ہوا لیکن اب اس کے متعلق ایک لمبی بحث چھڑ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ حقہ ہے لیکن دوسرے ماہرین آثار قدیمہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ حقہ نہیں بلکہ اسپرے مشین ہے۔"

"بھلا حقہ اور اسپرے مشین میں کیا علاقہ...."

"کوئی نہیں! مگر مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرغیوں کا ڈربہ بھی نکل آیا ہے جو آدھا رنگین ہے اور آدھا سادہ.... ماہرین کا خیال ہے کہ اس ڈربے پر اسپرے مشین سے رنگ

کیا جا رہا تھا کہ ٹھیک اسی وقت طوفانِ نوح آگیا اس لئے رنگائی پوری نہیں ہو سکی۔"

"کمال ہے بھلا یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ طوفانِ نوح کے وقت کی چیزیں ہیں۔"

"ہرگز نہ معلوم ہو سکتا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ڈربے سے دو چار مچھلیوں کے کانٹے نکل آئے۔ میں کیا بتاؤں۔ پہلے مجھے دھیان نہیں آیا تھا ورنہ وہ کانٹے چپ چاپ کھسکا دیتا اور میری تھیوری بے چوں و چرا تسلیم کر لی جاتی۔ اب میں اسے حقہ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔ میری بہت بڑی شکست ہوئی ہے کاش میں جلدی ہی کوئی دوسری چیز برآمد کر کے اس شرمندگی کو مٹا سکتا۔" عمران یہ سب کچھ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور سوزی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"خیر مس چوزی دیکھا جائے گا۔" عمران نے انگڑائی لی۔

"سوزی پلیز! آپ بار بار میرا نام بھول جاتے ہیں۔"

"اوہ.... معاف کیجئے گا".... عمران نے اپنا کان اینٹھ کر داہنے گال پر زور سے تھپڑ مارا۔ قرب و جوار کے لوگ چونک کر ہنسنے لگے اور عمران اس طرح چونکا جیسے وہ کسی اور بات پر ہنسے ہوں۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا پھر جھک کر آہستہ سے پوچھا "کیا ہوا؟"

سوزی کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ وہ کیا جواب دے۔ ویسے وہ بری طرح جھینپ رہی تھی کیونکہ اب لوگ اسے بھی گھورنے لگے تھے۔

"آپ نے اپنے گال پر تھپڑ.... مم مارا تھا۔" سوزی ہکلائی۔

"ان گدھوں کے منہ پر تو نہیں مارا تھا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا "آخر یہ ہنستے کیوں ہیں؟"

اس پر سوزی کو ہنسی آگئی۔

"اچھا.... آپ بھی ہنس رہی ہیں۔ خیر.... کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب لوگ تم پر ہنسنے لگیں تو تم سمجھ لو کہ تم ان سب کو نیچا دکھا سکتے ہو۔"

سوزی اس دوران میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ اس آدمی سے ملنے کا مقصد کیا تھا۔

"کنفیوشس کو پڑھا ہے آپ نے؟" وہ بولی۔

"کیا کنفیوشس کوئی کتاب ہے؟" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "آپ مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہیں جس کی اجازت میں ہرگز نہیں دے سکتا۔"

"اوہ.... آپ تو خفا ہو گئے.... میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا!"

"کیا مطلب تھا.... آپ کا؟"

"کچھ نہیں آپ تو پیچھے پڑ گئے۔"

"اوہ.... تو آپ مجھے.... پاگل کتا بھی سمجھتی ہیں ... کیوں؟"

"ارے.... کمال کرتے ہیں آپ۔"

"کیا کمال کرتا ہوں.... کمال کرتی ہیں آپ.... مجھے پاگل.... بددماغ.... بیوقوف اور نہ جانے .... کیا کیا سمجھ لیا ہے آپ نے.... میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ منیجر کا بچہ مجھے پریشان کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے سمجھ لوں گا۔"

عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور سوزی کے احتجاج کی پرواہ کئے بغیر ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

سوزی خاموش بیٹھی رہی۔ اور اب اسے یاد آیا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔

وہ سوچنے لگی۔ یہ تو سو فیصدی کریک معلوم ہوتا ہے۔ پھر شاید التھرے کی بیوی بھی پاگل ہی ہے جو التھرے جیسے.... ذہین.... طاقتور.... اور .... غیر معمولی قوت برداشت رکھنے والے آدمی کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگ رہی ہے....

کچھ دیر بعد وہ اٹھی۔ اور کلب سے باہر نکل کر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں آئی۔ التھرے کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولی

"مسٹر التھرے.... پلیز.... سوزی اسپیکنگ...."

"ہیلو.... بے بی.... کیا بات ہے؟"

"اس کا نام عمران ہی ہے نا!"

"ہاں.... آں.... ٹھیک.... یہی نام ہے.... بے بی....!"

"میں اس سے اس وقت ملی ہوں.... وہ تو پاگل ہے.... سو فیصدی پاگل...."

"ہاں مجھے بھی یہی معلوم ہوا تھا۔"

"پھر معاف کیجئے گا.... شاید مسز التھرے بھی اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے.... مگر.... میں اسے کھونا نہیں چاہتا.... بے بی!"

"اوہ.... آپ مطمئن رہئے.... میں اُس سے سمجھ لوں گی۔"

"بس تمہیں.... تمہیں اتنا ہی کرنا ہے.... کہ اسے مگر نہیں.... ابھی تم اس سے ملتی رہو۔"

"بہت بہتر...." سوزی نے ریسیور رکھ دیا۔ اور بوتھ سے باہر نکل آئی!

O

تیسری شام بھی جب سوزی آ ٹکرائی تو عمران کو اس کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا پڑا۔

اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید عمران پر تھوکنا بھی پسند نہ کرتی کیونکہ وہ پچھلے دو دنوں سے برابر حماقت کی بجائے چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ حماقت تو تفریح کا سامان پیدا کرتی ہے مگر چڑچڑاہٹ برداشت کرنا شاید کسی کے بس کا روگ نہ تھا۔

پھر وہ کس ٹائپ کی لڑکی تھی کہ عمران کی چڑچڑاہٹوں سے دوچار ہونے کے باوجود بھی اس کا پیچھا چھوڑتی نظر نہیں آتی تھی۔

عمران نے سب سے پہلے منیجر سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکا کہ وہ ایک نئی ممبر تھی اور اس نے کلب کے کسی دلچسپ ترین ممبر سے تعارف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مصلحتاً عمران نے اس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کی۔ بہر حال وہ لڑکی اس وقت بھی اس کے سر پر مسلط تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس طرح مل بیٹھنے کی غرض و غائت کیا ہو سکتی ہے۔

"آپ آج بہت خاموش ہیں۔" لڑکی نے چھیڑا۔

"پتہ نہیں۔ مجھے تو نہیں محسوس ہوتا کہ میں خاموش ہوں!" عمران کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی.... چند لمحے وہ خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "آپ ملایا کب واپس جائیں گی؟"

"کیوں؟"

"بس یونہی.... میرا خیال ہے کہ اب آپ کو واپس چلا جانا چاہئے۔"

"اس خیال کی وجہ؟"

"میں بہت پہلے آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھ سے وجہ نہ پوچھا کیجئے.... وجہ جب میری ہی سمجھ میں نہیں آتی تو آپ کو کیا بتاؤں!"

"خیر چھوڑیئے.... آج میں آپ کو اپنے گھر لے چلنا چاہتی ہوں۔"

"گھر اپنا ہو یا دوسرے کا.... مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"پھر کیا آپ کی راتیں آسمان کے نیچے گزرتی ہیں؟"

"نہیں.... آسمان پر گزرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے.... کنفیوشس نے کہا تھا...."

"ضرور کہا ہوگا۔" لڑکی جلدی سے بولی۔ "اٹھیئے چلئے میرے ساتھ...."

"آپ کے گھر پر اور کون ہے؟"

"کوئی بھی نہیں.... میں تنہا رہتی ہوں۔"

"ارے باپ رے!" عمران نے اردو میں کہا۔
اور لڑکی بولی۔ "میں سمجھی نہیں۔"
"آج نہیں کل!" عمران نے کہا۔
"آج کیوں نہیں...." سوزی نے کہا
"آج میری بکری بچہ دینے والی ہے۔"
"اوہ.... کیا یہ گندہ شوق بھی رکھتے ہیں آپ؟"
"یہ گندا شوق ہے؟" عمران نے جھلا کر پوچھا۔
"یقیناً!" لڑکی مسکرائی۔
"بس اب براہِ کرم مجھے زیادہ غصہ نہ دلائیے!"
"آپ عجیب ہیں۔"
"آپ خود عجیب ہیں بلکہ عجیب ترین...."

ٹھیک اسی وقت جولیانا فنٹز واٹر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی اور سیدھی عمران کی طرف چلی آئی لیکن میز کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹکی۔ کیوں کہ عمران کے ساتھ کسی تفریح گاہ میں کسی لڑکی کا ہونا اس کے لئے بالکل نئی بات تھی.... اور پھر لڑکی بھی سفید فام....

اوہو.... کیا میں مخل ہو رہی ہوں؟.... مسٹر عمران...." اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"نہیں تو......ویسے یہ" عمران نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا "میرے دماغ میں خلل ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

سوزی گڑبڑا گئی۔ اس نے احتجاج کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ جولیا بول پڑی۔ "وہ تو ظاہر ہی ہے اسے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہر حال میں تمہاری اجازت کے بغیر یہاں بیٹھ رہی ہوں۔"

سوزی جولیا کو دیکھنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا مسز التھرے یہی ہے.... جولیانا فنٹز واٹر بہت دلکش عورت تھی۔ سوزی اس کا نام یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن نام یاد نہ آیا۔ ویسے اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ مسز التھرے ہی ہے۔ عمران خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کی تعریف؟" جولیا نے سوزی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اوہ! مجھے سوزی کہتے ہیں۔" وہ جلدی سے بول پڑی۔ "ابھی حال ہی میں ملایا سے آئی ہوں اور تین دن ہوئے آپ کے کلب کی ممبر بنی تھی۔ مسٹر عمران کلب کے دلچسپ ترین آدمی ہیں۔"

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتی ہوئی بولی" میں جولیانا فنٹز واٹر ہوں.... مسٹر عمران واقعی بہت دلچسپ آدمی ہیں۔"

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ جب دو عورتیں بیک وقت تمہیں دلچسپ سمجھنے لگیں تو کسی بوڑھی عورت کو تلاش کرو، جوان کے بیان کی تصدیق کر سکے۔"

سوزی ہنسنے لگی پھر جولیا سے بولی" کیا یہ کنفیوشس کے اسپیشلسٹ ہیں؟"
"یہ کس چیز کے اسپیشلسٹ نہیں ہیں؟" جولیا نے سوال کیا۔

سوزی پھر ہنسنے لگی۔ لیکن عمران قطعی بے تعلقانہ انداز میں بیٹھا رہا۔ جولیانا اسے چھیڑ چھیڑ کر بولنے پر اکساتی رہی۔ اس سے سوزی نے اسے مسز التھرے سمجھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ عمران کو اس کی پروا بھی نہیں ہے۔ خود وہی اس کے پیچھے لگی ہے۔ ان تین دنوں میں سوزی نے یہ بھی محسوس کیا کہ کریک ہونے کے باوجود وہ جنس مقابل کے لئے خود میں کافی کشش رکھتا ہے۔"

سوزی اب اٹھ جانا چاہتی تھی۔ نہ جانے وہ کیوں التھرے کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ عمران شاید مسز التھرے کو منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔ وہ خود ہی اس کے پیچھے دم ہلاتی پھرتی ہے۔"

"اچھا....اب اجازت دیجئے!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔
"بیٹھئے نا!" جولیا نے کہا۔ "اگر آپ میری وجہ سے اٹھ رہی ہوں.... تو...."
"ارے نہیں.... قطعی نہیں۔ سوزی مسکرائی۔ مجھے دراصل آٹھ بجے ایک جگہ پہنچنا ہے۔"
"ضرور، ضرور!" عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

نہ جانے کیوں سوزی کو عمران کی اس حرکت پر بڑا غصہ آیا.... لیکن وہ زبردستی مسکراتی رہی۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے التھرے کو فون کیا۔
"یس.... بے بی...." دوسری طرف سے آواز آئی۔
"میں اس وقت ان دونوں کے پاس سے اٹھ کر آ رہی ہوں۔"
"اوہ.... کیا....؟"
"جی ہاں! آج مسز التھرے سے بھی ملاقات ہو گئی۔ وہ واقعی بہت حسین ہیں۔ ان کا نام جولیانا ہی ہے نا؟"
"کیا.... اوہو.... ہاں.... جولیانا".... دوسری طرف سے تھوڑے وقفے کے ساتھ کہا گیا.... "ہاں! تو تم نے اسے دیکھ لیا بے بی!"
"ہاں! دیکھ لیا مگر مسٹر التھرے وہ عمران اس سلسلے میں بالکل بے قصور معلوم ہوتا ہے۔ میں

نے محسوس کیا ہے کہ وہ ان سے بھاگنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ شاید خود ہی اس پر بری طرح مرمٹی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس واقعے کو التھرے کی بدنصیبی ہی کہیں گے۔"

"اور سنیئے.... کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام نہیں لگاتیں!"

"ہائیں.... یہ میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔" دوسری طرف سے تحیر زدہ سی آواز آئی۔

"جی ہاں.... انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ وہ جولیانا فٹزواٹر ہیں۔"

"بے بی! یہ بڑی زیادتی ہے۔ اب تم خود ہی انصاف کرو!.... کیا کوئی شادی شدہ عورت شوہر کی بجائے باپ کا نام استعمال کر سکتی ہے؟"

"تو فٹزواٹر ان کے باپ کا نام ہے۔"

"ہاں.... مگر اب یہ عورت خواہ مخواہ مجھے غصہ دلا رہی ہے۔" التھرے کی غصیلی آواز آئی۔

"آپ کا غصہ فضول ہے مسٹر التھرے.... عمران نے ان پر ڈورے نہ ڈالے ہوں گے۔ وہ اس قسم کا آدمی معلوم نہیں ہوتا بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اسے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"خیر یہ غلطی ہے تمہاری.... وہ دوسرے قسم کے مردوں میں سے ہے۔ یہ لوگ خواہ مخواہ عورتوں سے لاپرواہی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کے کتے ہوتے ہیں۔ ان کی بے رخی تو دراصل عورتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔"

"ممکن ہے آپ درست کہہ رہے ہوں! ہاں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔"

"بس یہ سمجھ لو کہ سارا قصور اسی کا ہے۔ یہ بتاؤ کیا وہ تمہارے ساتھ آنے پر آمادہ ہے۔"

"میں اسے آمادہ کرلوں گی.... شاید کل شام کو وہ میرے ساتھ باہر نکل سکے۔"

"اچھی بات ہے کل دس بجے تک تمہیں مقام کے متعلق اطلاع دے دی جائے گی۔"

"مگر آپ کریں گے کیا؟"

"بس تم دیکھنا! میری حکمت عملی.... ویسے تم مطمئن رہو کوئی غیر قانونی حرکت ہرگز نہ ہونے پائے گی۔"

"مجھے اطمینان ہے مسٹر التھرے.... آپ بہت اونچے آدمی ہیں!"

"شکریہ! بے بی مگر افسوس! کاش میری بیوی نے کبھی مجھے اس نقطہ نظر سے دیکھا ہوتا۔"

"آپ کے کہنے کا مطلب.... یہ کہ.... میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں!"

"اسی لئے میں بھی تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔ اچھا بے بی.... اور کچھ نہیں؟"

"جی نہیں!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی!

O

آج سردی کم تھی اور پچھلی رات کا شفاف چاند سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بار بار الجھ رہا تھا۔ کلاک نے بارہ بجائے اور وزارت خارجہ کا اسسٹنٹ سیکرٹری کرنل نادر ٹہلتے ٹہلتے رک گیا۔ مغربی سمت کی کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا جس سے دور تک پھیلا ہوا میدان دکھائی دیتا تھا وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور دوسرا پٹ بھی کھولتا ہوا سلاخوں پر جھک گیا۔ حد نظر تک چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ پھر اس نے بڑی بے چینی سے کلاک کی طرف دیکھا۔ بارہ بج کر دو منٹ ہوئے تھے۔ اب اس نے اس طرح کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی جیسے دیوار سے لگے ہوئے کلاک نے اسے دھوکا دیا ہو۔ باہر ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور وہ چونک پڑا۔ کچھ دور پر خودرو پھولوں کی جھاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں گھورنے لگا۔ پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے انداز میں بڑی بے چینی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر اس نے آہستہ سے کہا "سلوانا"

اسے اپنی سرگوشی دور تک پھیلتی محسوس ہوئی۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تھوڑی دور تک جھاڑیاں متحرک نظر آ رہی تھیں۔ وہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچا "سلوانا"! اس نے پھر آہستہ سے پکارا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس بار وہ جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔

لیکن اچانک اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی گردن میں پھندا سا پڑ گیا ہو۔ ایک جھٹکے کے ساتھ رک کر اس نے اپنی گردن ٹٹولنی چاہی لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر پڑا.... ساتھ ہی اس کے ہاتھ بھی کسی کی گرفت میں آگئے۔ اس نے تڑپ کر اس جال سے نکلنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا۔ منہ پر ہاتھ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ ایسی صورت میں حلق سے آواز کیا نکلتی۔

وہ زمین پر گرا دیا گیا.... لیکن بے حس و حرکت.... شاید بیک وقت کئی آدمیوں نے اسے دبا رکھا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کے کانوں میں گونجنے والی جھائیں جھائیں گہری ہوتی گئیں.... ایک بار آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپکا اور پھر گہری تاریکی چھا گئی۔ کانوں کی جھائیں جھائیں ذہن کے اندھیروں میں مدغم ہو گئی۔

کرنل نادر اچھے ہاتھ پیر اور بہتر صحت کا مالک تھا لیکن پھر بھی جب وہ دوبارہ ہوش میں آیا تو نقاہت کی وجہ سے آنکھیں کھولنے میں بھی دشواری محسوس کر رہا تھا۔ لیکن پھر اس طرح اچھل پڑا۔ جیسے اچانک کوئی چیز چبھ گئی ہو۔ وہ برہنہ تھا۔ جسم پر ایک تار بھی نہیں تھا اس نے چاروں طرف وحشت زدہ نظروں سے دیکھا اور دیوانوں کے سے انداز میں پورے کمرے میں چکر لگانے لگا۔ وہ کمرے میں تنہا تھا لیکن یہاں اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے وہ اپنا جسم ڈھانک سکتا۔

اس کا سر بڑی شدت سے چکرا رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھولنے کی آواز آئی اور تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ وہ بے تحاشہ بیٹھ کر ایک گوشے میں سمٹ گیا۔ آنے والے تینوں سفید فام آدمی پادریوں کی وضع رکھتے تھے۔

"ارے.... دیکھو! اس ننگے بے شرم کو!...." ایک نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"چھی چھی!" دوسرے نے برا سامنہ بنایا۔

"کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟...." تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔ ڈپٹی سیکرٹری فوجی آدمی تھا۔ لیکن اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا اس کے لئے بالکل نئی بات تھی اور وہ بری طرح نروس ہو گیا تھا۔

"ارے کچھ اثر ہی نہیں ہوتا.... اس پر...." ایک نے کہا "بہرا ہے شاید!" دوسرا بولا۔

"کیوں کیا تم بہرے ہو....؟" تیسرے نے ڈپٹی سیکرٹری کو مخاطب کیا۔ میرے کپڑے لاؤ ...... سور کے بچو!" ڈپٹی سیکرٹری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔" ورنہ چن چن کر قتل کر ڈالوں گا.... میرے کپڑے لاؤ.... لاؤ.... جلدی.... نکلو یہاں سے.... سور کے بچو!"

"پاگل معلوم ہوتا ہے۔" تیسرے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر خوفزدہ آواز میں کہا۔

"بھاگو یہاں سے۔"

اور وہ سچ مچ بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔ انہوں نے دروازہ بھی نہیں بند کیا۔

ڈپٹی سیکرٹری اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا کہ اسے بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھا دے۔ لیکن پھر وہ جھجک کر پیچھے ہٹ آیا۔ ایک لمبا آدمی دروازے میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ڈپٹی سیکرٹری کے کپڑے تھے۔ اس نے انہیں اس کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ "کپڑے پہن لو!"

اور پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔ ڈپٹی سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کپڑے پہنے اور پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ اب اس کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس وقت پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے گا۔

اس نے اپنی پوری قوت سے لمبے آدمی پر حملہ کر دیا۔ لیکن اپنے ہی زور میں منہ کے بل

فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ لمبے آدمی نے بڑی پھرتی سے وار خالی کر دیا تھا اور پھر اسے اٹھنے کی مہلت نہ مل سکی۔ لمبا آدمی اس پر سوار ہو گیا۔

"تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو دوست!" اس نے ڈپٹی سیکرٹری کی گردن دباتے ہوئے سفاکانہ انداز میں کہا.... اور پھر اچھل کر ہٹ گیا۔

ڈپٹی سیکرٹری زمین سے اٹھا تو لیکن چپ چاپ کھڑا رہا۔

"تم اب بوڑھے ہو چلے ہو".... لمبے آدمی نے کہا۔" اس لئے اس قسم کی ورزشیں تمہارے اعصاب کے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔"

"مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری غرایا۔

"ایک بہت ہی معمولی بات کے لئے.... جو ذاتی طور پر تمہارے لئے ذرہ برابر بھی نقصان دہ نہیں ہو سکتی! تم صرف اتنا بتا دو کہ ریڈ اسکوائر کا غذات کہاں رکھے گئے ہیں؟"

"اوہ!" ڈپٹی سیکرٹری اسے گھورنے لگا۔

"میں یہ سننا پسند نہیں کروں گا کہ تم اس سے لاعلم ہو!" لمبے آدمی نے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ میں ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔"

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

ڈپٹی سیکرٹری کچھ نہ بولا۔ لمبے آدمی نے مسکرا کر کہا۔" اگر تم نہیں بتاؤ گے.... تو کپڑے پھر اتار لئے جائیں گے اور ایک مجمع ہو گا تمہارے گرد۔"

"میں ایک آدھ کو جان سے مار دوں گا۔" ڈپٹی سیکرٹری غرایا۔" میں بوڑھا ضرور ہو چلا ہوں لیکن قوت ہے میرے جسم میں!"

"تم احمقوں کی سی گفتگو کر رہے ہو۔ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

ڈپٹی سیکرٹری خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔

"تم کسی پاگل کتے کی طرح بھونکنے لگے ہو۔" لمبا آدمی بولا۔" تم.... ہم سے ہمارے طریق کار سے ناواقف ہو۔ ہم تم پر تشدد نہیں کریں گے.... اس کے باوجود بھی تم اگل دو گے۔"

"جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو میں بتاؤں گا کیا۔"

"دیکھو دوست! پھر سوچ لو.... تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے"

"تمہاری مرضی!" ڈپٹی سیکرٹری نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"میں تمہارے پورے خاندان کو اسی طرح یہاں اکٹھا کر سکتا ہوں۔ ذرا سوچو تو.... اگر وہ سب تمہاری ہی طرح برہنہ کر کے اسی کمرے میں تمہارے ساتھ بند کر دیئے گئے تو....؟"

ڈپٹی سیکرٹری سر سے پیر تک لرز گیا۔ اس کی کھال اڑا دی جاتی.... تب بھی کاغذات کے متعلق کچھ نہ بتاتا لیکن یہ حرکت خدا کی پناہ.... اس کے تصور ہی سے اس کا دل بیٹھنے لگا۔

"نہیں!" اس نے مضطربانہ انداز میں کہا.... "تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"نمونہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو!" لمبا آدمی بیدردی سے ہنسا۔ "میرے لئے یہ ناممکن نہ ہوگا۔"

"وہ کاغذات اسٹیٹ بنک کی سیف کسٹڈی میں ہیں۔"

"تم سمجھدار آدمی ہو!" لمبے آدمی نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن تمہیں اس وقت تک یہاں رہنا پڑے گا جب تک کہ کاغذات ہمارے قبضے میں نہ آجائیں۔"

"تم کون ہو؟" ڈپٹی سیکرٹری نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"الفانسے!" لمبے آدمی نے آہستہ سے کہا اور اس کے پتلے پتلے ہونٹ پھیل گئے.... طوطے کی طرح جھکی ہوئی ناک.... کچھ اور زیادہ خم دار معلوم ہونے لگی۔

O

فون کی گھنٹی دیر سے بج رہی تھی.... چونکہ یہ عمران کا وہ فون تھا جس کے نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری میں بھی پائے جاسکتے تھے۔ اس لئے اس نے کوئی پروانہ کی اور گھنٹی بجتی رہی۔

عمران کا خیال تھا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی جو اسے اکثر فون پر بور کرتی رہتی تھی اس لئے اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن جب گھنٹی کسی طرح بند ہونے کو نہیں آئی تو اس نے جھلا کر ریسیور اٹھالیا اور چنگھاڑتی ہوئی سی آواز میں بولا۔

"ہیلو!"

"کیا عبدالجبار صاحب موجود ہیں؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران کا منہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ غالباً کسی نے غلط نمبر ڈائیل کئے تھے۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے پھر آواز آئی۔ "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عبدالجبار صاحب گھر پر موجود ہیں؟"

"موجود ہیں!" عمران نے جواب دیا

"ذرا فون پر بلادیجئے۔"

"میں عبدالجبار ہی بول رہا ہوں۔"

"اخاہ! جبار بھائی.... سلام علیکم.... پہچانا آپ نے....!" دوسری طرف سے بولنے والے

نے لہک کر کہا۔

"پہچان لیا....!"

"اچھا.... ہی ہی ہی.... کہیے بھائی صاحب! میرا کام ہوا یا نہیں؟"

"ہو گیا!"

"نہیں۔ آپ مذاق کر رہے ہیں.... ہی ہی ہی...."

"ہی ہی ہی۔" عمران نے بھی اس کی نقل کی۔ اور چند سیکنڈ تک دونوں میں ہی ہی کا تبادلہ ہوتا رہا۔

"جبار بھائی مطلب یہ ہے کہ آپ کو یقین ہے نا کہ کام ہو گیا ہے!" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں مجھے یقین ہے کہ کام ہو گیا ہے.... اور تم گدھے ہو!"

"جی!"

"تم گدھے ہو!"

"یعنی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یو آر اے ڈنکی.... یہ تو ہوا انگریزی میں.... یعنی.... اب اور جس زبان میں کہو یعنی کر دوں۔"

"آپ نے شاید مجھے نہیں پہچانا.... میں نواب کرامت علی بول رہا ہوں۔"

"تم ملکہ وکٹوریہ کے بھتیجے سہی۔ لیکن ہو گدھے!"

"اے جبار! تم ہوش میں ہو یا نہیں؟"

"میں بالکل ہوش میں ہوں نواب کرامت علی.... تم ایک بار پھر گدھے ہو۔"

"شٹ اپ یو ڈرٹی سوائین۔"

"میں ڈرٹی سوائین ہی سہی.... کو اب نرامت.... اوہ.... نواب کرامت علی.... مگر تم گدھے ہو۔"

"میں تمہیں دیکھ لوں گا سور کے بچے۔" دوسری طرف سے دہاڑنے کی آواز آئی۔

"میں سور کا بچہ ہی سہی لیکن تم سو فیصدی گدھے ہو۔"

"اچھا، اچھا!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران ریسیور رکھ کر میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ پھر گھنٹی بجی۔

"اب کون ہے بھئی۔" عمران ریسیور اٹھا کر دہاڑا۔

"میں جولیا نافٹز واٹر بول رہی ہوں اور تم شاید عمران ہو.... لیکن اس طرح حلق کیوں پھاڑتے ہو۔ اگر لائن خراب ہو گئی تو...."

"تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے۔"

"میرے پاس تمہارے لئے ایک سنسنی خیز خبر ہے۔"

"کیا میرے ڈیڈی نے مسکرانا سیکھ لیا؟"

"شش! وزارت خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر پر اسرار طور پر غائب ہو گئے۔"

"بڑا اچھا ہوا۔ ان کا پیچھا ٹیلیفون سے چھوٹ گیا۔ اب وہ دنیا میں کوئی ڈھنگ کا کام کر سکیں گے۔ میری طرف سے ان کے گھر والوں کو مبارکباد دو۔"

ریڈ اسکوائر کاغذات انہی کی تحویل میں تھے۔" جولیا نے اس کی بکواس کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"اوہو! تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ لاپتہ ہو گئے ہیں؟"

"گھر والوں کا بیان ہے کہ وہ اطلاع دیئے بغیر کہیں نہیں جاتے تھے۔"

"ممکن ہے اس بار بغیر اطلاع ہی کے چلے گئے ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے.... آج صبح ان کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا ملا جو کھیتوں کی طرف کھلتا ہے اور وہ ابھی تک غائب ہیں۔ ان کے سلیپر اور سونے کا لباس خواب گاہ میں نہیں ہے۔"

"ریڈ اسکوائر کاغذات کہاں ہیں؟"

"اس کا علم سر سلطان اور کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔"

"ہمپ.... تو تم مجھے کیوں بور کر رہی ہو۔"

"کاغذات کی مصیبت تو تمہاری ہی لائی ہوئی ہے۔"

"وہ مصیبت تو میں نے اپنے لئے مول لی تھی.... تم سے کس نے کہا تھا کہ تم تھریسیا کا بیگ لے بھاگو!"

"اس قصے کو ختم کرو۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"میرے پاس برباد کرنے کے لئے وقت نہیں ہے.... میں اب اس چکر میں نہیں پڑوں گا۔"

"تمہیں وقت نکالنا پڑے گا.... ورنہ تمہاری زندگی تلخ کر دی جائے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے سر سلطان کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔ گھر پر وہ نہ مل سکے.... لہذا اس نے آفس کے نمبر ڈائیل کئے لیکن

وہاں بھی ان سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ یہ چیز عمران کے لئے تشویش کن تھی۔ آفس میں معلوم ہوا کہ وہ ابھی آفس پہنچے ہی نہیں اور گھر سے معلوم ہوا تھا کہ وہ دو گھنٹے قبل آفس جا چکے ہیں۔ درمیان میں کہیں رکنا کم از کم آفس کے اوقات میں سر سلطان کے لئے ناممکن ہی تھا۔ کیونکہ وہ ایک بااصول آدمی تھے۔

عمران نے سوچا کہ کاغذات کے متعلق سر سلطان یا کرنل نادر کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں تھا۔ لہذا اگر ڈپٹی سیکرٹری اسی سلسلے میں غائب ہوا ہے تو سر سلطان بھی محفوظ نہیں ہو سکتے۔

اس نے دس منٹ کے اندر ہی اندر فلیٹ چھوڑ دیا۔ سب سے پہلے وہ سر سلطان کے گھر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ سر سلطان کو ان کا ڈرائیور لے گیا تھا وہ خود کار ڈرائیو نہیں کرتے تھے۔ ڈرائیور بھی کوئی نیا آدمی نہیں تھا بلکہ سر سلطان کے ہاں اس کی ملازمت کو تقریباً بیس سال گزر چکے تھے۔

مگر ایک نئی بات بھی معلوم ہوئی.... سر سلطان آفس جانے سے قبل کسی سے دیر تک فون پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ گفتگو سنی نہیں گئی تھی لیکن ان کے بھتیجے نے بتایا کہ وہ اس لمبی گفتگو کے بعد کچھ متفکر سے نظر آنے لگے تھے۔

"کیا انہوں نے اس کے بعد گھر والوں سے کوئی گفتگو کی تھی؟" عمران نے پوچھا

"نہیں!" جواب ملا۔

"پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفس ہی گئے تھے۔"

"کیونکہ ان کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا۔ وہ روزانہ اسی وقت آفس کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔"

"انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ آفس جانے سے پہلے کہاں جائیں گے؟"

"نہیں!"

"کچھ اندازہ ہے آپ کو.... کہ وہ فون کس کا رہا ہو گا۔"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے۔"

پھر عمران نے وہیں سے جولیا نافٹز واٹر کو فون کیا۔ اب وہ دراصل ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کے گھر جانا چاہتا تھا۔ جولیانا نے شاید پہلے اسے اسی لئے فون کیا تھا لہذا وہ تیار ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قریب ہی ملے گی۔ کچھ دیر بعد عمران کی ٹوسیٹر سر سلطان کے بنگلے کی کمپاؤنڈ سے نکل رہی تھی۔ اور اس کا ذہن شاید اسی رفتار سے سوچ رہا تھا جس رفتار سے اس کی ٹوسیٹر سڑکیں ناپ رہی تھی۔

الفانسے اور تھریسیا لازمی طور پر یہیں ہیں۔ لہٰذا کاغذات ہر وقت ان کے ہاتھوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ اتنے دنوں کی خاموشی یقیناً کسی طوفان ہی کا پیش خیمہ تھی۔ ممکن ہے اب انہوں نے پھر کاغذات کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کردی ہو۔ اور پھر ابھی حال ہی میں تنویر پر حملہ بھی ہوچکا تھا.... اور فی الحال سیکرٹ سروس کے ممبران جن مجرموں کی نظر میں تھے وہ تھریسیا کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔

ڈپٹی سیکرٹری کے بنگلے کے قریب اسے جولیانافٹزواٹر کی کار نظر آئی اس نے بھی اپنی ٹوسیٹر روک دی لیکن نیچے نہیں اترا۔

جولیانا نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور عمران کو بھی گاڑی کمپاؤنڈ میں لے چلنے کا اشارہ کیا۔

بحیثیت عمران وہ یہاں تنہا نہیں آسکتا تھا۔ ورنہ اسے علم تھا کہ کاغذات ڈپٹی سیکرٹری ہی کی تحویل میں تھے۔ اور اسی لئے اس نے بحیثیت ایکس ٹو جولیا کو ہدایت کی تھی کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری پر نظر رکھے۔

جولیا آج ہی ایک بار پہلے بھی ڈپٹی سیکرٹری کے اس کمرے کا جائزہ لے چکی تھی۔ جہاں سے وہ غائب ہوئے تھے۔ وہ عمران کو بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئی۔ عمران کافی دیر تک کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے وہ دروازہ کھولا جو میدان کی طرف تھا۔

"ادھر سے تو اندر کے اکھاڑے کی پریاں بھی آسکتی ہیں۔" عمران نے جولیا کو آنکھ مار کر کہا۔ پھر یک بیک چونک کر بولا۔

"ہائیں.... تو کیا وہ کاغذات کرنل نادر نے گھر پر رکھے ہوں گے؟"

"میں انہیں اتنا احمق نہیں سمجھتی۔"

"پھر وہ کہاں رکھے ہوں گے؟"

"سر سلطان کے علاوہ شاید کسی کو بھی علم نہ ہو۔"

"ہاہمپ.... کیا تمہارے چوہے ایکس ٹو کو بھی علم نہ ہوگا۔"

"پتہ نہیں!"

"اس سے پوچھو! ورنہ کاغذات ہاتھ سے گئے۔"

"آج کل ہمارا چیف آفیسر لاپتہ ہے۔ اسے کوئی بار فون کر چکی ہوں لیکن جواب نہیں ملتا۔"

عمران سوچنے لگا۔ وہ اُلو کا پٹھا کیا بتائے گا جب خود اسے ہی علم نہیں ہے کہ کاغذات کہاں ہوں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ اسے علم نہیں تھا۔ سر سلطان کی زبانی اسے صرف اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ کاغذات کرنل نادر کی تحویل میں ہیں لیکن شاید انہوں نے یہ بتانے کی ضرورت نہیں

محسوس کی تھی کہ کرنل نادر نے انہیں کہاں رکھا ہے۔

"ان کے گھر والوں کا کیا خیال ہے؟"

"وہ بیچارے اتنے بدحواس ہیں کہ انہیں کوئی خیال ظاہر کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔"

"کرنل نادر کے لئے یہ پہلا واقعہ ہے؟.... یا پہلے بھی کبھی ایسا ہو چکا ہے؟"

"میں نے بھی گھر والوں سے یہی سوال کیا تھا۔ لیکن کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا۔ سارے گھر والے پریشان ہیں لیکن کرنل نادر کی بیوی بڑے غصے میں معلوم ہوتی ہے اس نے مجھ سے بات تک نہیں کی۔"

"تمہیں.... وہ کسی حیثیت سے جانتی ہے؟...." عمران نے سوال کیا

"اوہ.... میں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میرا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

"اور اس کی بیوی نے یقین نہیں کیا۔"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے یقین آیا تھا یا نہیں.... لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔؟"

"میں اس کی بیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

جولیا نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔

کچھ دیر بعد عمران کرنل نادر کی بیوی سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ ایک بھاری بھرکم اور چڑچڑے مزاج کی عورت تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتی!" وہ نتھنے پھلا کر بولی! "آخر اس معاملے میں محکمہ سراغرسانی کیوں کود پڑا ہے.... کہیں گئے ہوں گے.... واپس آجائیں گے۔"

"آپ کو ان کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش نہیں ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی۔"

"جواب نہ دے کر آپ نقصان میں رہیں گی۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کرنل کی زندگی خطرے میں ہو۔"

"کیا مطلب؟" عورت یک بیک چونک پڑی۔

"زندگی خطرے میں ہونا بجائے خود ایک بہت بڑا مطلب ہے۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل وہ کس وقت خوابگاہ میں گئے تھے۔"

عورت چند لمحے تشویش کن نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی "پتہ نہیں کس وقت گئے تھے.... یہ بتانا مشکل ہے۔"

"آپ نے آخری بار انہیں کس وقت دیکھا تھا؟"

"شاید نو بجے.... وہ ڈائننگ روم سے اٹھے تھے۔ پھر خواب گاہ کی طرف گئے ہوں گے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ رات بھر بستر پر نہیں لیٹے!"

"نہ لیٹے ہوں گے!" عورت نے کچھ اس انداز میں کہا جیسے کہہ رہی ہو جہنم میں جائیں۔"

"آپ کرنل صاحب سے ناراض معلوم ہوتی ہیں۔" عمران مسکرایا

"میں اب کسی بات کا جواب نہیں دوں گی۔" عورت نے کہا اور اٹھ کر اسٹڈی سے چلی گئی۔

عمران لان پر نکل آیا۔ جولیا کا اندازہ صحیح تھا۔

گھر کے دوسرے افراد یقیناً بدحواس تھے۔ لیکن کرنل کی بیوی اس واقعہ سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھی۔ عمران نے فرداً فرداً ہر ایک سے سوالات کئے تھے لیکن حاصل کی ہوئی معلومات تشفی بخش نہیں تھیں۔ آخر میں وہ ایک نوجوان ملازمہ سے جا ٹکرایا۔

"تم تو جانتی ہی ہو گی کہ کرنل صاحب کہاں گئے ہیں۔" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ سے بولا۔

"میں کیا جانوں!" وہ چیخی۔

"بیگم صاحب کا خیال تو یہی ہے کہ کرنل صاحب تمہیں سب کچھ بتا دیتے ہیں۔"

"ارے واہ! میرے منہ پر کہیں تو.... میں جوتی پر مارتی ہوں ایسی نوکری کو...."

اس موٹی پر مجھے بھی بڑا غصہ آیا تھا۔" عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا "خواہ مخواہ تم جیسی شریف لڑکی کو عیب لگاتی ہے۔"

"ہاں۔ وہ کاہے کو بتائیں گی کہ صاحب بارہ بجے رات تک اس پرکٹی سے جاپانی زبان سیکھا کرتے تھے۔"

"اچھا!" عمران رازدارانہ لہجے میں سر ہلا کر بولا۔

"ہاں صاحب! وہیں سونے کے کمرے میں۔"

"کون ہے وہ پرکٹی؟"

"میم ہے اب بیگم صاحب کا خیال ہے کہ اسی کے ساتھ کہیں چل دیئے ہوں گے۔"

"ضرور یہی بات ہو گی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کیا وہ میدان کی طرف کے دروازے سے آیا کرتی تھی۔"

"اور کیا.... ادھر سے ہی تو آتی ہو گی.... ایک رات بیگم صاحب نے دیکھ لیا تھا.... خوب گرجیں برسیں.... صاحب نے کہا کہ وہ تو روز آتی ہے کیوں کہ وہ اس سے جاپانی سیکھتے ہیں۔ یہ زبان سیکھنے کے بعد ان کی ترقی ہو جائے گی۔ عہدہ بڑھا کر انہیں جاپان بھیج دیا جائے گا۔"

"واہ بھئی.... بڈھا بھی چالاک معلوم ہوتا ہے" عمران پھر اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور اٹھلا کر بولی۔ "اب جانے دیجئے مجھے.... مگر بیگم صاحب سے یہ نہ بتایئے گا۔"

"کبھی نہیں۔ میں اب اس موٹی خونخوار عورت سے بات نہیں کروں گا۔ مگر سنو تو.... کیا وہ دن میں بھی آتی رہی ہے۔"؟

"نہیں میں نے ابھی اسے دیکھا نہیں ہے...... گھر میں ہلڑ ہوا تھا میں نے بھی سن لیا۔"

"ہلڑ کب ہوا تھا؟"

"تین چار دن ہوئے۔"

"اس پرکٹی کا نام تو سنا ہی ہو گا تم نے!"

"نہیں.... میں نام وام نہیں جانتی۔"

"اچھا جاؤ.... خدا تمہیں کوئی سعادت مند دولہا نصیب کرے۔"

"ارے واہ ہم سے مذاق نہ کرنا۔ بڑے آئے کہیں کے۔" وہ عمران کو منہ چڑا کر بھاگ گئی۔

عمران نے ایک بار پھر کرنل نادر کی بیوی سے رجوع کرنا چاہا لیکن اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ آخر عمران نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا

مجھے بھی جاپانی زبان سے بہت دلچسپی ہے لیکن
کرنل صاحب جاپان نہیں بھیجے جا سکتے.... البتہ
وہ عورت انہیں جہنم میں ضرور پہنچا سکتی ہے۔

یہ تحریر بیگم نادر کو بھیج دی گئی۔ اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد اسٹڈی میں موجود تھی!
لیکن اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پلکیں کچھ متورم سی نظر آ رہی تھیں۔ شاید وہ روئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے محترمہ۔" عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ "دنیا کی کوئی عورت اسے برداشت نہیں کر سکتی۔"

"کام کی بات.... عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اوہ.... ہاں.... میں اس عورت کا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"نام مجھے نہیں معلوم۔"

"حلیہ بتا سکیں گی آپ۔"

"میں نے صرف ایک بار ایک جھلک دیکھی تھی.... اس لئے حلیہ بھی نہ بتا سکوں گی۔"

"کیا وہ پچھلی رات بھی ان کے کمرے میں تھی؟"

"مجھے علم نہیں!"

''کیا آپ مجھے ان کی خواب گاہ کی تلاشی لینے کی اجازت دیں گی؟''

''آخر محکمہ سراغرسانی کو ان کے کہیں غائب ہو جانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔''

''یہ ایک بہت ہی خاص قسم کا معاملہ ہے.... ورنہ ہمیں ان کے غائب ہو جانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔''

دفعتاً جولیا ہانپتی ہوئی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔

''کیا بات ہے؟'' عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''چلو جلدی....''

''کیوں کوئی خاص بات؟''

''سر سلطان مل گئے ہیں ان کی کار ایک ویران مقام پر ملی ہے۔ وہ خود بیہوش ہیں اور ڈرائیور لاپتہ ہے۔''

''اوہ''! عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے ''مگر تم تو یہاں تھیں۔

''ابھی ابھی جعفری نے فون پر کہا ہے۔ اسے علم ہے کہ ہم یہاں ہیں۔''

''تو اب کہاں ہیں سر سلطان؟''

''ہسپتال میں سول ہسپتال میں!''

''خیر انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ میں فی الحال کرنل کی خواب گاہ کی تلاشی لوں گا۔''

''یہ کیا قصہ ہے؟'' بیگم نادر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا'' سر سلطان وہی نا.... جو کرنل کے آفیسر ہیں۔''

''جی ہاں وہی.... اتفاق سے وہ بھی اس عورت سے جاپانی سیکھتے تھے۔''

بیگم نادر نے حیرت سے منہ کھولا اور پھر بند کر لیا۔

عمران کو کمرے کی تلاشی لینے کی اجازت مل گئی تھی! اس نے ذرا سی دیر میں پورا کمرہ الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ جولیا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ عمران کیا کر رہا ہے۔

اس کا خیال تھا کہ سر سلطان والی خبر عمران کے لئے بڑی سنسنی خیز ثابت ہو گی اور شاید وہ بوکھلاہٹ میں جوتے اتار کر سول ہسپتال کی سمت دوڑنا شروع کر دے گا۔

کچھ دیر بعد اس نے دیکھا کہ عمران ایک بڑی سی کنجی ہاتھ میں لئے اسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اس پر ایک گندی سی گالی تحریر ہو۔

عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

اور کنجی جیب میں ڈال لی پھر وہ فون کی طرف بڑھا۔ کسی کے نمبر ڈائیل کئے۔ اور جب گفتگو شروع ہوئی تو جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ اسٹیٹ بنک کے ایک آفیسر سے ہمکلام ہے۔

لیکن عمران نے خود کو محکمہ سراغرسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا۔

جب وہ ریسیور رکھ کر جولیا کی طرف مڑا تو اس نے اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ انداز کی مسکراہٹ دیکھی۔

کاغذات اسٹیٹ بنک کی سیف کسٹڈی میں ہیں''.... اس نے آہستہ سے کہا۔

''اوہ.... تو کیا وہ کنجی....!''

''وہ کنجی اسی سیف کی ہے جس میں کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔'' عمران نے کہا۔ ''کسی اور نے بھی تیرہ نمبر کی تجوری کے متعلق ابھی ابھی بنک سے گفتگو کی تھی اور اس نے خود کو محکمہ سراغرسانی کا ایک آفیسر ظاہر کیا تھا۔ لیکن بھلا محکمہ سراغرسانی کو ان کاغذات کے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے.... کیوں کیا خیال ہے۔

''اوہ.... تو پھر یہ سمجھا جائے کہ کرنل نادر الفانسے کی قید میں ہیں اور کاغذات کے متعلق بتا چکے ہیں۔

''اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو یقین رکھو کہ سر سلطان بھی آسانی سے ہوش میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ کاغذات کے متعلق اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا کرنل نادر کو ہے اور! آج رات کوئی نہ کوئی اس کنجی کو حاصل کرنے کے لئے عمارت میں ضرور گھسے گا۔''

''کیا تم نے اس کنجی کے لئے تلاشی لی تھی۔''

''نہیں! میں کسی ایسی چیز کی تلاش میں تھا جس سے اس عورت پر روشنی پڑ سکے۔ کنجی تو اتفاقاً ہاتھ آ گئی، اور اپنی محنت برباد نہیں ہوئی۔''

''اور اس عورت کے متعلق کیا معلوم ہوا۔؟''

''کچھ بھی نہیں! ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی، جس سے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا۔''

''اب کیا ارادہ ہے؟''

ایک بکری کا بچہ پال کر اسے جوان کرنے کی کوشش کروں گا!'' عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

''وہ کنجی میرے حوالے کر دو۔''

''تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں لے سکتے۔''

''تب تم اس عمارت سے بھی نہیں نکل سکو گے.... میں کرنل کے گھر والوں سے کہہ دوں

گی کہ محکمہ سراغرسانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"کہہ کر دیکھو.... پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے.... ٹھیک اسی وقت میں کرنل کی بیوی کو یہ اطلاع دوں گا کہ جاپانی سکھانے والی عورت یہی ہے۔"

"وہ کیا بگاڑے گی میرا۔"

"بس دیکھ لینا جاؤ کہہ دو اس سے.... میری طرف سے پوری اجازت ہے!"

"بیکار بات نہ بڑھاؤ.... کنجی تم نہیں لے جاسکتے۔"

"ہوسکتا دیر ہو جانے پر سر سلطان کبھی ہوش میں نہ آسکیں۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔ جولیا بھی اسی کے پیچھے تیزی سے قدم اٹھا رہی تھی۔ لیکن عمران اس سے پہلے ہی اپنی کار تک پہنچ گیا۔

O

سر سلطان کو نو بجے رات تک ہوش نہیں آیا تھا۔ پھر عمران سول ہسپتال سے چلا آیا۔ ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ ان کے جسم میں کوئی گہری خواب آور دوا پہنچائی گئی ہے۔ جس کا اثر جلد زائل ہوتا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن خود ان کے علم میں کوئی ایسی خواب آور دوا نہیں تھی جس کا اثر اتنا دیرپا ثابت ہو سکتا ہو۔

عمران سول ہسپتال سے کرنل نادر کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا اسے یقین تھا کہ آج رات اس کے بنگلے میں گھسنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی یقینی طور پر بنگلے کی نگرانی کے رہے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے جولیا پر اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا تھا کہ آج رات کرنل نادر کے بنگلے پر کاغذات کے خواہاں ریڈ بھی کر سکتے ہیں۔

اس نے اپنی ٹوسیٹر بنگلے سے کافی فاصلے پر چھوڑ دی تھی اور خود پیدل چلتا ہوا کرنل نادر کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچا جو میدان کی طرف تھا۔ میدان تاریکی اور سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔

عمران خودرو جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ پھر اسے خیال آیا ممکن ہے اس کا یہ اقدام احمقانہ ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ماتحت آج یہاں موجود نہیں معلوم ہوتے حالانکہ جولیا کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سلسلے میں احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرے گی۔ عمران جھاڑیوں میں بیٹھا رہا۔ اس کے خیال کے مطابق جولیا اتنی گدھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ایک دقوعے کا امکان ہوتے ہوئے بھی وہ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتی۔

وقت گزرتا رہا۔ تقریباً دس بجے عمران کو کچھ آہٹیں سنائی دیں اور وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے نہایت احتیاط سے پیچھے کھسک جانا پڑا کیونکہ چار آدمی سینے کے بل زمین پر رینگتے ہوئے جھاڑیوں کے قریب سے گزر رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کا رخ جھاڑیوں کی طرف ہو گیا۔ اور وہ اندر گھستے چلے آئے۔ عمران نے سانس روکی اور ایک طرف سمٹتا چلا گیا۔

چاروں جھاڑیوں میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران ان کی سرگوشیاں سنتا رہا اس نے تھوڑی ہی دیر میں انہیں پہچان لیا۔ وہ اس کے ماتحت ہی تھے کیپٹن جعفری کیپٹن خاور.... سارجنٹ ناشاد.... اور لیفٹیننٹ چوہان!

پھر اس کی ریڈیم ڈائیل کی گھڑی نے گیارہ بجائے اور وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا جھاڑیوں کے سرے پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ کرنل نادر کی خواب گاہ کے عقبی دروازے سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ماتحتوں سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر تھا۔

دفعتاً بنگلے کی کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عمران چونکا.... لیکن پھر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ اس کے ماتحت جھاڑیوں سے نکل کر کمپاؤنڈ کی طرف جا رہے تھے۔ شور بڑھتا ہی رہا۔ لیکن میدان ویران پڑا تھا۔ شاید عمارت کے کسی حصے میں آگ لگ گئی تھی۔ شور و غل سے یہی معلوم ہو رہا تھا۔ عمران کے ذہن نے اسے فوراً ہی معنی پہنا دیئے اور وہ وہیں بیٹھا رہا۔

دفعتاً اسے خواب گاہ کے عقبی دروازے کے قریب ایک سایہ نظر آیا۔ پھر وہ متحرک نظر آنے لگا تاروں کی چھاؤں میں وہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دروازے پر تھوڑی دیر کے لئے جھکا رہا پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے دیوار اسے نگل گئی ہو.... غالباً وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا کمپاؤنڈ سے شور و غل کی آوازیں برابر چلی آ رہی تھی۔

عمران تھوڑے توقف کے ساتھ اٹھا اور سینے کے بل رینگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ بہت آہستگی سے اٹھا، اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک آدمی باہر نکلا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران اس پر سوار تھا۔ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس کی گردن پر عمران کی گرفت مضبوط ہوتی گئی اور پھر وہ کسی وزنی تھیلے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

کچھ دیر بعد عمران کی ٹوسیٹر دانش منزل کی طرف جا رہی تھی۔ اور اس کی اسٹپنی میں ایک بیہوش آدمی بند تھا۔ اسے ٹوسیٹر تک لے جانے میں عمران کو بڑی محنت کرنی پڑی تھی۔ اس کے

لئے اسے آگ بجھانے والوں کی بھیڑ سے کترا کر نکلنا پڑا تھا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تدبیر بڑی اچھی تھی۔ عمارت کے اگلے حصے میں ایسی جگہ آگ لگا کر جس کا اثر دور تک نہ ہو سکے لوگوں کو الجھا لیا گیا تھا۔ اس طرح اس آدمی کے کام میں خلل پڑنے کے امکانات ختم ہو گئے تھے جو خواب گاہ کا عقبی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

عمران یہ دیکھنے کے لئے نہیں رکا تھا کہ آگ کس حصے میں لگی تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس کے لئے ان لوگوں نے نوکروں کے کوارٹروں ہی کو منتخب کیا ہو گا جو اصل عمارت سے کافی فاصلے پر تھے۔

کچھ دیر بعد ٹوسیٹر دانش منزل کی تاریک کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ سیکرٹ سروس والوں میں اس عمارت کو ایکس ٹو کا ہیڈ کوارٹر سمجھا جاتا تھا.... لیکن ان میں سے کوئی بھی ایکس ٹو کی اجازت حاصل کئے بغیر اس کی کمپاؤنڈ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

عمران بیہوش آدمی کو کمر پر لادے ہوئے عمارت میں داخل ہوا۔ اور جب وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا تو روشنی میں شکار پر نظر پڑتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ یہ تھریسیا کا آدمی سیسرو تھا۔ وہی اندھا جس نے ایک بار اسے بہت زچ کیا تھا۔ عمران نے اسے ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اور خود بھی ایک کرسی کے ہتھے پر ٹک کر چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر بعد سیسرو کو ہوش آ گیا۔ اور وہ اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے کسی نے اس پر حملہ کر دیا ہو۔ لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ کھل گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رک گئی ہو۔

"تم.... تم...." عمران ہکلایا "تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

سیسرو خاموش کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ غالباً بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا۔" عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ کہا۔ "مگر کنفیوشس نے غلط کہا تھا۔ اس کے برعکس مدھو بالا نے ٹھیک کہا ہے کہ لکس ٹائلٹ صابن کی ٹکیہ چبانے سے فلم اسٹاروں کی رنگت نکھر آتی ہے۔"

دفعتاً سیسرو نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن نہایت اطمینان سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ارے خدا تمہیں غارت کرے....!" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تمہاری رنگت تو نہ نکھرے گی خواہ تم سوڈا کاسٹک کی پوری بالٹی چڑھا جاؤ۔

تقریباً پندرہ منٹ تک یہ اچھل کود جاری رہی لیکن سیسرو عمران کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ آخر وہ

تھک کر رک گیا اور کسی گدھے کی طرح ہانپنے لگا۔

"کنفیوشس...." عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ...." سیسرو حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آہستہ.... ذرا آہستہ۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا.... "میں کمزور دل کا آدمی ہوں۔ میرا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے۔"

"تم کسی.... حقیر.... کیڑے کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے...." سیسرو ہانپتا ہوا بولا۔

"نہیں دوست ایسا نہ کرنا...." عمران گھگھیایا۔ "لو یہ کنجی حاضر ہے۔ مجھے معاف کر دو۔"

عمران نے جیب سے تجوری کی کنجی نکال کر اسے دکھائی۔

"سیسرو پھر جھپٹا.... شاید وہ اسی چکر میں تھا کہ عمران اس بار بھی جھکائی دے کر الگ ہٹ جانے کی کوشش کرے گا.... اسی لئے اس نے اپنے ذہن کو کافی چاق و چوبند کر کے حملہ کیا تھا۔

لیکن وہ عمران تھا۔ اس سے سرزد ہونے والا ہر فعل اس کے حریفوں کے لئے عموماً غیر متوقع ہی ثابت ہوا کرتا تھا۔ سیسرو بھی دھوکہ کھا گیا۔ نہ صرف دھوکہ بلکہ چوٹ بھی۔ عمران نے اچھل کر دونوں پیر اس کے سینے میں مارے تھے۔

سیسرو کے حلق سے ایک طویل کراہ نکلی اور وہ بڑی میز سے پھسلتا ہوا دوسری طرف جا گرا.... اس بار اس کا پھرتیلا پن جواب دے گیا تھا۔ وہ فوراً ہی نہ اٹھ سکا۔

"معاف کرنا پیارے!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اس بار میں نے گدھوں کی سی حرکت کی.... اپنا دل میری طرف سے صاف کر ڈالو۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔"

"میں تجھے مار ڈالوں گا۔" سیسرو دونوں مٹھیاں بھینچ کر چیخا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا...."

سیسرو نے کنفیوشس کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جھپٹا.... عمران نے جھک کر اس کے پیٹ پر ٹکر ماری.... مگر اس بار وہ خود بھی نہ سنبھل سکا اور دونوں نیچے اوپر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

عمران نے گرتے گرتے اپنی کہنیاں اس کے سینے پر ٹکا دی تھیں۔ اس لئے اسے سیسرو کی گرفت سے نکل آنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی ورنہ سیسرو نے اس کی گردن اپنے بازوؤں میں جکڑنے کی کوشش کی تھی۔

یہ ٹکر آخری ثابت ہوئی اور اس نے سیسرو کے کس بل نکال دیئے۔

وہ اٹھا لیکن کھڑا نہیں ہوا۔ میز کے پائے سے ٹک کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں!

"اب بتاؤ پیارے سیسرو کہ محکمہ خارجہ کا ڈپٹی سیکرٹری کرنل نادر کہاں ہے؟" عمران نے تمسخر اڑانے کے سے انداز میں پوچھا۔

سیسرو نے آنکھیں کھول دیں جو انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ وہ اس وقت کسی درندے سے مشابہ معلوم ہو رہا تھا۔

"تم....." اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں معلوم کر سکتے۔"

"میرے فرشتے تو اس وقت پنگ پانگ کھیل رہے ہوں گے..... میں ہی معلوم کروں گا۔"

"کوشش کرو!" سیسرو غرایا۔

"کوشش بہت بڑی چیز ہے تم کوشش کے بغیر ہی بتادو گے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر ہلکے سے قہقہے کے ساتھ بولا۔ "وہاں آگ لگانے والی اسکیم تو بڑی شاندار تھی مگر تم لوگ ہمیشہ یہ بھول جاتے ہو کہ مقابلہ عمران جیسے بیوقوف سے ہے۔"

"تمہاری موت قریب آگئی ہے۔ الفانسے تمہیں بڑی بیدردی سے مار ڈالے گا۔" سیسرو نے کہا

"تم الفانسے سے کم تو نہیں ہو۔"

"میں الفانسے کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔"

"تب تو مجھے افسوس ہے کہ میں نے ایک کمتر آدمی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا! "اچھا سیسرو اب میں تمہارے لئے ہاتھ کبھی نہ استعمال کروں گا۔ چلو بتاؤ کرنل نادر کہاں ہیں۔"

"میں کسی کرنل نادر کو نہیں جانتا۔"

"تب پھر کیا تم مرغیاں چرانے کے لئے اس گھر میں گھسے تھے۔"

"میں کسی کے گھر میں نہیں گھسا تھا۔ تم جھوٹے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ کمرہ تمہاری قبر بنے گا۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیسرو اس کی طرف جھپٹا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیٹ پر عمران کی لات پڑی۔ وہ پیٹ دبائے ہوئے دہرا ہو گیا۔

"میں وعدہ کر چکا ہوں پیارے سیسرو کہ تمہارے لئے ہاتھ نہیں استعمال کروں گا۔ کمتر آدمیوں سے اسی طرح نپٹتا ہوں۔" عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا خود کار دروازہ بند ہو کر مقفل ہو گیا۔

اب وہ ایک ایسے کمرے میں آیا۔ جہاں ایک بڑی میز پر تین فون رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک پر جولیانا فنرواٹر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"یس سر....." دوسری طرف سے جولیا کی کپکپاتی ہوئی سی آواز آئی۔

"میرے سارے ماتحت گدھے ہیں۔"

"زبردست غلطی ہوئی جناب!"

"مگر ہوئی کیوں۔ کیا ان کی مدد کے بغیر آگ نہ بجھتی؟"

"میں نہیں کہہ سکتی کہ ان سے یہ حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ میں تو آپ کے احکامات کے انتظار میں گھر پر ہی رک گئی تھی۔"

"خیر..... دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں الفانسے کا نائب سیسرو بند ہے اس سے معلوم کرو کہ کرنل نادر کہاں ہے؟"

"سیسرو!" جولیا نے حیرت سے دہرایا

"ہاں! اور دوسرا کام..... تمہیں عمران سے اسٹیٹ بنک کے سیف کی کنجی حاصل کرنا ہے۔"

"دوسرا کام بہت مشکل ہے جناب!"

"کیوں؟"

"ہم بس ایک اسی سے نہیں نپٹ سکتے!"

"تم سب نالائق ہو..... اچھا خیر میں ہی دیکھوں گا۔"

"مگر سیسرو! آپ کو کہاں ملا؟"

"کرنل کی خواب گاہ پر..... اگر میں سب کچھ تم لوگوں پر چھوڑ دوں تو نہ میری چیف آفیسری قائم رہ سکتی ہے اور نہ تم لوگوں کی ملازمتیں....." عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا!

O

سیسرو نے اپنے گرد کھڑے ہوئے نقاب پوشوں کو خونخوار نظروں سے دیکھا لیکن چپ چاپ بیٹھا رہا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ!" ایک نے اس سے کہا۔

لیکن سیسرو نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ نتیجے کے طور پر اسے ایک مغز ہلا دینے والا تھپڑ برداشت کرنا پڑا.... لفظ "برداشت" مناسب نہیں ہے کیونکہ تھپڑ کھاتے ہی سیسرو کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح بپھر گیا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسی وقت موت یا زندگی کا فیصلہ کر دے گا۔

ایکس ٹو کے چاروں ماتحت شاید اس خیال میں تھے کہ وہ اسے ایک خارش زدہ چوہے سے بھی کمتر پائیں گے۔ لہٰذا اس کا یہ حملہ ان کے لئے غیر متوقع بھی تھا۔ جتنی دیر میں وہ سنبھلتے سیسرو دروازہ تک پہنچ چکا تھا۔

پھر اس نے ان چاروں پر ایک کرسی کھینچ ماری.... شاید وہ پہلے ہی عمران کو دروازہ کھولتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس خودکار دروازے کو کھولنے میں اسے کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ باہر تھا۔ چاروں اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ وہ کمپاؤنڈ میں پہنچ گیا.... اور اب اسے پا لینا یقیناً مشکل تھا کیونکہ کمپاؤنڈ کافی کشادہ تھی اور اس میں جگہ جگہ مختلف قسم کی گھنی بیلیں اور جھاڑیاں تھیں اور پھر اندھیرا تو تھا ہی.... ایکس ٹو کے ماتحتوں کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔ وہ اندھیرے میں ادھر اُدھر سر مارتے رہے۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی اتنی عقل نہیں آئی کہ پھاٹک پر پہنچ جاتا۔ کمپاؤنڈ کی دیواریں کافی اونچی تھیں لہٰذا انہیں سوچنا چاہیئے تھا کہ فرار کے لئے وہ پھاٹک ہی کو ترجیح دے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک سر مارنے کے باوجود بھی وہ اسے نہ پا سکے۔

"اب کیا ہوگا جعفری صاحب!" سارجنٹ ناشاد نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہوگا کیا.... سب تمہاری ہی بدولت ہوا تم نے اسے تھپڑ کیوں مارا تھا۔"

"اے سبحان اللہ تو کیا میں اسے سجدہ کرتا۔" ناشاد بگڑ گیا۔

"دراصل ہمیں مغالطہ ہوا تھا۔" لیفٹیننٹ چوہان نے کہا۔

"پھر کیا کیا جائے؟" کیپٹن خاور نے کہا۔

"کھا جائے گا وہ.... زندہ نہیں چھوڑے گا۔" جعفری بولا۔

"کوئی بہانہ سوچو۔" ناشاد بڑبڑایا۔

"بہانہ!" خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "بہانہ سوچ کر کیا کرو گے۔ تم ہی نے کام بگاڑا ہے۔"

"خدا کی پناہ! تم لوگ تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے۔ مارے بغیر وہ کیسے بتاتا۔ ویسے اگر اسے مٹھائیاں پیش کرنے کا ارادہ تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا۔"

"اور دوسری غلطی سب سے ہوئی ہے"۔ لیفٹیننٹ چوہان بولا۔ "ہم میں سے کسی نہ کسی کو پھاٹک پر ضرور رہنا چاہیئے تھا۔"

"وہ سب کچھ ہوا مگر اب کیا ہوگا...." کیپٹن جعفری بڑبڑایا۔

"سنو یارو!" سارجنٹ ناشاد نے ہانک لگائی۔ "اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہم اس ملازمت سے سبکدوش کر دیئے جائیں گے یا نہ کئے جائیں گے۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اس وقت کسی اچھے سے بار میں بیٹھ کر غم غلط کیا جائے.... کیا سمجھے!"

"تم ضرور غم غلط کرو...." خاور نے غصیلی آواز میں کہا۔ "ہمارا بیڑا تو غرق کر ہی چکے۔"

"یار تم سب بڑے ڈرپوک ہو۔" ناشاد نے برا سا منہ بنایا۔ "میں تو چلا.... تم لوگ یہیں کھڑے رات بھر جھک مارتے رہو.... ٹاٹا۔" ناشاد نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمپاؤنڈ سے نکل گیا۔

O

عمران نے جب یہ سنا تو سر پیٹ لیا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان چاروں کی بوٹیاں اڑا دے۔ ابھی ابھی اسے جولیانا فٹز واٹر نے فون پر اس واقعہ کی اطلاع دی تھی اور ریسیور عمران کے ہاتھ ہی میں تھا۔

"تم خود وہاں کیوں نہیں موجود تھیں۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اور پھر جب یہ چاروں گدھے کچھ ہی دیر پہلے ایک بڑی حماقت کر چکے تھے تم نے انہیں بھیجا ہی کیوں؟ سیسرو معمولی آدمیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ کوئی گھٹیا قسم کا چور یا اچکا نہیں ہے کہ تشدد کے ذریعے اس سے کچھ معلوم کیا جا سکے۔ اچھا اب تم جہنم میں جاؤ.... ایکس ٹو تنہا یہ کام انجام دے گا۔"

"آپ سنیئے تو سہی!"

"شٹ اَپ...." عمران غرایا.... اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اب وہ پھر اندھیرے میں تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ سیسرو کے ذریعہ نہ صرف کرنل نادر کا سراغ مل سکے گا بلکہ اس طرح تھریسیا اور الفانسے تک بھی اس کی رسائی ممکن تھی مگر اب.... وہ اپنے ماتحتوں کے ناکارہ پن پر دانت پیس رہا تھا۔

"سزا" وہ بڑبڑایا۔ "انہیں اس کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔"

اس نے فون پر سارجنٹ ناشاد کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہِغ.... ہِغ...." دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کاؤن بولتا پڑا ہے.... سالا...."

"اوہ.... تو تم نے پی رکھی ہے" عمران دانت پیس کر بولا۔

"ہاں.... ہاں.... پی رکھی ہے.... پھر سالا تم کون ہے۔"

"ایکس ٹو...."

"ہوئیں گا سالا.... ہمارے ٹھینگے سے.... مغزمت کھاؤ۔"

"اچھا.... اچھا...." عمران سر ہلا کر بولا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے خاور کے نمبر ڈائیل کئے۔ لیکن جواب نہیں ملا۔ شاید وہ گھر پر نہیں تھا۔ جعفری اور چوہان بھی نہیں ملے۔ آخر عمران خود ہی اس مہم پر روانہ ہو گیا۔ اسے کم از کم ناشاد کو تو سزا دینی ہی تھی۔

O

پھر وہ تقریباً چار بجے گھر واپس آیا۔ اس نے ناشاد کے ساتھ جو کچھ بھی برتاؤ کیا تھا اس پر مطمئن تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر کپڑے اتارنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"اب کون مرا۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے فون اٹھایا۔

"ہیلو۔"!

"کون.... عمران!" دوسری طرف سے کوئی عورت بول رہی تھی لیکن عمران آواز نہیں پہچان سکا۔

"ہاں.... عمران.... آپ کون ہیں...."

"ٹی تھری بی!"

"ہامپ.... ہالو.... یس.... ہاؤڈوائی ڈو؟"

"او کے.... ڈارلنگ.... تم نے سیسرو کو پکڑا تھا؟"

"اگر وہ مچھروں کی نسل سے ہے تو یقیناً پکڑا گیا ہو گا کیونکہ میں نو بجے سے فلٹ کی پچکاری لئے بیٹھا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر مچھر نہ ہوں تو عشاق بھی گہری نیند سو سکتے ہیں۔"

"احمقوں کے چچا تم بہت جلد غرق ہونے والے ہو۔"

بھتیجوں کو فائدہ پہنچے گا.... کیونکہ کروڑوں کا بینک بیلنس چھوڑنے کا ارادہ ہے۔"

"آجکل تم سے سوزی نام کی ایک لڑکی مل رہی ہے اس سے ہوشیار رہو!"

"کرنل نادر کہاں ہے ڈارلنگ؟" عمران نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"یہ نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ وہ پارٹی کے مفاد کا معاملہ ہے۔"

"تو پھر مجھ پر اتنا کرم کیوں ہے؟"

"تمہاری موت سے پارٹی کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس لئے میں اسے فضول سمجھتی ہوں۔"

"ہائیں! تم مجھے فضول سمجھتی ہو!"

"تمہیں نہیں، تمہاری موت کو.... لیکن اگر تمہارا بس چلے تو میرے ہتھکڑیاں لگا دو۔"

"ہرگز نہیں سوئیٹی تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ میں تو تم پر جان پٹختا ہوں مگر پٹخنا، نہیں لاحول ولا.... چھڑکنا میں تم پر جان چھڑکتا ہوں.... کرنل نادر کہاں ہے؟"

"تم مکار ہو عمران.... تمہاری کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا.... تم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر سکتے ہو.... تم میں.... جمالیاتی حس بالکل نہیں ہے۔"

"میں بذاتِ خود جمالیاتی ہوں.... کیونکہ میرے دادا کا نام جمال احمد جمالی تھا۔"

"بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا کہ سوزی سے ہوشیار رہنا"..... تھریسیا کی آواز میں بیزاری تھی۔

اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

O

سارجنٹ ناشاد اتنی زیادہ پی گیا تھا کہ اس کے حواس جواب دے گئے تھے۔ ایکس ٹو کو فون پر اوٹ پٹانگ سنانے کے بعد وہ زیادہ مسرور نظر آنے لگا تھا پھر اس نے تھوڑی اور چڑھائی۔ کچھ دیر حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنی کوئی غزل رینکتا رہا پھر سو گیا....

پتہ نہیں کب تک شراب اس کے ذہن پر حاوی رہی۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے نیچے کھڑ کھڑاہٹ کی آوازیں سنیں۔ پھر اس نے پیر پھیلانے چاہے لیکن ممکن نہ ہوا.... ہاتھ پھیلانے چاہے لیکن یہ بھی دشوار ثابت ہوا اسے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی چھوٹے سے صندوق میں بند ہو۔ لیکن اس نے کنکھیوں سے اوپر دیکھا۔ سر پر تاروں بھرا آسمان تھا۔ وہ کنکھیوں ہی سے دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بائیں کروٹ پر پڑا ہوا تھا.... اور سیدھا ہونا محال.... جنبش ہی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر بھی وہ خود کو متحرک محسوس کر رہا تھا کیونکہ بغیر ڈھکن کا وہ چھوٹا سا صندوق دوڑ رہا تھا۔

دفعتاً سارجنٹ ناشاد کے حلق سے بے اختیارانہ انداز میں چیخیں نکلنے لگیں اور متحرک صندوق رک گیا لیکن ناشاد برابر چیختا رہا۔

یکایک کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔ "کاہے چلات ہے رہے.... گھگھی دبائے

ڈیئوں.... (کیوں چیخ رہا ہے گردن دبا دوں گا)"

"شٹ اَپ یو ڈرٹی سوائین!" ناشاد دہاڑا۔ "ابے تو ہے کون؟"

"انگریجی ونگریجی ناچلی سرو...... چپے پڑے رہیو!" (چپکے پڑے رہنا انگریزی ونگریزی نہیں چلے گی) اور صندوق پھر حرکت میں آ گیا۔

ناشاد سوچنے لگا کہ یہ کیا مصیبت ہے.... وہ پھر کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح اٹھ کر بیٹھ جائے۔ لیکن پھر اسے مایوسی ہوئی۔ وہ کچھ اس طرح اس میں پھنسا ہوا تھا کہ نہ تو وہ ہل سکتا تھا اور نہ ہلنے کی کوشش کر سکتا تھا.... صندوق دوڑ رہا تھا اور ناشاد کا ذہن ہوا میں اڑ رہا تھا۔ نشے سے پہلے کے واقعات بہت تیزی سے اسے یاد آ رہے تھے۔ پہلی شکست.... دوسری شکست.... اور پھر شراب نوشی.... اس نے جعفری وغیرہ کے سامنے ایکس ٹو کو برا بھلا کہا تھا اور پھر دفعتاً ذہن کے دھندلکوں سے کچھ سوئی سوئی سی یاد داشت ابھری.... ایکس ٹو کا فون بھی تو آیا تھا.... شاید.... لیکن اس نے نشے کے ترنگ میں اس کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناشاد کانپ گیا۔ اور ایک بار پھر اسے محسوس ہونے لگا جیسے اس پر غشی طاری ہو رہی ہو۔!

دفعتاً قریب ہی کوئی چیخنے لگا۔ "اللہ کے نام پر بابا.... اندھے گونگے، بہرے لاچار کیلئے۔"

صندوق رک گیا تھا۔ ناشاد نے محسوس کیا کہ اجالا پھیل گیا ہے پرندوں کی ننھی سی آوازیں اس کے کانوں سے ٹکراتی رہیں۔

"بابا...... نور کے تڑکے...... اللہ کے نام پر جگ جگ جیو...... بچے آباد رہیں...... اندھے گونگے، بہرے لاچار کے لئے۔"

"او میاں.... فقیر...." ناشاد نے ہانک لگائی۔ "ذرا مجھے نکالنا تو.... انعام دوں گا.... منہ مانگا...." اسے اپنی آواز سے اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس میں بہت زیادہ گھبراہٹ تھی۔ غالباً یہ بے تحاشہ پینے کا اثر تھا۔

"اے حرام کے جنے آج کیا ہو گیا ہے تجھے؟" کسی نے صندوق میں ٹھوکر مار کر کہا۔ "جوتے کھلوائے گا۔؟"

"شٹ اَپ یو باسٹرڈ.... سن آف اے بچ" ناشاد دانت پیس کر غرایا۔ "مجھے اس صندوق سے نکال ورنہ بلاتا ہوں پولیس کو!"

دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس پر جھکا ہوا ہے۔ اور پھر اس نے کسی کو کہتے سنا۔

"ابے تو کون ہے؟.... میرا بابا کہاں ہے؟"

"جہنم میں.... اور تجھے بھی جہنم میں پہنچا دوں گا۔ ورنہ نکال مجھے۔" ناشاد نے کہا اور چند

لمحوں کے بعد اس نے ہلکی سی کھڑا کھڑاہٹ سنی اور اس کے پیر خود بخود پھیلتے چلے گئے۔ شاید ایک طرف کا تختہ نیچے گرا دیا گیا تھا۔ ناشاد نیچے کھسکا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سامنے ایک شکستہ حال نوجوان فقیر کھڑا تھا اور خود ناشاد بھی کوئی بھک منگا ہی معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر ایک ایسا کوٹ تھا، جس کے چیتھڑے جھول رہے تھے اور نیکر کی ساخت بھی یہی کہتی تھی کہ وہ کبھی پتلون رہی ہو گی۔

"تو کون ہے؟" ناشاد نے اسے للکارا۔

"جگو کا بیٹا مداری...... تو نے میرے بابا کا کیا بنایا...... ان کے کپڑے تو نے کیوں پہنے ہیں؟"

"یو انفرنل بیسٹ!" ناشاد دانت پیس کر رہ گیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسے غصہ نہیں آیا تھا۔ اس کا ذہن تو اس فکر میں الجھا ہوا تھا کہ اگر کسی شناسا نے اس حال میں دیکھ لیا تو کیا سمجھے گا۔

"بول کہاں ہے میرا بابا!" فقیر اس پر جھپٹ پڑا۔ ناشاد شاید اس کے لئے تیار نہیں تھا اس کے لئے سنبھلنا دشوار ہو گیا پھر بھی اس نے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی اور اس کے گھٹنے زمین سے جا لگے تھے۔ فقیر اس پر چھا گیا تھا۔ ناشاد اٹھنے کے لئے زور لگانے لگا تھا لیکن فقیر خاصا طاقتور ثابت ہوا۔ اچھی طرح اجالا پھیل گیا تھا سڑک پر آمد و رفت شروع ہو گئی تھی کچھ لوگ بیچ بچاؤ کرانے کے لئے دوڑ پڑے لیکن اتنی ہی دیر میں ناشاد کا چہرہ داغدار ہو چکا تھا فقیر کے بڑھے ہوئے ناخنوں نے خاصے نقش و نگار بنائے تھے۔ اچانک اسی دوران میں ناشاد کی نظر بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف اٹھ گئی اور وہ سناٹے میں آ گیا پھر اسے اس کا بھی ہوش نہیں رہ گیا کہ وہ پٹ رہا ہے بس ایک بار اس نے چھلانگ لگائی اور مجمع سے باہر تھا۔ پھر وہ اپنی پوری قوت سے ایک سمت دوڑنے لگا۔

اسے اچھی طرح نہیں یاد کہ وہ کیسے اپنے گھر تک پہنچا۔ نہ اسے گھورتی ہوئی آنکھوں کا ہوش تھا۔ اور نہ پڑوسیوں کے استعجاب زدہ چہروں کا۔! البتہ ایک آواز اس کے کانوں میں برابر گونجتی رہی تھی۔

"میرا بابا.... میرا بابا؟" اور دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی اسے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ فقیر جو اسکے پیچھے دوڑتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا۔ دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخ رہا تھا۔

"صاحب! آپ کے گھر میں چور گھسا ہے.... ڈاکو گھسا ہے قاتل گھسا ہے....!"

لیکن ناشاد اب اس حال میں دوبارہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا تھا.... وہ سیدھا اپنی خواب گاہ میں چلا گیا تا کہ جلد سے جلد کم از کم سلیپنگ سوٹ ہی ڈال لے۔ لیکن اسے دروازے پر ہی ٹھٹک

جانا پڑا۔ کیونکہ ایک میلا کچیلا بوڑھا اس کا سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے مسہری پر خراٹے لے رہا تھا۔

ناشاد آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر یک لخت اس پر ٹوٹ پڑا۔

"ارے باپ رے....؟" بوڑھا رو دینے والی آواز میں چیخا۔

"کون ہے بے تو....؟" ناشاد اس کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

ارے سرکار.... مار ڈالا بال چھوڑیئے.... اچھا ہوا آپ واپس آ گئے.... ڈر کے مارے میرا دم نکلا جا رہا تھا.... مگر نیند بڑی اچھی آئی.... جگ جگ جیو مالک اب مجھے جانے دو۔"

ناشاد کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ بوڑھا اس کے ہاتھ ہٹا کر مسہری سے اتر آیا۔

"اب انعام دلوایئے نا صاحب!" بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔ اور ناشاد نے محسوس کیا کہ وہ اندھا ہے.... بوڑھا کہہ رہا تھا۔

"اپنے کپڑے لیجئے!.... اور میرے کپڑے لایئے.... بھلا ان ریشمی کپڑوں میں مجھے کون بھیک دے گا۔"

سارا معاملہ ناشاد کی سمجھ میں آ گیا۔ یہ لازمی طور پر ایکس ٹو ہی کا کارنامہ تھا یقیناً اسے اس کی طرف سے سزا ملی تھی ایک بار پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناشاد نے اسے رخصت کر دیا۔ اس سے دس روپے کے انعام کا وعدہ کیا گیا تھا لہٰذا ناشاد کو چپ چاپ نکال کر دینے پڑے۔ اندھا باہر کھڑے ہوئے نوجوان فقیر کو ڈانٹتا پھٹکارتا ہوا وہاں سے لے گیا۔

ناشاد کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے.... اس کے پاس ایک سنسنی خیز اطلاع تھی۔ ایسی کہ اس سے ایکس ٹو کے ماتحتوں کی غلطیوں کا ازالہ بھی ہو سکتا تھا۔

پہلے تو وہ دل ہی دل میں ایکس ٹو کو گالیاں دیتا رہا.... پھر سوچنے لگا، کہ اگر وہ ملازمت سے مستعفی بھی ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ایکس ٹو اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے.... وہ تو ہر جگہ اور ہر حال میں اسے سزا دے سکتا تھا.... بہر حال وہ جبراً قہراً اٹھا اور فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ناشاد اسپیکنگ سر!" ناشاد گھگھیایا۔

"آہا.... فرمایئے.... ناشاد صاحب! کیسے مزاج ہیں؟"

"میں کان پکڑ اور ناک رگڑ کر معافی چاہتا ہوں جناب!"

"پھر اس طرح پیئو گے!"

"نہیں جناب کبھی نہیں! میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں.... مگر میں نے کچھ کام بھی کیا

ہے۔"

"اچھا!"

"جی ہاں! میں نے سیسرو کو پیراماؤنٹ بلڈنگ میں دیکھا ہے۔ وہ اسی کھڑکی میں تھا جہاں "التھرے اینڈ کو" کا بورڈ لگا ہوا ہے!"

"اگر یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو!"

"میں نے اسے وہیں دیکھا تھا جناب!"

"اچھی بات ہے.... اور کچھ؟"

"ایک گزارش بھی ہے!"

"کہو!"

"اس واقعہ کی اطلاع میرے ساتھیوں کو نہ ہونے پائے۔"

"نہ ہوگی!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ناشاد ریسیور رکھ کر اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کسی پہاڑی پر چڑھتے چڑھتے دم لینے کے لئے رکا ہو!

O

عمران نے معلوم کر لیا کہ التھرے اینڈ کو فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ ایجنٹس ہیں لیکن نہ تو التھرے کی شکل دیکھ سکا اور نہ وہاں سیسرو ہی کا سراغ مل سکا۔ ایک کلرک اور چپڑاسی وہاں موجود تھے۔ پھر بھی اس نے لیفٹیننٹ چوہان کو اس فلیٹ کی نگرانی پر مامور کر دیا۔

تفتیش کرنے پر التھرے کا جو حلیہ معلوم ہوا تھا۔ یقیناً مشتبہ تھا۔ ادھر سے فرصت حاصل کر کے وہ سر سلطان کی طرف متوجہ ہوا جو اب ہوش میں آ گئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس دن ان کے ڈرائیور کا بھتیجا انہیں آفس پہنچانے کے لئے آیا تھا لیکن انہوں نے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوا تھا کہ ڈرائیور اچانک بیمار ہو گیا ہے۔ حالانکہ انہیں کرنل نادر کی گمشدگی کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کے امکانات پر غور نہیں کیا تھا۔ آفس جانے سے کچھ دیر پہلے انہیں کرنل نادر کی بیوی کا فون موصول ہوا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کرنل نادر کسی غیر ملکی لڑکی کو لے کر کہیں وقت گزارنے گیا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ کرنل نادر اپنی خواب گاہ میں اس سے جاپانی سیکھا کرتا تھا۔

عمران نے اسٹیٹ بنک کی سیف کی کنجی سر سلطان کے سپرد کرنی چاہی لیکن انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ویسے انہوں نے محکمہ سراغرسانی کو ضرور ہدایت کرادی کہ اسٹیٹ بنک کے اسٹرانگ روم کی کڑی نگرانی کی جائے۔

اب سوزی کی فکر ہوگئی تھی۔ چونکہ اس کے سلسلے میں تھریسیا نے اسے خبردار کیا تھا۔ لہٰذا وہ اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران میں تقریباً ہر شام وہ اس سے ملتی رہی تھی لیکن عمران نے اسے اپنی قیام گاہ کا پتہ نہیں بتایا تھا۔

آج عمران کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ اگر سوزی کی حقیقت معلوم کرنے کا خیال نہ ہوتا تو شاید آج عمران نائٹ کلب کا رخ ہی نہ کرتا۔ سوزی حسبِ معمول وہاں موجود تھی لیکن عمران نے محسوس کیا کہ وہ آج کچھ نڈھال سی ہے۔ اس کی آنکھوں میں شوخیوں کی بے چین لہریں نہیں تھیں اور وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ معلوم ہو رہی تھی اس نے ایک مضمحل سی مسکراہٹ کے ساتھ عمران کا خیر مقدم کیا۔

کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر یک بیک سوزی کچھ نروس سی نظر آنے لگی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خاص بات کہنے کے لئے مضطرب ہو۔ لیکن ہمت ساتھ نہ دے رہی ہو۔ آخر اس کے ہونٹ ہلے۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ جولیانا فٹز واٹر ایک شادی شدہ عورت ہے؟"

"ہائیں!" عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ "کیا مطلب؟"

"تو تم اسے ایک شادی شدہ عورت کی حیثیت سے نہیں جانتے؟"

"ہرگز نہیں! وہ کنواری ہے تم مذاق کر رہی ہو۔"

"وہ شادی شدہ ہے۔" سوزی نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "وہ تمہیں اب تک دھوکا دیتی رہی ہے.... وہ کنواری نہیں ہے.... اسے خود کو جولیانا التھرے لکھنا اور کہنا چاہئے لیکن وہ تمہیں دھوکہ دینے کے لئے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام استعمال کر رہی ہے!"

"ارے باپ رے...." عمران اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتا ہوا مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "جولیانا التھرے خدا اسے غارت کرے.... وہ اب تک مجھے دھوکا دیتی رہی۔"

"کیا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو؟"

"ہرگز نہیں! کبھی نہیں! وہ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔"

سوزی کے چہرے پر اطمینان کی لہریں نظر آنے لگیں اور اس نے مسکرا کر کہا۔ "

کہہ دو کہ تم سے نہ ملا کرے۔"

"مگر میں یہ کیوں کہہ دوں۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو میرا اس سے کیا نقصان ہے اگر نہیں ہے تو فائدہ کیا ہو سکتا ہے....؟"

"ایک شریف آدمی کی زندگی تلخ ہو سکتی ہے۔" سوزی نے کہا۔ "مسٹر التھرے اسے نہیں کھونا چاہتے.... اگر تم اسے دھتکار دو تو التھرے کی زندگی برباد ہونے سے بچ جائے گی.... ورنہ ایک شریف آدمی کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔"

عمران بوکھلا کر اپنی گردن ٹٹولنے لگا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر اس قسم کے آثار نظر آئے جیسے وہ خون کی چپچپاہٹ محسوس کر رہا ہو۔

"نہیں!" وہ خوفزدہ آواز میں بولا۔ "ہرگز نہیں.... اگر وہ مجھ سے ملنا چاہے گی تو نہیں ملوں گا نہ مانے گی.... تو اس پر شہد کی مکھیاں چھوڑ دوں گا.... میرے پاس تقریباً پانچ ہزار شہد کی مکھیاں ہیں...." سوزی اس خیال پر بے ساختہ ہنس پڑی۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔

"ہم دونوں بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔"

"کیا اب برے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں...... یہ میں نے یونہی کہا ہے...... دیکھو عمران دوست میں تمہیں ابھی تک دھوکا دیتی رہی ہوں"

"ہائیں...." عمران آنکھیں پھاڑ کر اچھل پڑا "تم بھی دھوکا دے رہی ہو...."

"ٹھہرو.... ذرا اتنی جلدی سمجھنے کی کوشش نہ کرو.... پوری بات سن لو.... میں نے یہ دھوکا ایک نیک مقصد کے لئے دیا تھا۔ میں صرف یہ چاہتی تھی کہ مسٹر التھرے کی زندگی برباد نہ ہو۔ میں نے آج تک ملایا کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمیشہ اسی شہر میں رہی ہوں۔ مسٹر التھرے میرے باس ہیں!"

"اوہ.... ہو....!" عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے گھمائے۔

"ہاں.... انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ کسی طرح عمران کو مسز التھرے سے جدا کردو۔ پھر انہوں نے کہا اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس سے دوستی کرو۔ پھر اسے اپنے ساتھ لاؤ۔"

"کہاں لاؤ؟"

"یہ بھی مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے۔ انہوں نے آج صبح مجھے وہ جگہ بتائی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ تم سے کوئی ایسی تحریر لیں گے جس کی وجہ سے تم پھر کبھی جولیانا کی طرف رخ نہ

کر سکو۔"

تو پھر چلو.... میں چل رہا ہوں...." عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"تم کیا سچ مچ اُلو ہو....؟" سوزی نے حیرت سے کہا۔

"نہیں.... میں ایک شریف آدمی ہوں.... تمہارے ساتھ چل کر مسٹر التھرے کی غلط فہمی رفع کر دوں گا۔"

"تم پاگل ہوئے ہو.... کیا اتنی بھی عقل نہیں رکھتے کہ اگر تمہیں دیکھ کر مسٹر التھرے کو غصہ آگیا تو کیا ہوگا۔"

"میں ان سے صاف کہہ دوں گا کہ مجھے مسز التھرے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.... میں تو روڈ انسپکٹر ہوں۔"

"تم واقعی احمق ہو!"

"لیکن اگر تم مجھے وہاں نہ لے گئیں.... تو مسٹر التھرے کیا سوچیں گے۔"

"کچھ بھی نہیں.... جب مقصد ہی حاصل ہوگیا ہے تو اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ میں انہیں اطمینان دلا دوں گی کہ اب تم مسز التھرے سے نہیں ملو گے۔ وہ تو میں اسی دن سمجھ گئی تھی کہ تمہیں اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔ وہ خود ہی تمہاری طرف دوڑی ہوگی۔ مگر اب میں سوچتی ہوں کہ وہ حق بجانب ہے۔ تم انتہائی دلچسپ آدمی ہو!.... اور مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ تم وہ ہرگز نہیں ہو.... جو نظر آتے ہو۔"

"ہائیں کیا بات ہوئی یعنی کہ میں عمران ہوں علی عمران۔ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی...."

"تم جو کچھ بھی ہو.... لیکن میرے لئے بہت پراسرار ہو۔"

"خدا کی پناہ.... بچپن میں میری ممی بھی یہی کہا کرتی تھی.... لیکن میں اسے مذاق سمجھتا تھا۔ آج تم بھی.... کمال ہے مگر تم مجھے وہاں لے چلو میں مسٹر التھرے کو مطمئن کر دوں گا۔"

"نہیں.... ضد مت کرو.... ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

"ہو کر رہے گا، تمہیں چلنا پڑے گا، ورنہ میں یہیں سب کے سامنے خود کشی کر لوں گا۔"

"خود کشی.... اچھا کر لو...." سوزی ہنسنے لگی۔

"میں سچ مچ کر لوں گا.... تم یہ نہ سمجھنا کہ یہاں خود کشی کے لئے مجھے میٹریل نہیں ملے گا.... دو چھریاں، تین چمچے اور ایک آدھ کانٹا نگل جاؤں گا.... خود کشی ہو جائے گی...."

"نگل جاؤ.... میں تمہاری مدد کروں گی۔"

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا ارادہ کیوں ملتوی کر دیا.... ظاہر ہے کہ تم اب تک مجھ سے اسی

ملتی رہی ہو کہ مجھے التھرے کے بتائے ہوئے مقام پر لے جاؤ۔"

"میں نے سوچا کہیں التھرے کوئی غیر قانونی حرکت نہ کر بیٹھے.... عورتوں کی وجہ سے دنیا میں بہت کشت و خون ہوا ہے۔"

"ایک اور سہی.... محترمہ سوزی!"

"بکواس نہ کرو.... تم کافی پیو گے یا چائے؟"

"ٹھنڈا پانی ہر حال میں مجھے سکون پہنچاتا ہے.... کیا یہ التھرے کوئی فوجی ہے۔"

"نہیں.... بزنس مین.... فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ ایجنٹ ہے...."

"ارے وہ التھرے اینڈ کو.... پیراماؤنٹ بلڈنگ والی؟"

"ہاں.... وہی.... کیا تم نے ان کے ذریعہ.... کبھی کوئی کلیرنگ کرا چکے ہو؟"

"ہاں.... آں.... پچھلے سال.... میری کار انہیں کی معرفت مجھے ملی تھی۔"

"تو تم مسٹر التھرے سے ذاتی طور پر واقف ہو؟"

"نہیں.... میں نے تو آج تک شکل بھی نہیں دیکھی اس کی.... مگر اب دیکھوں گا.... وہ مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے.... میں اسے دیکھوں گا۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔"

"اس کے دفتر میں ہی ہنگامہ برپا کروں گا.... وہاں اس کی زیادہ بے عزتی ہوگی ورنہ تم مجھے وہیں لے چلو جہاں اس نے بلوایا ہے!.... ظاہر ہے کہ وہ وہاں تنہا ہوگا.... لہٰذا اس کی یا میری بے عزتی کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے گا.... صرف تم ہو گی.... اگر تم سے کسی کی بے عزتی نہ دیکھی جائے تو اپنی آنکھیں بند کر لینا۔"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو؟...." سوزی نے حیرت سے کہا۔

"قطعی.... سو فیصدی...."

"التھرے تمہیں توڑ مروڑ کر رکھ دے گا۔ وہ آدمی نہیں جن ہے۔"

"میں اسی طرح مرنا چاہتا ہوں تم مجھے لے چلو.... ورنہ مسز التھرے کو مجھ سے شادی کرنی پڑے گی.... میری ایک معمولی سی توجہ اسے میرے قدموں میں لا ڈالے گی سمجھیں؟"

"اچھا.... چلو.... لیکن وہاں جو کچھ بھی ہو.... اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہوگی۔ میں تمہیں خطرات سے آگاہ کر چکی ہوں۔"

"ہاں.... تم مجھے خطرات سے آگاہ کر چکی ہو۔ اگر میں اپنا ایک ہاتھ یا پیر وہیں چھوڑ آیا تو مجھے تم سے کوئی شکایت نہ ہوگی.... چلو اٹھو!"

"ارے ابھی تو بہت وقت ہے۔ ہم دس بجے تک وہاں پہنچیں گے۔ مگر تم ایک بار پھر سوچ لو.....!"

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ اس کا تصفیہ ہو جانا چاہئے۔ میں بدنامی کا داغ لے کر قبر میں نہیں جانا چاہتا۔"

"تمہاری مرضی!" سوزی نے بظاہر بے پرواہی سے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں گہری تشویش صاف پڑھی جا سکتی تھی۔

"مگر ہمیں جانا کہاں ہوگا؟"

"موڈل ٹاؤن.... ہیوپشام لاج...." سوزی نے غالباً بے خیالی میں کہا۔ اور پھر اس طرح چونک پڑی جیسے نادانستگی میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو! وہ چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "دیکھو! اس قصے کو یہیں ختم کردو.... مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ اس کا تذکرہ لے بیٹھی.... میں مسٹر التھرے کو دوسری طرح بھی ٹال سکتی ہوں۔"

"اگر تم تذکرہ نہ کرتیں تو میں مرتے دم تک تمہیں معاف نہ کرتا۔ کنفیوشس نے کہا تھا...."

"کہا ہوگا کنفیوشس نے.... آخر تم سنجیدگی سے کیوں نہیں سوچتے.... اگر مسٹر التھرے کو غصہ آگیا تو....؟"

"میں اس کے لئے ایک ڈبہ آئس کریم لے چلوں گا! تم فکر نہ کرو!"

"وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے عمران.... وہ کسی ہاتھی کی طرح مضبوط ہے۔ میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اپنے جسم کے کسی حصہ سے خود ہی رائفل کی گولی نکالے اور خود ہی زخم کی ڈریسنگ کرے.... اور اسی عالم میں اپنے پیروں سے چل کر کسی کو رخصت کرنے کے لئے صدر دروازہ تک جائے۔"

"اوہ.... تو کیا التھرے ایسا ہی ہے؟"

"ہاں.... عمران! میں جھوٹ نہیں کہتی۔"

"پرواہ مت کرو.... بچپن میں ایک بار میں نے توپ کا گولہ نگل لیا تھا اور اب تک شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔"

"تم سے خدا سمجھے...." سوزی دانت پیس کر رہ گئی۔

عمران کچھ دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا "میں ابھی آیا دس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔"

سوزی نے بڑی خوش دلی سے اسے اجازت دے دی۔ غالباً اس نے سوچا تھا کہ یہ اسی بہانے

سے ٹل جائے تو بہتر ہے۔ عمران کلب سے نکل کر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں آیا اور وہاں سے اپنے ماتحتوں کے یکے بعد دیگرے نمبر ڈائیل کئے اور انہیں جلدی جلدی مختلف ہدایات دے کر بوتھ سے باہر نکل آیا۔

دفعتاً اس کی نظر سوزی پر پڑی۔ جو کلب سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جا رہی تھی۔

عمران نے بھی قدم بڑھائے اور جلد ہی اسے جالیا۔

"اوہو.... تو تم بھی خود کو دھوکہ باز ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔!"

سوزی رکی۔ اور چند لمحے بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ پھر ایک بے جان سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے کہا۔ "میں سمجھی تھی شاید تم اسی بہانے سے ٹل گئے۔"

"ارے جاؤ.... کیا میں ڈرپوک ہوں.... کنفیوشس...."

"خدا کے لئے" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی "کنفیوشس نہیں، مجھے اس نام سے ہی اختلاج ہوتا ہے۔"

"اچھا تو چلو.... واپس چلو.... ہم ٹھیک دس بجے ہیوپشام لاج پہنچیں گے۔"

"چلو!" سوزی مردہ سی آواز میں بولی۔ اور وہ پھر کلب کی طرف واپس ہوئے۔

O

سوزی پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اس نے ہر ہر طرح اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ اس وقت ساڑھے نو بج رہے تھے اور عمران کی ٹوسیٹر موڈل ٹاؤن کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"عمران! میں تمہیں پھر سمجھاتی ہوں۔"

"بہت مشکل ہے.... اگر تم خوف محسوس کر رہی ہو.... تو یہیں سے واپس جاؤ.... میں ہیوپشام لاج تو ضرور جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ التھرے اپنی غلطی تسلیم کرکے مجھے بدنام کرنے سے باز آجائے۔"

"میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اسے اس پر آمادہ کر لوں گی.... مگر تم اس وقت اس کے سامنے نہ جاؤ.... معلوم نہیں اس نے تمہارے لئے کس قسم کا جال تیار کیا ہے.... میرے خدا میں نے سخت غلطی کی.... تم جیسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا...."

عمران کچھ نہ بولا۔ ٹوسیٹر ہوا سے باتیں کرتی رہی۔ آخر وہ موڈل ٹاؤن کی حدود میں داخل ہوئے اور عمران نے محسوس کیا کہ سوزی کی سانسیں معمول سے زیادہ تیز ہو گئی ہیں۔

"ہیوپشام لاج غالباً تیسرے بلاک میں ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں وہیں ہے.... اور عمران تم آخر اپنی عقل کیوں کھو بیٹھے ہو۔ اب بھی غنیمت ہے.... واپس چلو!"

"یہ ناممکن ہے ڈیری! میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کسی کی بیوی کا عاشق سمجھا جاؤں۔"

سوزی پھر چپ ہو رہی.... ٹوسیٹر تیسرے بلاک کی طرف مڑ رہی تھی۔

"میرا دل بہت شدت سے دھڑک رہا ہے۔" سوزی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"چلو شکر ہے کہ تم زندہ ہو.... میں تو سمجھا تھا کہ اس نے دھڑکنا چھوڑ دیا ہے۔"

ٹوسیٹر ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔

"چلو اترو! اوہو.... یہاں جشن ہو رہا ہے۔ شاید کوئی کھڑکی بھی ایسی نہیں ہے جس سے روشنی نہ جھانک رہی ہو!"

"عمران پھر سوچ لو...." سوزی ہذیانی انداز میں بڑبڑائی۔

"سوچ لیا...." عمران نے کہا اور سوزی کو کھینچتا ہوا گاڑی سے اتر آیا۔ عمارت کے صدر دروازے پر ایک دربان نے اس کا استقبال کیا۔ اور وہ ہاتھوں ہاتھ اندر پہنچا دیئے گئے۔

وہ ایک کافی طویل و عریض کمرہ تھا۔ انتہائی شاندار اور قیمتی ساز و سامان سے مزین.... اور آتشدان کے قریب تھریسیا مضمحل کھڑی تھی۔ سوزی اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی.... تھریسیا بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے چہرے پر پائے جانے والے اضمحلال ہی نے اس کی دلکشی میں اضافہ کر دیا ہو۔

عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھریسیا نے ہونٹ سکوڑ کر منہ پھیر لیا۔ دفعتاً ان کی پشت سے ایک قہقہے کی گونج سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے.... دروازے میں طویل قامت الفانسے کھڑا ہنس رہا تھا اور سیسرو اس کے پیچھے تھا۔

"مسٹر التھرے کہاں ہے؟" سوزی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"التھرے....؟" الفانسے نے حیرت سے دہرایا.... یہاں کوئی التھرے نہیں رہتا۔"

"میرے خدا!" سوزی نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ "آپ کی آواز تو مسٹر التھرے ہی کی سی ہے.... مگر آپ...."

"تمہیں کسی نے غلط پتہ بتایا ہے لڑکی.... میرا نام التھرے نہیں الفانسے ہے۔"

"اور میں ان کا سوتیلا چچا لگتا ہوں!" عمران نے دوبارہ تھریسیا کو آنکھ مار کر کہا۔

سیسرو غرا کر اس پر چڑھ دوڑا۔

"ٹھہرو!" الفانسے نے روکتے ہوئے کہا۔ "اسے وہاں لے چلو جہاں ہم جشن منائیں گے۔"

"اور یہ لڑکی؟" سیسرو نے سوزی کی طرف اشارہ کیا۔

"اسے بھی لے چلو!" الفانسے بولا۔ "فی الحال اس کا باہر جانا مناسب نہیں ہو گا۔"

"مسٹر التھرے.... آپ کیا کر رہے ہیں۔" سوزی ہذیانی انداز میں چیخی "تم پھر غلطی کر رہی ہو.... میرا نام الفانسے ہے۔"

"ہرگز نہیں.... اگر آپ نے اپنی گھنی مونچھیں نہ صاف کر دی ہوتیں تو...."

"چلو یہی سہی.... مگر تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں.... تمہیں اس کام کا معقول معاوضہ ملے گا۔"

"سنا تم نے پاگل کتے...." سوزی نے عمران کو جھنجھوڑ کر پاگلوں کی طرح چیخی۔

"میں اب بھی یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ ایک دلچسپ مذاق ہے۔" عمران نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر تھریسیا کو آنکھ مار دی۔

"چلو.... اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" سیسرو ریوالور نکال کر دہاڑا۔

"ہشت...." الفانسے نے کراہت سے کہا۔ "ایک حقیر سے کیڑے کے لئے خواہ مخواہ اپنی انرجی کیوں برباد کرتے ہو۔ ریوالور جیب میں رکھ لو.... یہ یونہی چلے گا۔"

"چلو.... چلو!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں اس جشن سے.... کافی لطف اندوز ہوں گا۔"

وہ ایک بہت بڑے کمرے میں لائے گئے۔ یہاں ایک طرف تقریباً سو مربع فٹ کے رقبے میں بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے۔ اور اس کے قریب ہی کرنل نادر ایک کرسی میں بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے علاوہ چھ عورتیں اور چھ مرد بھی وہاں موجود تھے۔

"یہ آگ تم دیکھ رہے ہو؟" الفانسے نے عمران سے کہا۔

"معاف کرنا پیارے! میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہوں۔ کہو تو دوڑ کر لیتا آؤں۔"

"اے احمق آدمی...!" دفعتاً تھریسیا نے اسے مخاطب کیا۔ "اگر تم وہ کنجی ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے.... یہ ٹی تھری بی کا وعدہ ہے!"

"آپ ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتیں مادام۔" سیسرو بول پڑا۔ وہ خونخوار نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"تو میری آواز پر اپنی آواز بلند کر رہا ہے...." تھریسیا غضبناک ہو گئی۔

سیسرو نے لاپرواہی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی اور تھریسیا کی خونخوار نظریں الفانسے کی طرف اٹھ گئیں۔

الفانسے خاموش کھڑا تھا۔ اس نے سیسرو کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "معافی مانگو۔"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں مادام!" سیسرو کا لہجہ بہت تلخ تھا.... "لیکن اس سے میری ذاتی پرخاش ہے۔"

تھریسیا عمران سے کہہ رہی تھی۔ "یہ آگ تم دونوں کے لئے روشن کی گئی ہے اور اس وقت تک بھڑکائی جاتی رہے گی جب تک کاغذات یہاں نہ آ جائیں.... سیف کی کنجی تم نے کہاں رکھی ہے۔"

"ایک جزیرے میں" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہاں ایک سرخ رنگ کا گنبد ہے جو دن رات تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اس پر ایک نیلے رنگ کا پرندہ بیٹھا ہر آیند و روند کو آواز دیتا ہے.... باش اے رہروانِ مال روڈ آگے کافی ہاؤز ہے.... ذرا سنبھل کر....."

"سلاخیں گرم کرو!" الفانسے دانت پیس کر چیخا۔

سیسرو نے بڑی بڑی سلاخیں جن میں لگے ہوئے دستے لکڑی کے تھے آگ میں ڈال دیں.... عمران کی نظر اس گراموفون پڑی جو ایک طرف ایک میز پر رکھا ہوا تھا۔

"یہ یہاں کس لئے رکھا گیا ہے...." عمران نے الفانسے سے پوچھا۔

"جشن کے لئے.... تم دونوں کو آگ میں پھینک کر ہم لوگ رمبا ناچیں گے۔" الفانسے نے مسکرا کر جواب دیا.... اور سوزی کانپ گئی۔ اس نے کہا.....

"مسٹر التھرے!.... پلیز.... رحم کیجئے!"

"تم بالکل محفوظ ہو بے بی!" الفانسے نے ہنس کر کہا۔

عمران گراموفون کی طرف بڑھا۔ اس پر ریکارڈ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرن ٹیبل کو متحرک کر کے ساؤنڈ بکس رکھ دیا۔ ہال میں موسیقی گونجنے لگی۔ وہ سب اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ عمران مسکراتا ہوا سوزی کے قریب آیا۔ اور اسے بازوؤں میں لے کر رمبا ناچنے لگا۔

"پاگل ہو گئے ہو.... تم پاگل ہو گئے...." سوزی اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے مچلی!

"تم بھی پاگل ہو جاؤ۔" عمران ہنستا ہوا بولا۔ "قبل اس کے یہ لوگ مجھے بھون کر کھا جائیں میں تین منٹ تک رمبا ناچنا چاہتا ہوں۔"

"خدا تم سے سمجھے.... میں پہلے ہی منع کر رہی تھی۔"

"مجھے تم سے.... کوئی شکوہ نہیں ہے.... دوسری دنیا میں ہم ضرور ملیں گے۔"

تھریسیا حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ریکارڈ کے ختم ہوتے ہی وہ رک گئے اور دفعتاً تھریسیا چیخی۔

"الفانسے! کیا تم بھی اسی کی طرح احمق ہو گئے ہو؟ یہ وقت گزارنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں مادام!"

اچانک عمران نے قہقہہ لگایا۔ اور پھر گراموفون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ایک راؤنڈ اور سہی.... ٹی تھری بی!.... کیا اس بار تم میری پارٹنر بننا پسند کرو گی؟"

سیسرو عمران کی طرف جھپٹا۔ شاید وہ اسے گراموفون کی طرف نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ لیکن قبل اس کے وہ عمران کو ہاتھ بھی لگا سکتا۔ عمران نے پلٹ کر ایک گھونسہ اس کی پیشانی پر جڑ دیا اس نے سنبھلنا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا۔ اتنی دیر میں عمران کی لات بھی اس کے پیٹ پر پڑ چکی تھی۔ سیسرو کسی زخمی بھینسے کی طرح ڈکرا کر دوہرا ہو گیا۔

"ٹھہرو الفانسے!" تھریسیا کی آواز سناٹے میں گونجی.... "اس کچھوے کو سیسرو ہی ٹھیک کرے گا.... سیسرو اسے اٹھا کر آگ میں جھونک دے....!"

سیسرو اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران پر ٹوٹ پڑا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ اسے رگیدتا ہوا آگ تک لے جائے۔

"عمران!.... خدا کے لئے کنجی کا پتہ بتا دو۔" دفعتاً کرنل نادر چیخا۔

عمران نے سیسرو سے نپٹتے ہوئے جواب میں ہانک لگائی۔ "نہ مجھے جاپانی سیکھنے کا شوق ہے اور نہ میں تمہاری طرح بوڑھا ہوں.... میرے کباب یہ لوگ بڑے شوق سے کھائیں گے۔"

پھر کرنل نادر کو سانپ سونگھ گیا۔ سوزی کھڑی بری طرح کانپ رہی تھی۔ اور تھریسیا کی آنکھوں سے تشویش ہویدا تھی۔ لیکن الفانسے اس لڑائی کو بالکل اسی انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے آدمی نہیں بلکہ دو مرغ لڑ پڑے ہوں۔ دفعتاً عمران کے پاؤں اکھڑ گئے.... اور سیسرو اسے ریلتا ہوا آگ کی طرف لے جانے لگا۔

"ارے.... بچاؤ.... بچاؤ.... سوزی ہذیانی انداز میں چیخی۔

"خاموش!" الفانسے غرایا۔

"ارے! یہ کیا ہو رہا ہے۔" سوزی کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ہائیں...." بیک وقت سب کی زبانوں سے نکلا اور جگر خراش چیخ ہال میں گونج اٹھی کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یک بیک نقشہ کیسے بدل گیا تھا۔ بس آگ کے قریب پہنچتے ہی انہوں نے سیسرو کو اچھلتے دیکھا، جو اپنے ڈیل ڈول سمیت عمران کے سر پر سے گزرتا ہوا آگ میں جا پڑا تھا۔

"اب تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو....." عمران نے ان کی طرف مڑ کر کہا۔

اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ جو شاید اس نے اسی دوران میں سیسرو کے ہولسٹر سے کھینچ لیا تھا۔ سیسرو آگ سے کود کر عمران کے قریب آ پڑا۔ اب اس کے منہ سے آوازیں نہیں نکل رہی تھیں لیکن وہ کسی زخمی جانور کی طرح تڑپ رہا تھا۔

ان لوگوں نے چپ چاپ ہاتھ اٹھا دیئے۔ چونکہ حالات غیر متوقع طور پر بدلے تھے اس لئے انہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"یہ تیسرا اور شاید آخری موقعہ ہے الفانسے!" عمران مسکرا کر بولا۔ "لہٰذا قبل اس کے کہ ہم

رخصت ہوں جشن ہو جائے۔ میری طرف سے دعوت ہے.... سوزی! تم اس شریف آدمی کو کھول دو جو کرسی پر بندھا ہوا ہے۔"

سوزی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کرنل نادر کو کھولنے لگی اور عمران نے پھر الفانسے کو مخاطب کیا۔ "تم سونے کی مہر میرے حوالے کردو۔ جس کے بغیر ریڈ اسکوائر کاغذات نامکمل ہیں.... تو میں تمہیں نکل جانے دوں گا.... یہ عمران کا وعدہ ہے۔!"

"کیا یہ حقیقت ہے کہ مہر ان کاغذات کے ساتھ نہیں تھی؟" الفانسے نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں!"

"تب تو.... ہم اب تک بیکار ہی اپنا وقت ضائع کرتے رہے؟" الفانسے بڑبڑایا۔

"ہاہا....!" عمران نے قہقہہ لگایا "تم کسی بیوقوف آدمی کو بیوقوف نہیں بنا سکتے الفانسے!"

الفانسے کچھ نہ بولا۔

عمران نے سوزی سے کہا۔ "ریکارڈ لگا دو.... جشن ضرور ہوگا۔" پھر وہ سیسرو کو آواز دینے لگا۔ جواب بھی ہاتھ پیر پٹخ رہا تھا۔ اس کی شکل بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ سر کے بال غائب ہوگئے تھے.... بھنویں صاف.... اور چہرہ مسخ ہو گیا تھا.... موسیقی کی لہریں ہال میں منتشر ہونے لگیں۔

"ناچو!" عمران چیخ کر بولا "ناچتے رہو.... ورنہ ایک ایک کو گولی کا نشانہ بنادوں گا۔ رقص شروع ہوگیا.... مگر وہ اس طرح لڑکھڑا رہے تھے جیسے بہت زیادہ پی چکے تھے۔ صرف ایک جوڑا ایسا تھا جو اس حالت میں بھی ڈھنگ سے ناچ رہا تھا۔ یہ تھریسیا اور الفانسے تھے۔ ویسے الفانسے کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور تھریسیا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔!

"بند کرو یہ پاگل پن" سوزی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ "تم سبھوں پر خبیث روحیں منڈلا رہی ہیں بند کرو.... بند کرو۔" اس کی چیخیں موسیقی کی لہروں سے الجھ الجھ کر لڑکھڑاتی رہیں اور پھر وہ چکرا کر ڈھیر ہوگئی۔ شاید بیہوش ہوگئی تھی۔

وہ اسے عمران کا پاگل پن سمجھی تھی۔ لیکن اسے اس کا علم نہیں تھا کہ عمران خود بھی دل ہی دل میں اپنی بوٹیاں نوچ رہا تھا۔ اسے توقع تھی کہ اس کے ماتحت جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ لیکن ان کا ابھی تک کہیں پتہ نہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بار بھی تھریسیا اور الفانسے بچ کر نکل جائیں۔ وہ ان کی بھیڑ میں تنہا تھا اس لئے انہیں اس وقت تک الجھائے رکھنا چاہتا تھا جب تک اس کے ماتحت وہاں پہنچ نہ جائیں۔

کرنل نادر سے بھی وہ کام لے سکتا تھا مگر اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اس پر اعتماد کیا جا

سکتا۔ اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ذہن کو قابو میں رکھنے کے لئے کافی جدوجہد کر رہا ہے۔ ورنہ شاید اس کا بھی وہی انجام ہوتا جو سوزی کا ہوا تھا۔

ریکارڈ ختم ہو گیا۔ اور رقاص رک گئے۔ ادھر سیسرو بھی ساکت ہو گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت عمارت کے کسی حصے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آئیں۔ عمران صرف ایک پل کے لئے اُدھر متوجہ ہوگیا اور ان میں سے کسی نے کوئی چیز چھت سے لٹکے ہوئے ایک بلب پر کھینچ ماری۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہال نیم تاریک ہوگیا۔

"خبردار! اگر کسی نے جنبش بھی کی...." عمران دہاڑا.... اور ایک ہوائی فائر بھی کردیا.... ایک گوشے میں بکھری ہوئی آگ کی روشنی اتنے بڑے ہال کے لئے ناکافی تھی۔

"خبردار.... جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے".... اچانک کئی آوازیں آئیں.... "ہمارے پاس ٹامی گنیں ہیں...."

پھر کئی ٹارچوں کی روشنیاں اندھیرے میں آڑھی ترچھی لکیریں بنانے لگیں۔

"ارے وہ دونوں تو نکل ہی گئے.... ایکس ٹو کے پٹھو...." عمران چیخا اور پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑنے لگا۔ ان لوگوں میں اسے تھریسیا اور الفانسے نظر نہیں آئے۔ پھر اس نے دروازے کا رخ کیا۔ پوری عمارت چھان ماری لیکن ان دونوں کی پرچھائیاں بھی نہ ملیں۔

ویسے اس کے ماتحت دوسرے لوگوں کے ہتھکڑیاں لگا چکے تھے۔ عمران نے مزید تگ و دو فضول سمجھی اور پھر ہال میں واپس آگیا۔ یہاں اب بھی اندھیرا تھا۔ یوں تو پوری عمارت ہی تاریک ہوگئی۔ مگر انگاروں کی مدھم سی سرخ روشنی میں ہال کی فضا کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔

عمران نقاب پوشوں پر برس پڑا "کس الو کے پٹھے نے تمہیں یہاں بھیجا تھا میرا سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"یہاں ایک جھلسی ہوئی لاش بھی ہے برخوردار...." کیپٹن خاور نے کہا۔ "تمہیں اس کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا.... تم ہو کس چکر میں؟"

"فکر نہ کرو.... یہاں وزارت خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔ وہ مجھ سے زیادہ اچھا اور کئی زبانوں میں جواب دے سکیں گے.... حتیٰ کہ جاپانی میں بھی...."

وہ سچ مچ اپنے ان نالائق ماتحتوں پر بری طرح جھلایا ہوا تھا۔ اس کا بس چلتا تو ان سب کو بھی اس دہکتی ہوئی آگ میں جھونک کر خود ان کے کفن کے لئے چندہ اکٹھا کرنے نکل کھڑا ہوتا!

تھریسیا اور الفانسے ایک بار پھر چوٹ دے گئے۔ سیسرو سچ مچ ختم ہو چکا تھا۔ مجبوری کا نام شکریہ ہے۔ لہٰذا عمران نے بھی سوچا چلو.... ایک تو کم ہوا۔ پھر وہ پوری رات عمران کو آنکھوں میں کاٹنا پڑی۔ کیونکہ سوزی کو ہوش تو آگیا تھا لیکن اس کا ذہنی توازن اب بھی بگڑا ہوا تھا۔

وہ ساری رات ہسپتال میں ہی رہا۔ اور دوسری صبح جب گھر واپس آیا تو اسے ایک لفافہ ملا۔ جس پر اس کا نام تحریر تھا..... عمران نے اسے چاک کر کے اندر رکھا ہوا پرچہ نکالا۔

"عمران! ہم فی الحال یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ پچھلی رات تو تم نے مجھے بھی پاگل کر دیا تھا۔ میں نہیں سمجھتی تھی کہ میرے متنبہ کر دینے کے باوجود بھی تم سوزی کے ساتھ وہاں چلے آؤ گے۔ خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم ہو کیا بلا؟.... تم جیسا آدمی شاید روئے زمین پر نہ ملے۔ میں تو تمہیں آدمی ہی سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں سیسرو کا یہی انجام چاہتی تھی وہ شبہ کرنے لگا تھا کہ میں تمہیں بچانے کی کوشش کرتی ہوں جب وہ تمہیں دھکیلتا ہوا آگ کی طرف لے جا رہا تھا تو میں پاگل ہوئی جا رہی تھی۔ پھر جب تم نے اسے آگ میں جھونک دیا تو میرا دل چاہا کہ تمہیں گود میں اٹھا کر ناچنے لگوں۔ کاش میں ایسا کر سکتی۔ سونے کی مہر ہر وقت الفانسے کی جیب میں رہتی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے۔ کاش تم آدمی بن سکتے.... مجھے سمجھ سکتے!

"ٹی تھری بی"

"ابے یہ لفافہ یہاں کیسے آیا؟" عمران نے سلیمان کو مخاطب کیا۔

"پتہ نہیں صاحب! یہیں فرش پر پڑا ہوا تھا، شاید کسی نے دروازے کی جھری سے ڈالا ہو۔"

"کسی دن کوئی دروازے کی جھری سے یہاں بم ڈال کر چلا جائے گا۔" عمران بگڑ گیا۔

"اتنی باریک جھری سے بم کیسے ڈالے گا؟"

"ابے بم کا سفوف سہی.... کبوتر کے پٹھے، اس ایٹمی دور میں سب کچھ ممکن ہے۔ میں تیری دم پر بیٹھ کر مریخ کی طرف بھی پرواز کر سکتا ہوں۔ بس تجھے ایک ایٹمی پڑیا پھانکنی پڑے گی۔"

اس نے تھریسیا کا لفافہ توڑ مروڑ کر آتشدان میں ڈال دیا۔

شام کو وہ پھر ہسپتال پہنچا۔ سوزی کی حالت اب بہتر تھی۔ اس نے عمران کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے اور بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولی۔

"تم جاؤ یہاں سے خدا کے لئے چلے جاؤ.... ورنہ میری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی.... مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے!"

عمران چپ چاپ کمرے سے نکل آیا۔

وہ دل ہی دل میں تھریسیا اور سوزی کا موازنہ کر رہا تھا۔!

عمران سیریز

درندوں کی بستی

چوتھا حصہ

پیش رس

خاص نمبر حاضر ہے!...... بہت بے صبری سے آپ اس کے منتظر تھے! اور مجھے یقین ہے کہ اس کی دلچسپیاں آپ کی ان بے صبریوں کے شایانِ شان بھی ہیں! بہت دنوں بعد پھر ایک ایڈونچر پیش کر رہا ہوں...... انتہائی کوششیں اس بات پر صرف کی ہیں کہ اس کا کوئی حصہ غیر دلچسپ نہ ہونے پائے! عمران کو اس بار کئی روپ میں دیکھئے!...... اس کی بعض بالکل نئی صلاحیتیں سامنے آئیں گی! اور آپ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حقیقتاً وہ ہر قسم کا آدمی ہے! کبھی وہ ہنستا ہے اور کبھی اتنا متحیر کر دیتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی سی محسوس ہونے لگتی ہیں! وہ اس سے.. جھگڑا کرنا چاہتے ہیں! لیکن جلد ہی عمران کوئی ایسی چال چلتا ہے کہ وہ سناٹے ہی میں آجاتے ہیں! وہ اس پر جھلاتے ہیں۔ چڑ چڑاتے ہیں اور اسے محض ایک مسخرا سمجھ کر ٹریٹ کرنا چاہتے ہیں! لیکن نہیں کر سکتے!

وہ موقع بھی عجیب تھا جب جولیا کھل کر کہتی ہے کہ عمران ہی "ایکس ٹو" ہے...... یقیناً وہ مرحلہ عمران کے لئے بڑا صبر آزما اور کٹھن تھا! مگر اس نے کیسے بات بنائی؟ اور اس کا ردِ عمل جولیا پر کیا ہوا...... آپ جولیا سے یقیناً ہمدردی محسوس کریں گے!

عمران کے دل ہلا دینے والے کارنامے اور قہقہوں کے طوفان!...... درندوں کی بستی میں ایک محبِّ وطن کی داستان جو غیر ملکی ایجنٹوں کی وطن دشمن سرگرمیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے موت کے منہ میں جا کودا تھا! نہ اسے راہ کی تھکن کا احساس تھا اور نہ خطرات کی پرواہ...... وہ آگے بڑھتا رہا اور آخر کار اس خطرناک آدمی تک پہنچ ہی گیا جس کی اسے تلاش تھی!......

توقع ہے کہ یہ کہانی عرصہ تک نہ بھلائی جا سکے گی!...... اور ہاں عمران سیریز کے سلور جوبلی نمبر کے لئے ابھی سے تجاویز آنی شروع ہو گئی ہیں! لیکن اس کے لئے عرصہ پڑا ہے...... آپ مطمئن رہیں! وہ کوئی خاص نمبر ہو یا عام نمبر، کوشش یہی کی جاتی ہے کہ آپ کی پسند کے مطابق ہو! ویسے قرائین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سائنس فکشن لکھوا چھوڑیں گے۔ خیر صاحب دیکھئے کیا ہوتا ہے...... فی الحال تو یہ کہانی پڑھئے۔

ابنِ صفی

۲۷/ مارچ ۱۹۵۷ء

۱

جولیا نافٹز واٹر نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ نالائقوں کی فہرست میں اس کا نام نہیں تھا!.... ورنہ اسے تو خدشہ تھا کہ شائد اسے بھی ایکس ٹو معطل کر دے! لیکن ایسا نہیں ہوا نزلہ کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد پر گرا تھا! کیونکہ انہیں دونوں کی وجہ سے اب تک بہتیرے بنے بنائے کام بگڑ چکے تھے۔

پھر بھی ایکس ٹو درگذر کرتا رہا! لیکن موڈل ٹاؤن کی عمارت ہیویشام لاج والی واردات ایسی نہیں تھی جسے نظر انداز کر دیا جاتا--! الفانسے اور تھریسیا محض جعفری اور ناشاد کی وجہ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے! اگر ایکس ٹو کے ماتحت کچھ دیر پہلے وہاں پہنچے ہوتے تو حالات کا رخ یکسر بدل گیا ہوتا۔ انہیں دیر اس لئے ہوئی تھی کہ راستے میں کیپٹن جعفری اور سارجنٹ ناشاد آپس میں لڑ گئے تھے۔ پہلی بار بھی تھریسیا جعفری ہی کی حماقت کی بنا پر فرار ہوئی تھی اور اس مرتبہ بھی جعفری ہی ان کے نکل جانے کا سبب بنا تھا!

بہر حال اب سیکرٹ سروس کے ممبران کی ترتیب کچھ اس طرح ہو گئی تھی....

(۱) جولیا نافٹز واٹر
(۲) تنویر اشرف
(۳) کیپٹن خاور
(۴) لیفٹیننٹ چوہان
(۵) لیفٹیننٹ صدیقی
(۶) صفدر سعید
(۷) سارجنٹ نعمانی

آٹھویں جگہ خالی تھی....! جولیا کو توقع تھی کہ وہ بھی جلد ہی پر ہو جائے گی! لیکن اس کے

خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سیکرٹ سروس کا آٹھواں ممبر عمران ہوگا-- ایکس ٹو نے اسے فون پر بتایا "سر سلطان کی سفارش پر فی الحال آٹھواں ممبر عمران رہے گا۔"

"عمران....!" جولیانا نے حیرت سے دہرایا "کیا اس نے منظور کر لیا ہے!؟"

"ہاں!" دوسری طرف سے جواب ملا! "خود مجھے بھی اس پر حیرت ہے!؟"

"اسے کنٹرول کرنا..... بہت مشکل ہوگا جناب!" جولیانا نے کہا اور دوسری طرف سے قہقہے کی آواز آئی!

پھر کہا گیا! "جولیانا! کیا اب تک تمہاری آنکھیں بند رہی ہیں! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں کس طرح اس سے کام لیتا رہا ہوں! اور وہ میرا ماتحت نہیں تھا!"

"میں نے دیکھا ہے! اور اسی لئے میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آپ کی ماتحتی قبول کر لینے میں بھی کوئی نہ کوئی چال ہوگی!"

"کیا چال ہو سکتی ہے!"

"وہ عرصہ دراز سے آپ کو بے نقاب کر دینے کے چکر میں ہے!"

"بچہ ہے! جھک مارتا ہے..... وہ ذہین ہے! میں مانتا ہوں! مگر اتنا بھی نہیں کہ ایکس ٹو کو بے نقاب کر سکے--! خیر اس قصے کو چھوڑو! میٹرو ہوٹل کے کمرہ نمبر سولہ میں ایک آدمی مقیم ہے! میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں!"

"بہت بہتر جناب!"

"دوسری بات!..... کیا تم اسے پسند کرو گی کہ وہاں کا سترھواں کمرہ اپنے لئے کرائے پر حاصل کر لو!"

"میری پسند کا سوال نہیں! جیسا آپ کہیں گے کیا جائے گا!"

"کمرہ خالی ہے! اچھا میں اسے تمہارے لئے بک کرائے دیتا ہوں.....! تم ایک سوٹ کیس میں اپنی ضرورت کی چیزیں رکھو اور اسے لے کر اس طرح ہوٹل پہنچو کہ تمہیں کوئی اس شہر کی باشندہ نہ سمجھ سکے!"

"بہت بہتر جناب! میں سمجھ گئی! کمرہ بک کرا دیجئے! لیکن مجھے کس وقت وہاں پہنچنا چاہیئے!"

"صرف ایک گھنٹہ گذار کر..... تم وہاں اپنا نام مسز براؤن رجسٹر کراؤ گی! رہائشی پتے کا انتخاب تم پر چھوڑتا ہوں!"

"بہت اچھا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا! جولیا سوٹ کیس سنبھالنے لگی! وہ ناشاد اور جعفری

کے لئے مغموم تھی! وہ ناکارہ اور برے سہی لیکن اتنے دونوں تک انہوں نے ساتھ کام کیا تھا! کچھ نہ کچھ انسیت تو ہو گئی تھی۔ پھر وہ عمران کے متعلق سوچنے لگی! اب تو وہ ان سب کی زندگی دشوار کر دے گا! اس کی دانست میں وہ ذہین تھا پھرتیلا تھا بعض اوقات وہ سب کچھ کر گذرتا تھا جس کی توقع کسی آدمی سے نہیں کی جا سکتی لیکن پھر بھی وہ اس قابل نہیں تھا کہ اسے کسی ذمہ دار پوسٹ پر رکھا جا سکتا!.... وہ کریک تھا اس لئے وہ اسے کارکردگی کے معاملے میں سارجنٹ ناشاد سے بھی بدتر سمجھتی تھی!

سوٹ کیس سنبھالنے میں بیس منٹ سے زیادہ نہیں لگے پھر بقیہ چالیس منٹ اس نے عمران کے تقرر ہی کے متعلق سوچنے میں گذار دیئے.... پھر ایک ٹیکسی کر کے میٹرو ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئی!

وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اس کے لئے سترھواں کمرہ مخصوص ہے اس نے ایک ہفتے کا کرایہ ادا کیا! اور ایک پورٹر کے ساتھ کمرے میں آ گئی!....

جس کے متعلق معلومات حاصل کرنی تھیں وہ برابر ہی کے کمرے میں تھا! جولیا نے اس کے متعلق پورٹر سے پوچھ گچھ شروع کی لیکن اسی انداز میں جیسے ہر آدمی اپنے پڑوسیوں کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتا ہے!

ویٹر کے بیان کے مطابق وہ اسپینی تھا نام ڈان فریزر بتایا گیا! پچھلے تین دنوں سے وہاں مقیم تھا! اور صرف رات ہی کو باہر نکلتا تھا! کھانے یا ناشتے کے لئے وہ کبھی ڈائننگ ہال میں نہیں جاتا تھا.... رات کے کھانے کے بعد وہ باہر جاتا اور پھر تین یا چار بجے سے پہلے اس کی واپسی نہیں ہوتی تھی!

جولیا بھی اطمینان سے بیٹھی رہی....! پھر رات ہوتے ہی وہ ہر آہٹ پر چونکنے لگی! تقریباً آٹھ بجے سولہویں کمرے والا اسپینی ڈان فریزر باہر نکلا اور کمرہ مقفل کر کے.... زینوں کی طرف چل پڑا۔ جولیا بھی باہر نکل آئی!.... اسے انتظار تھا کہ وہ کم از کم آدھے زینے طے کر لے.... تھوڑی ہی دیر بعد وہ نیچے فٹ پاتھ پر اس کا تعاقب کر رہی تھی!.... وہ کچھ دور تک پیدل ہی چلتا رہا پھر ایک ٹیکسی رکوائی.... جولیا نے سوچا یہ برا ہوا۔ اگر فوراً ہی دوسری ٹیکسی نہ مل سکی تو تعاقب کا سلسلہ یہیں ختم ہو جائے گا! وہ سوچ ہی رہی تھی کہ مخالف سمت سے ایک ٹیکسی آ ہی گئی۔

تعاقب جاری رہا!.... لیکن جب اگلی ٹیکسی شہر سے نکل کر ایک ویران سڑک پر ہولی تو جولیا کا دل دھڑکنے لگا!

وہ اسے پہلی ہی نظر میں کوئی خطرناک آدمی معلوم ہوا تھا!..... اسپینی تو کیا وہ بوہیمین بھی نہیں ہو سکتا تھا! اس کے خدوخال، اسے یورپ کی کسی قوم کا فرد نہیں ثابت کر سکتے تھے!..... لیکن پھر بھی وہ اپنے اس خیال کے متعلق شبہے ہی میں رہی! کیونکہ اکثر خط و خال دھوکا بھی دیتے ہیں!

کچھ بھی ہو اسے تعاقب تو جاری ہی رکھنا تھا کیونکہ یہ ایکس ٹو کا حکم تھا! دفعتاً ایک جگہ اگلی ٹیکسی رک گئی!.... اور جولیا نے اپنی ٹیکسی کے ڈرائیور سے کہا!" گاڑی اس سے آگے نکال کر رفتار بہت کم کر دو!" پھر وہ مڑ کر اس ٹیکسی کو دیکھنے لگی....!

اس کی ٹیکسی کے ڈرائیور نے نہ صرف رفتار کم کر دی بلکہ اگلی اور پچھلی روشنیاں بھی گل کر دیں!

"تم بہت عقلمند آدمی معلوم ہوتے ہو--!" جولیا آہستہ سے بڑبڑائی!

لیکن وہ محسوس کر رہی تھی کہ ٹیکسی داہنی جانب مڑ کر جھاڑیوں میں گھس پڑی تھی!

"یہ کیا کر رہے ہو....!" جولیا بوکھلا کر بولی!

"کچھ نہیں!" ٹیکسی ڈرائیور نے کہا!" آپ کو تعاقب کرنے کا سلیقہ سکھا رہا ہوں!"

پھر دفعتاً جولیا نے محسوس کیا کہ کسی نے اس کا ہینڈ بیگ ہاتھ سے کھینچ لیا!

"اب آپ بے بس ہیں!.... "ڈرائیور کی آواز پھر آئی!" آپ کی ایک معمولی سی لغزش بھی آپ کو جہنم میں پہنچا سکتی ہے!"

جولیا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے! ٹھیک اسی وقت اس نے کسی موٹر سائیکل کا شور سنا! لیکن قبل اس کے وہ چیخ سکتی ایک ہاتھ مضبوطی سے اس کے ہونٹوں پر جم گیا!

موٹر سائیکل قریب ہی سے گذر گئی!.... جولیا میں ہلنے کی بھی سکت نہیں تھی!

پھر اس نے محسوس کیا کہ اسے نیچے اتارنے کے لئے کھینچا جا رہا ہے اس نے جدوجہد کرنی چاہی لیکن ممکن نہ ہوا۔

آخر وہ دل ہی دل میں ایکس ٹو کو برا بھلا کہنے لگی۔ آخر وہ اُسے ایسی مہمات پر کیوں بھیجتا ہے؟

جولیا ہوش میں تھی اور بخوبی دیکھ رہی تھی کہ دو آدمی اسے اٹھائے ہوئے سڑک پار کر رہے ہیں۔ اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے قابو میں نہیں تھے!

سڑک سے گذر کر وہ بائیں جانب والی جھاڑیوں میں گھسے اور چلتے رہے!۔

جولیا سوچ رہی تھی کہ اس ملازمت میں کیسی کیسی درگت بنتی ہے! اور یہ ایکس ٹو بلا تکلف سے موت کے منہ میں جھونکتا رہتا ہے!

وہ تقریباً دس منٹ تک چلتے رہے! پھر جولیا کے پیر زمین پر لگے! اسے نیچے اُتار دیا گیا تھا اور اب وہ اندھیرے میں نہیں تھی!.... اسے موی شمعوں کی تین لویں نظر آ رہی تھیں.... اور یہ پھوس کا ایک بڑا جھونپڑا تھا!.....

یہاں چھ آدمی تھے! اور ان میں وہ بھی موجود تھا جس کا تعاقب کرتی ہوئی وہ یہاں تک آئی تھی!

"اس کے منہ سے کپڑا نکالو....!" یہ انتہائی بد شکل آدمی تھا! اور اس کے جسم پر کچھ اس قسم کا لباس تھا کہ جولیا کہیں اور دیکھتی تو اسے ایک بھک منگے سے زیادہ نہ سمجھتی!

جولیا کے منہ سے کپڑا نکال لیا گیا!

"تم کون ہو!...." جولیا سے انگریزی میں سوال کیا گیا!

"مم.... میں.... مسز براؤن!" جولیا ہکلائی!

"چلو.... ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ تم مسز براؤن ہو!" بد صورت آدمی نے کہا!" لیکن تم ڈان فریزر کا تعاقب کیوں کر رہی تھیں!"

"میں تعاقب.... نہیں تو....!" جولیا نے بے بسی سے کہا۔

"اوہو--! تمہیں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں! حالانکہ تم جانتی ہو کہ ہمارا ہی ایک آدمی تمہیں یہاں تک لایا ہے!"

"ہاں! میں سی نور ڈان فریزر کا تعاقب کر رہی تھی!"

"کیوں؟"

"بس یونہی!.... نہ جانے کیوں میں ان میں بڑی کشش محسوس کرتی ہوں!"

"میری خوش قسمتی ہے سی نورا--!" ڈان فریزر مسکرایا!

"دراصل مجھے اسپین اور اسپین کے باشندوں سے عشق ہے!.... آہا.... وہ پھولوں اور گیتوں کی سرزمین ہے!" جولیا نے مسکرا کر کہا" میں اسپین کے خواب دیکھتی ہوں!...."

"ایک بار پھر شکریہ سی نورا.... میرا خیال ہے کہ آپ میٹرو میں میری پڑوسی تھیں!...."

"ہاں سی نور فریزر.... جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا پڑوسی ایک اسپینی ہے تو میں پھر اپنے خوابوں میں ڈوب گئی!"

"وقت نہ برباد کرو!" بد صورت آدمی دہاڑا.... اور جولیا کو گھورنے لگا!....

جولیا اپنی قوتوں کو مجتمع کر چکی تھی! اور اسے اطمینان تھا کہ وہ آخری سانس تک ان کا مقابلہ کر سکے گی! اور پھر وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ ایکس ٹو اس کی طرف سے غافل نہیں ہوگا!

"تم نے ڈان فریزر کا تعاقب کیوں کیا تھا!" بدصورت آدمی نے سخت لہجے میں پوچھا!

"حقیقت میں نے بیان کر دی!" جولیا نے اپنے شانوں کو جنبش دے کر کہا! "یقین کرو یا نہ کرو!"

"یہ ایک کھلی ہوئی بکواس ہے۔" بدصورت آدمی سرد لہجے میں بولا!

جولیا نے لاپروائی سے شانے اچکائے۔

"انسان کا گوشت کھیتوں کے لئے بہترین کھاد مہیا کرتا ہے!"

"کوئی نئی تحقیق ہے!" جولیا نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں پوچھا!

"ایک قدِ آدم گڑھا کھودا جائے۔!" بدصورت آدمی نے دوسروں کو مخاطب کر کے کہا اور دو آدمی جھونپڑے سے باہر چلے گئے!

"تم یہاں دفن کر دی جاؤ گی اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی!" بدصورت آدمی کا لہجہ سرد اور خوف زدہ کر دینے والا تھا!.... جولیا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی.... اور اس نے دل کڑا کر کے کہا! "تم لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے! میں ایک بے ضرر شہری ہوں! تعاقب کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ جو میں بیان کر چکی ہوں!---اور اب سوچ رہی ہوں کہ ہر وقت خوابوں میں ڈوبا رہنا کتنا خطرناک ہوتا ہے!"

"اسے زمین پر گرا کر کسی چوپائے کی طرح ذبح کر ڈالو!" بدصورت آدمی نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو مخاطب کیا!

"ٹھہرو!.... خدا کے لئے ٹھہرو!" جولیا خوفزدہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر چیخی! "تم لوگ آخر یقین کیوں نہیں کرتے! سی نور ڈان فریزر میری جان بچائیے!"

"میں کیا کر سکتا ہوں" ڈان فریزر نے کہا.... "آپ خود ہی سچ بولنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں!"

"میں سچ بول رہی ہوں! سی نور....!"

"چلو--! جلدی کرو!" بدصورت آدمی دہاڑا۔

لیکن ٹھیک اسی وقت وہ دونوں آدمی جھونپڑے میں داخل ہوئے جو کچھ دیر پہلے باہر گئے تھے!

"گڑھا کھودا جا رہا ہے جناب!...." ایک نے کہا!

"ٹھیک ہے!...." بدصورت آدمی بڑبڑایا۔ پھر بولا! "اسے بہت احتیاط سے ذبح کرنا ہے!

یہاں بھی ایک گڑھا کھودو تا کہ خون اس میں دبا دیا جائے!...."

ایک آدمی نے ایک گوشے سے ایک چھوٹی سی کدال اٹھائی اور گڑھا کھودنے لگا!.... ان میں سے ایک اپنے چھرے کی دھار دیکھ رہا تھا!.... اور جولیا کا یہ عالم تھا کہ اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ کانپنے لگا تھا! اس نے بدصورت آدمی کی طرف دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بے آب و گیاہ چٹانوں کی سی سختی نظر آئی!.... اس کی آنکھیں کچھ ایسی ہی تھیں کہ جولیا اس سے رحم کی توقع نہیں کر سکتی تھی!....

"بہترین طریقہ یہ ہے...." بدصورت آدمی ڈان فریزر سے کہہ رہا تھا "کہ ان سبھوں کو ایک ایک کر کے اسی طرح ختم کر دیا جائے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں!"

جولیا کے ہونٹ خشک ہو گئے.... زبان تالو سے جا لگی اور حلق میں کانٹے پڑنے لگے! وہ کچھ اس قسم کی تھکن محسوس کر رہی تھی جیسے سینکڑوں میل کا لمبا سفر دوڑ کر طے کیا ہو۔

وہ یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ وہ لوگ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے اور اس قسم کی گفتگو محض اس لئے کی جا رہی ہے کہ وہ سب کچھ اگل دے....

"سی نور!...." ڈان فریزر نے اسے مخاطب کیا! "اگر آپ اس وقت ذبح کر دی گئیں تو زندگی بھر آپ کا ماتم کرتا رہوں گا!"

"تو پھر مجھے بچا.... بچائیے!" جولیا نے بدقت کہا!

"اگر آپ سچ بولیں تو.... یہ ناممکن بھی نہیں ہے....!"

"اوہ....! ٹھہرو!" جولیا اس آدمی کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخی، جو ایک چمکدار چھرے کی دھار پر آہستہ آہستہ انگلی پھیر رہا تھا!

"رک جاؤ....!" بدصورت آدمی نے ان دونوں کو مخاطب کیا جو وہاں گڑھا کھود رہے تھے!

جولیا نے ایک طویل سانس لی.... اور جھوٹ بولنے کے لئے تیار ہو گئی!

"ایک ایسے شخص نے مجھے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا، جو مجھے عرصہ سے بلیک میل کر رہا ہے۔ وہ مسٹر براؤن یعنی میرے شوہر کا دوست ہے۔ اسکے پاس میری کچھ ایسی تصویریں ہیں، جو میرے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہیں! بہر حال اس بلیک میلر نے میری زندگی تلخ کر رکھی ہے!"

"کہتی رہو!" بدصورت آدمی نے سرد لہجے میں کہا!

"اس نے تار دے کر مجھے دائم نگر سے یہاں بلایا تھا! میں اس کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہوں! اس نے مجھے یہاں بلا کر میٹرو کے کمرہ نمبر سترہ میں ٹھہرنے کو کہا! کمرے کا ریزرویشن اس

نے پہلے ہی کرالیا تھا!"

جولیا سانس لینے کیلئے رکی۔

"پھر اس نے مجبور کیا کہ میں سی نور ڈان فریزر کے متعلق ہر قسم کی معلومات فراہم کروں! خواہ یہ کسی صورت سے ہو! وہ اس سے پہلے بھی مجھ سے بہتیرے گندے قسم کے کام لیتا رہا ہے!"

"لیکن وہ ڈان فریزر کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتا تھا!"

"کاش مجھے اس کا علم ہوتا کہ اس حرکت کا مقصد کیا تھا! آپ لوگ یقین کیجئے کہ میں ایک مظلوم عورت ہوں۔ اگر آپ اس مردود سے میرا پیچھا چھڑا سکیں تو زندگی بھر دعائیں دیتی رہوں گی!"

"وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے!" بدصورت آدمی نے پوچھا!

جولیا نے نہایت اطمینان سے عمران کا نام اور پتہ بتادیا!

"پتہ نوٹ کرو!" بدصورت آدمی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور جیب سے نوٹ بک نکال کر نام اور پتہ تحریر کرنے لگا!

"تم نے ابھی تک ڈان فریزر کے متعلق کیا معلومات بہم پہنچائی ہیں۔"

"ابھی کچھ بھی نہیں! آج ہی تو میں آئی ہوں!" جولیا بولی! "اس وقت اس نے مجھے فون پر اطلاع دی تھی کہ اگر ڈان فریزر اس وقت کہیں جائے تو مجھے اس کا تعاقب کرنا ہوگا!"

"تم نے ابھی تک اس بلیک میلر کو کچھ نہیں بتایا!" سوال کیا گیا!

"کچھ بھی نہیں! جب میں کچھ معلوم ہی نہیں کر سکی تو اسے کیا بتاؤں گی!"

کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا!.... ڈان فریزر اور بدصورت آدمی معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے! جولیا نے پھر کہا! "اب آپ بتائیے اس میں میرا کیا قصور ہے! میں اپنا راز چھپانے کے لئے سب کچھ کر سکتی ہوں! غالباً اس مردود بلیک میلر نے مجھے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی ہے! وہ جانتا ہے کہ میں بدنامی سے بچنے کے لئے سب کچھ کر گذروں گی--!"

"وہ کب سے تمہیں بلیک میل کر رہا ہے!"

"دو سال سے" جولیا نے جواب دیا!

"اور تم نے آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی!"

"کیسے کرتی! وہ مجھے ڈراتا دھمکاتا رہتا ہے!"

"خیر--!" بدصورت آدمی نے ایک لمبی سانس لے کر کہا!

"جب تک وہ بلیک میلر ہمارے ہاتھ نہ آجائے گا ہم تمہیں نہیں چھوڑ سکیں گے!"

"یہ تو موت سے بھی بدتر ہے! کیونکہ میں نے اپنے شوہر مسٹر براؤن سے صرف تین دن کے لئے کہا تھا! چوتھا دن میرے گھر کی تباہی کا دن ہوگا۔ اس لئے میرے حال پر رحم کیجئے!"

"ہو سکتا ہے ہم کل ہی تمہیں چھوڑ دیں! لیکن اس بلیک میلر کو قابو میں کئے بغیر ہم ایسا نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا اب رحم کی بھیک مانگنا ہمیں غصہ دلانا ہوگا!"

جولیا خاموش ہوگئی! ویسے اسے خوشی تھی کہ وہ انہیں جھانسہ دینے میں کامیاب ہوگئی ہے! لیکن وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کیونکہ اس نے انہیں عمران کا نام اور پتہ بتادیا تھا! اس کی دانست میں عمران کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہوگا! کہ جولیا نافٹز واٹر کیا کرتی پھر رہی ہے!.... اور پھر اسے ویسے بھی اطمینان تھا کہ عمران کسی نہ کسی طرح ان لوگوں سے نپٹ ہی لے گا....!

"تم ادھر کھڑی ہو جاؤ--!" بدصورت آدمی نے ایک طرف اشارہ کیا!.... جولیا نے چپ چاپ تعمیل کی! پھر بدصورت آدمی نے کسی غیر ملکی زبان میں اپنے ایک ساتھی سے کچھ کہا! اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے تھیلے سے ایک کیمرہ نکل آیا....

"سیدھی کھڑی رہو اور کیمرہ کے لینس کی طرف دیکھو!" بدصورت آدمی نے جولیا سے کہا! دوسرا آدمی کیمرہ سیدھا کئے کھڑا تھا! چند لمحے بعد فلش کا جھماکا ہوا اور تصویر لے لی گئی!....

"بیٹھ جاؤ--!" بدصورت آدمی ایک طرف پڑے ہوئے پیال کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"ہم ابھی معلوم کئے لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کتنی صداقت ہے!...."

"معلوم کر لیجئے!" جولیا نے لاپروائی سے کہا اور پیال پر بیٹھ گئی!

دفعتاً ایک آدمی بولا "میرا خیال ہے کہ میں اس نام کے آدمی کو جانتا ہوں! مگر وہ پولیس کے لئے کام کرتا ہے!"

"تمہیں یقین ہے!...." بدصورت آدمی اس کی طرف مڑا۔

"جی ہاں.... مجھے یقین ہے!.... وہ پولیس کے لئے کام کرتا ہے! عمران.... ایک پاگل سا آدمی ہے!.... اور ساتھ ہی خطرناک بھی! آپ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کب کیا کر بیٹھے گا!"

"کیوں؟" بدصورت آدمی جولیا کو گھورنے لگا!

"بھلا میں کیا بتا سکتی ہوں....! میں تو اسے ایک بلیک میلر کی حیثیت سے جانتی ہوں! اور اس نے مجھے اچھی طرح سے تباہ کیا ہے!"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے دوستو!" دفعتاً جھونپڑے کے دروازے کی طرف سے آواز آئی! اور وہ سب بیک وقت اچھل پڑے۔ عمران دروازے میں کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا! اس کے داہنے ہاتھ میں

ریوالور تھا!

"یہی ہے--!" اس آدمی کے منہ سے بے اختیار نکلا جس نے کہا تھا کہ وہ عمران سے واقف ہے!....

"ہاں میں ہی ہوں! تم لوگ اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو!...." سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے لیکن بدصورت آدمی جوں کا توں کھڑا رہا!.... اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں!.... اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی طرف دیکھ ہی نہ رہا ہو!....

"تم بھی اپنے ہاتھ اٹھاؤ.... آہا شائد تم مجھے تنہا سمجھتے ہو!" عمران نے کہا! "ذرا آنکھیں کھول کر اپنے چاروں طرف دیکھو!"

بدصورت آدمی نے اِدھر اُدھر دیکھا!.... جھونپڑے کی پھوس کی دیواروں پر کئی ریوالوروں کی نالیں نظر آ رہی تھیں!....

"دوسری طرف میرے انتہائی وفادار دوست موجود ہیں! تم میں سے اگر کسی نے بھی اپنی جگہ سے جنبش کی تو اپنے پیروں پر کھڑا نہ رہ سکے گا!...."

بدصورت آدمی نے بھی اپنے ہاتھ اٹھا دیئے!

"مسز بلیک!.... اررر.... براؤن تم ان کی ٹائیاں کھولو اور ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دو!.... جلدی کرو!.... ورنہ تمہارا مستقبل برباد ہو جائے گا!"

جولیا چپ چاپ آگے بڑھی اور ایک ایک کے ہاتھ باندھنے لگی!.... جب وہ پانچ آدمیوں کو باندھ چکی تو ہانپتی ہوئی بولی! "اسے کس طرح باندھوں اس کے گلے میں تو ٹائی ہی نہیں ہے!"

اس نے بدصورت آدمی کی طرف اشارہ کیا تھا!

"پہلے ان کی جیبوں سے ان کے ریوالور نکال لو...!"

جولیا نے ان کی جیبیں ٹٹولنی شروع کیں، صرف دو آدمیوں کے پاس ریوالور برآمد ہوئے بقیہ غیر مسلح تھے۔ ایک کے پاس چھرا تھا، جو وہ پہلے ہی نکال چکا تھا!

"اوہ.... تم وہ تھیلا تو بھول ہی گئیں جس میں کیمرہ تھا!"

تھیلا زمین پر پڑا ہوا تھا!.... جولیا اس کی تلاشی لینے لگی!

"اس میں کیمرہ ہے اور کچھ کاغذات!.... اور ریشم کی ڈور کا ایک بنڈل!...."

"واہ-- تب تو تم ان کے پیر بھی باندھ سکتی ہو!" عمران بچوں کی طرح خوش ہو کر بولا! "اب یہ کام شروع کر دو!"

جولیا انہیں دھکیل کر زمین پر گرانے لگی!

"دوستو!" عمران نے انہیں مخاطب کیا "بہتری اسی میں ہے کہ چپ چاپ اپنے ہاتھ پیر بندھوالو-- میں بلاشبہ پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہوں لیکن یہ پولیس کا کام نہیں ہے! تمہارا آقا خوب سمجھتا ہے کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے --"

"تم کیا چاہتے ہو!" بدصورت آدمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!

"کچھ نہیں! تم جیسے حقیر آدمی سے کیا بات کروں---! یہ تو تمہارا آقا ہی پوچھے گا کہ میں کیا چاہتا ہوں! تب میں اسے بتاؤں گا مجھے ایک درجن شتر مرغ کے انڈے درکار ہیں!...."

"سی نور ڈان فریزر.... پلیز--!" جولیا اس سے کہہ رہی تھی! اگر آپ خود ہی لیٹ جائیں تو بہتر ہے! کیونکہ ابھی تک میں آپ کا بہت احترام کرتی رہی ہوں!"

ڈان فریزر خاموشی سے بیٹھ گیا! اور جولیا اس کے پیر باندھنے لگی! وہ سب ہی ان ریوالوروں کو خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے، جو پھوس کی دیواروں سے نکلے ہوئے تھے!.... جولیا ان سبھوں کو باندھ لینے کے بعد پھر عمران کی طرف مڑی!....

"اب-- ان کی خاطر بھی ہونی چاہئے!...." عمران نے بدصورت آدمی کی طرف اشارہ کیا لیکن جیسے ہی جولیا اس کے قریب پہنچی! اس نے اسے بڑی پھرتی سے پکڑ کر عمران کے ریوالور کے سامنے کر دیا!

"مار دو گولی--!" وہ دہاڑا- "یہ سب بکواس ہے، جھونپڑے کے باہر کوئی بھی نہیں ہے...."

"ہاں-- آں....!" عمران نے نہایت اطمینان سے کہا! "باہر کوئی بھی نہیں ہے!.... اور یہ ریوالور بھی خالی ہیں! انہیں نہایت احتیاط سے دیوار کے باہر نکالا گیا تھا!.... اتنی احتیاط سے کہ تم لوگوں کو خبر بھی نہ ہو سکی! لیکن میرے بیس منٹ صرف ہوئے تھے!"

"ریوالور زمین پر پھینک دو!.... ورنہ اس کا گلا گھونٹ دوں گا!"

"نہیں زمین پر کیوں پھینکوں! میں اسے بڑی حفاظت کے ساتھ جیب میں رکھوں گا!...."

جیسے ہی عمران نے ریوالور جیب میں رکھا۔ بدصورت آدمی جولیا کو ایک طرف دھکیل کر عمران پر ٹوٹ پڑا-- عمران اسے ہاتھوں پر رکھ کر بڑبڑایا! "واہ دوست تو گویا تم اسی کے منتظر تھے!"

لیکن عمران نے اسے اس کا موقع نہ دیا کہ وہ اس کے جسم کے کسی حصے کو اپنی گرفت میں لے سکتا!

وہ لوگ جو زمین پر بندھے پڑے تھے، اٹھنے کے لئے زور کرنے لگے! شاید انہیں اس لئے

بھی غصہ آگیا تھا کہ وہ اب تک دیواروں والے ریوالوروں کے متعلق دھوکے میں رہے تھے!

"جولیا انہیں دیکھنا!" عمران نے کہا!.... اور بدصورت آدمی پر پل پڑا!.... لیکن وہ بھی کافی جاندار معلوم ہوتا تھا.... یہی نہیں بلکہ پھرتیلا بھی تھا!.... نہ جانے کس طرح وہ چاقو اس کے ہاتھ میں آگیا جو دیر سے زمین پر پڑا موم بتیوں کی روشنی میں چمک رہا تھا!

جولیا کا دل دھڑکنے لگا! کیونکہ عمران اسے چھوڑ کر الگ ہٹ گیا تھا.... اور وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے کسی مرغ کی طرح پر تول رہا تھا! چاقو اس کی مٹھی میں بھینچا ہوا تھا!.... جولیا نے محسوس کیا کہ عمران کچھ خوف زدہ سا نظر آرہا ہے!.... وہ سوچ ہی رہی تھی کہ آخر یہ احمق جیب سے ریوالور کیوں نہیں نکال لیتا!

دفعتاً بدصورت آدمی نے عمران پر چھلانگ لگائی اور پیٹ کے بل دھب سے زمین پر گرا۔ پھر قبل اس کے اپنی جگہ سے ہل بھی سکتا!.... عمران اس پر کھڑا اسے بُری طرح روند رہا تھا! یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ بدصورت آدمی چیخنے اور کراہنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکا!....

عمران اس پر سے اترتا ہوا بولا!" پھر کوشش کرو!...." لیکن وہ کسی ایسے سانپ کی طرح اپنا جسم زمین پر پٹختا رہا جس کی کوئی ہڈی جوڑ سے الگ ہو گئی ہو!

جولیا نے عمران کی طرف دیکھا اور ایک ٹھنڈی سی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی!.... یہ اس احمق کا چہرہ تو نہیں تھا جسے جولیا بات بات پر الو بنانے کی کوشش کرتی تھی!.... احمق عمران اور اس عمران میں زمین و آسمان کا فرق تھا!

"اب چیخنا بند کرو.... ورنہ گردن شانوں سے کھینچ کر باہر پھینک دوں گا!...." وہ اپنے شکار کو گھورتا ہوا غرایا!.... دوسرے قیدی ساکت و صامت پڑے رہے۔ بدصورت آدمی زمین پر پڑا ہاتھ پیر پھینکتا رہا! لیکن اب اس کی آواز آہستہ آہستہ مضمحل ہوتی جا رہی تھی!

"کیا تم سچ مچ تنہا ہو!...." جولیا نے آہستہ سے پوچھا اور عمران اس طرح چونک پڑا جیسے اب تک خود کو تنہا محسوس کر تا رہا ہو۔

"کک.... کیا.... ہام.... میں تنہا ہوں!...." اس نے بوکھلا کر کہا! اور یک بیک پھر اس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی۔

"ان کا کیا ہوگا--!" جولیا نے قیدیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"تم ان کی پرورش کرنا.... میں زیادہ سے زیادہ پیسے پیدا کرنے کی کوشش کروں گا--" عمران نے سنجیدگی سے کہا!" بس اب تم یہیں ٹھہرو!.... میں انہیں ایک ایک کر کے گاڑی تک پہنچاتا ہوں!"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک بڑی کار سنسان سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی جس میں چھ قیدی اس طرح ٹھونسے گئے تھے جیسے مرتبان میں آچار ڈالا گیا ہو!-- عمران اسٹیرنگ کر رہا تھا اور جولیا اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی!

"مگر تم یہاں پہنچے کس طرح...." جولیا نے پوچھا!

"بس اس طرح کہ اپنی موٹر سائیکل بھی یہیں چھوڑے جا رہا ہوں!"

"اوہ--! مجھے یاد آرہا ہے-- شاید میں نے کسی موٹر سائیکل کی آواز سنی تھی!"

"ضرور سنی ہو گی!"

"کیا ایکس ٹو سے تمہیں ہدایت ملی تھی!"

"کیا بتاؤں--!" عمران مغموم آواز میں بولا۔" میں ایک بہت بڑے جنجال میں پھنس گیا ہوں!"

"کیسا جنجال"

"یہی ایکس ٹو--! یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے! مگر کیا کروں، آج کل میری حالت بقول کنفیوشس بہت پتلی ہے......! مگر سنو! میں اس طرح نہیں رہ سکتا جس طرح تم لوگ رہتے ہو!.... میرے ساتھ لازمی طور پر دو ایک ملازم رہیں گے!"

"ایکس ٹو سے اس کی اجازت نہیں مل سکے گی!"

"نہ ملے! کیا میں اس سے کمزور ہوں!"

"خیر میں بھی دیکھوں گی....!"

"ضرور دیکھنا-- اور جو کچھ نظر آئے مجھے بھی بتانا!"

جولیا خاموش ہو گئی! پچھلی نشست پر بدصورت آدمی ہولے ہولے کراہ رہا تھا! شائد اب وہ ہوش میں آگیا تھا!

۲

تین بج چکے تھے! لیکن جولیا اب بھی جاگ رہی تھی اور ابھی تک میٹرو ہوٹل کے اسی کمرے میں اس کا قیام تھا! وہ عمران کے متعلق سوچ رہی تھی! اس نے اسے میٹرو ہوٹل میں اتار دیا تھا۔ اور قیدیوں کو لئے ہوئے دانش منزل کی طرف چلا گیا تھا!....

جولیا سوچ رہی تھی کہ کہیں اسے بھی عمران کی ماتحتی میں نہ رہنا پڑے۔ ابھی تک ... کے بعد خود جولیا ہی کا نمبر تھا!.... سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں تک ایکس

احکامات اس کی معرفت پہنچا کرتے تھے۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ اسے سب پر برتری حاصل ہے۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتی رہی، پھر سونے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی!

"ہیلو--!" اس نے ریسیور اٹھا کر کہا!

"سترہ نمبر!...." دوسری طرف سے ہوٹل کے آپریٹر کی آواز آئی!

"مسز براؤن پلیز!"

"مسز براؤن اسپیکنگ!"

"آپ کی کال ہے....!"

"کنکٹ کر دیجئے!"

چند لمحوں کے بعد ایکس ٹو کی آواز آئی.... "ہیلو.... مسز براؤن"

"اوہ.... یس.... ہاؤ ڈی، ای ڈو!...."

"تم بخیریت ہو۔! مسز براؤن....!"

"یس پلیز....!"

"مسز براؤن! کیٹل ٹی.... پلیز....!"

"بہتر....!" جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا!.... کیٹل ٹی کا مطلب یہ تھا کہ اسے ٹیلی فون کی بجائے ٹرانسمیٹر پر گفت و شنید کرنی چاہئے!

اس نے سوٹ کیس سے سفری ٹرانسمیٹر نکالا!.... اور احتیاطاً باتھ روم میں چلی آئی!

"جولیا--!" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی!

"یس سر!"

"اپنے آدمیوں سے کہو کہ جیفرسن اسٹریٹ کی سیما لاج پر ریڈ کریں؟ اس عمارت میں پائے جانے والے کتوں کو بھی نہ چھوڑا جائے.... اگر وہاں کے مکینوں میں سے ایک آدمی بھی بچ کر نکل گیا تو بہت سختی سے جواب طلب کروں گا!"

"بہت بہتر جناب!.... لیکن کیا عمران کو بھی فون کیا جائے!"

"فون!.... کیا بک رہی ہو! تم وہاں اس ہوٹل سے فون کرو گی؟.... نہیں!.... کسی پبلک بوتھ سے تنویر سے رابطہ قائم کرو! وہ سب کو مطلع کر دے گا!"

"بہت بہتر جناب!"

"اس کے بعد تم وہیں ہوٹل میں ٹھہرو گی! کیا تم سو رہی تھیں!"

"نہیں جناب! سونے کا ارادہ کر رہی تھی!"

"بس اس کے بعد سو جانا-- اوور اینڈ آل!" گفتگو ختم ہو گئی!....

کچھ دیر بعد جولیا باہر جانے کی تیاری کر رہی تھی! کلاک ٹاور نے چار بجائے! اور اس نے سوچا کہ اب وہ کسی روک ٹوک کے بغیر باہر جا سکے گی! چار بجے سے قبل باہر جاتے وقت اسے رجسٹر میں درج کرنا پڑتا کہ وہ اتنی رات گئے کہاں اور کیوں جانا چاہتی ہے۔

وہ باہر نکلی اور چوراہے کی طرف چل پڑی کیونکہ پبلک ٹیلی فون بوتھ چوراہے کے قریب ہی تھا۔ بوتھ میں پہنچ کر اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا! پھر ہک سے ریسیور نکال کر فون کو ٹسٹ کیا اس میں کرنٹ موجود تھا!

سب کچھ ہوا، لیکن وہ نہ ہو سکا جس کے لئے وہ یہاں تک آئی تھی۔ یکے بعد دیگرے ہر ایک کے نمبر ڈائیل کئے لیکن کہیں سے بھی جواب نہ ملا! آخر میں عمران سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہاں بھی سناٹا تھا! وہ جھنجھلا کر باہر نکل آئی! ایکس ٹو نے بہت زور دے کر کہا تھا کہ اس عمارت پر ریڈ کیا جائے.... لیکن جب کوئی بھی نہ مل سکا تو وہ کیا کرتی.... بہر حال اس نے سوچا کہ اب جلد از جلد ایکس ٹو کو اس کی اطلاع ہو جانی چاہئے!

وہ فٹ پاتھ سے نیچے اتر ہی رہی تھی کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے آلگی! اور وہ بے اختیار اچھل پڑی!....

"خاموشی سے چلتی رہو!" کسی نے آہستہ سے کہا! "ورنہ یہ ریوالور ہے آئس کریم نہیں!"

جولیا سناٹے میں آ گئی! لیکن چلتی رہی اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا-- آخر وہ ایک کار کے قریب پہنچی اور اس سے اس میں بیٹھنے کو کہا گیا!

"پچھلی نشست پر!" نامعلوم آدمی نے کہا!

جولیا نے خاموشی سے تعمیل کی!.... لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اس غیر متوقع حادثے پر حواس باختہ ہو گئی تھی، نامعلوم آدمی بھی اس کے برابر جا بیٹھا اور کار چل پڑی!

"اس کا مقصد کیا ہے!" کچھ دیر بعد جولیا نے پوچھا!

"اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیتا محترمہ!...." اس آدمی کا لہجہ بڑا شریفانہ تھا!

جولیا حیران رہ گئی....! وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ اب کیا ہو گا! آخر ایکس ٹو نے کس قسم کا کھیل شروع کر رکھا ہے!

کار کی کھڑکیوں میں سیاہ پردے پڑے ہوئے تھے! اس لئے راہ کا اندازہ کرنا بھی محال تھا!....

جولیا تن بہ تقدیر ہو بیٹھی! ویسے بھی اسے اطمینان تھا کہ ایکس ٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی

کر رہا ہوگا! اسی رات کا ایک تجربہ شاہد تھا کہ انتہائی مایوسیوں کے عالم میں بھی غیر متوقع طور پر نہ صرف اس کی جان بچ گئی تھی بلکہ وہ لوگ بھی قابو میں آ گئے تھے جو شاید اپنی دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی قوت بھی رکھتے تھے!.... جولیا اپنے ذہن کو پرسکون رکھنے کے لئے اسی پہلے واقعے کے متعلق سوچنے لگی! شاید اسے میٹرو ہوٹل میں بھیجنے کا مقصد ڈان فریزر کی نگرانی نہیں تھا! بلکہ ایکس ٹو ان لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا تھا! گویا اس نے ان پر یہ بات جتا دی تھی کہ ڈان فریزر کی نگرانی کی جا رہی ہے! انہوں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس نگرانی کی پشت پر کون ہے، جولیا کو اغوا کیا.... اور پھر وہ خود ہی اپنے جال میں پھنس گئے! ویسے اسکا مطلب یہ بھی تھا کہ ڈان فریزر کوئی اہم شخصیت ہے۔ اسی بناء پر خود اسی کے ساتھی اس کی نگرانی کرتے رہے تھے!.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو ڈان فریزر کے فرشتوں کو بھی جولیا کے وجود کا علم نہ ہو سکتا!

پھر اسے عمران یاد آیا جس نے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا!.... کتنی شاندار چال تھی!.... اگر ان لوگوں کو شروع میں شبہ بھی ہو جاتا کہ عمران تنہا ہے تو وہ اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے.... پھر ایک دوسرا نکتہ اس کے ذہن میں ابھرا آخر عمران کو اتنے ریوالور کہاں سے مل گئے تھے!.... اگر وہ انہیں ساتھ لایا تھا تو پھر یہی سمجھنا چاہئے کہ ایکس ٹو کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اسی جھونپڑے میں لے جائی جائے گی!.... لیکن اگر اسے اس کا علم تھا تو آخر جولیا کو شکار کا ذریعہ کیوں بنایا گیا تھا-- مگر نہیں! یہ بھی تو ممکن ہے کہ اسے صرف جگہ ہی کا علم رہا ہو! لیکن یہ نہ معلوم رہا ہو کہ اس گروہ میں کتنے اور کس قسم کے آدمی ہیں۔

اب یہ بھی ممکن ہے کہ اس بار پھر ایکس ٹو نے اس گروہ کے بچے کھچے آدمیوں کے لئے بھی کسی قسم کا جال پھیلایا ہو--! جولیا یہی سب کچھ سوچتی اور اونگھتی رہی! اور پھر اسے ٹھیک اسی وقت ہوش آیا جب کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔

پچھلی نشست کا دروازہ کھلا اور اس سے نیچے اترنے کو کہا گیا جولیا چپ چاپ اتر آئی!

وہ کسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں تھی جس کے گرد قد آدم دیواریں تھیں!

جولیا کے دائیں بائیں دو آدمی چل رہے تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ خالی تھے! اور اب وہ اپنی گردن پر لوہے کی ٹھنڈک بھی نہیں محسوس کر رہی تھی!

وہ عمارت میں داخل ہوئے اور متعدد کمروں سے گذرتے ہوئے ہال میں آئے لیکن جولیا کو ان دونوں آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا!

"تشریف رکھیئے محترمہ!" ایک آدمی نے ایک آرام کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا!

تھک گئی ہوں گی!"

"آپ لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں!" جولیا نے پوچھا!

"بس یونہی--!" دوسرا آدمی مسکرایا "کچھ دیر مل بیٹھیں گے! آپ کون سی شراب پسند کرتی ہیں!"

"مجھے ہر قسم کی شراب ناپسند ہے.... مگر....!"

"اوہ--! یہ بڑی عجیب بات ہے!" پہلے نے کہا!

"نہیں بہتیری شریف عورتیں نہیں پیتیں!" دوسرا بولا!

"میں یہ پوچھ رہی تھی کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے!"

"آپ پریشان نہ ہوں! ہم دونوں شریف آدمی ہیں!"

"آخر مطلب کیا ہے!...." جولیا جھنجھلا گئی!

"کوئی خاص مطلب نہیں ہے! اگر آپ کو نیند آ رہی ہو تو بے تکلف سو جایئے گا!"

"میں چیخنا شروع کر دوں گی!"

"ہم کسی مہذب اور باعزت خاتون سے اس کی توقع نہیں رکھ سکتے!"

"عجیب آدمی ہیں آپ لوگ!...."

وہ دونوں خاموش رہے! وہ حد درجہ سنجیدہ قسم کے لوگ معلوم ہوتے تھے! اور قطعی بے ضرر.... جولیا متحیر ہوئے بغیر نہ رہ سکی! لیکن یہ طلسم جلد ہی ٹوٹ گیا اور اب اسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں کیوں لائی گئی تھی!.... کیونکہ ہال میں چھ آدمیوں کی ایک مختصر سی قطار داخل ہوئی جس کے پیچھے دو آدمی ٹامی گنیں لئے ہوئے چل رہے تھے! ان چھ آدمیوں نے ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے!.... اور عمران سب سے آگے تھا!

جولیا ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی!.... کچھ دیر پہلے ایکس ٹو نے جو جال ان لوگوں کے لئے بچھایا تھا اب اس کے ساتھی اسی قسم کے ایک دوسرے جال میں آ پھنسے تھے! حالانکہ دوسری بار بھی ایکس ٹو کو یہی توقع رہی ہوگی کہ اس کا بچھایا ہوا جال بقیہ مجرموں کا پھانسنے کے لئے کارآمد ثابت ہوگا۔

ان دو آدمیوں میں سے ایک نے قہقہہ لگایا جو، جولیا کو یہاں لائے تھے۔

"کیوں دوستو--! اس بار خود پھنس گئے نا آخر!...."

"اے.... ذرا.... زبان سنبھال کر....!" عمران دیدے نچا کر بولا! "تم لوگ خطرناک قسم کے اٹھائی گیرے معلوم ہوتے ہو! پہلے میری بیوی کو پکڑ لائے اور اب ہمیں!...."

"توپ کی گرج بھی اس کمرے سے باہر نہیں جاسکے گی!...." وہ آدمی بولا!

عمران نے چاروں طرف اچٹتی ہوئی سی نظر ڈالی اور جولیا سے پوچھا!

"ڈارلنگ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی تم اس کی فکر نہ کرو! یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے!...."

"تم لوگوں کی پشت پر کون ہے!" اس آدمی نے عمران سے پوچھا۔

"دیوار....!" عمران پیچھے مڑ کر سیدھا ہوتا ہوا بولا!....

"اچھی بات ہے.... تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ!.... ہمارے چھ آدمیوں کے عوض تم ساتوں برے نہیں رہو گے..... لیکن مجھے اس ننھی منی حسین سی عورت پر رحم آتا ہے!...."

"اے خبر دار.... اگر تم نے میری بیوی کے حسن کی تعریف کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا! تم اسے پھسلانا چاہتے ہو!"

اس آدمی نے ان دونوں کو اشارہ کیا جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں! وہ سامنے آگئے اور گنوں کا رخ عمران وغیرہ کی طرف ہو گیا!

"ٹھہرو...." عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!" آخر یہ سزا کس بنا پر دی جارہی ہے، پہلے تمہارے کچھ ساتھی میری بیوی کو پکڑ لے گئے!.... انہیں سمجھا بجھا کر راضی کیا تو اب تم لوگ لے اڑے.... اگر یہ تمہیں اتنی پسند ہے تو میں طلاق دیئے دیتا ہوں تم باقاعدہ طور پر اس سے شادی کر لو.... پھولو.... پھلو.... اور مجھے بھی دیکھ کر خوشی ہو!"

دفعتاً ہال کی دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنٹی بول پڑی! وہ سب بری طرح چونکے.... لیکن قبل اس کے ٹامی گنوں والے دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوتے صفدر اور عمران نے ان پر چھلانگیں لگائیں!

"ٹھٹ.... ٹھٹ.... ٹھٹ....!" بیشمار گولیاں دیواروں اور چھت سے ٹکرائیں! عمران ٹامی گن چھین چکا تھا اور صفدر ابھی تک دوسرے آدمی سے لپٹا ہوا تھا۔

"بس کھیل ختم!" عمران دہاڑا.... "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ! اور تم سارجنٹ نعمانی دیکھو باہر کون ہے!.... لیفٹیننٹ چوہان تم بھی جاؤ...."

وہ دونوں چلے گئے! اتنی دیر میں صفدر بھی دوسرے آدمی سے ٹامی گن چھین چکا تھا!

"ان چاروں کو باندھ لو!" عمران غرایا!" صفدر تم بڑے شاندار رہے!... چھم.... گریٹ....!"

ان چاروں کے ہتھکڑیاں لگائی گئیں! اور کچھ دیر بعد چوہان اور نعمانی ایک دبلے پتلے اور مدقوق سے آدمی کو پکڑے ہوئے اندر آئے!

قیدیوں میں سے ایک اسے دیکھ کر دہاڑا.... "او سور کے بچے گھنٹی کیوں بجائی تھی!"

مگر سور کا بچہ صرف ہانپتا رہا!....

۳

جولیا ہوٹل سے اپنے فلیٹ میں آگئی تھی.... وہ صبح دس بجے بستر پر جو گری تو چار بجے شام سے پہلے اس کی آنکھیں نہ کھل سکیں!

پچھلی رات کے واقعات اسے خواب کی طرح یاد آرہے تھے!... اور اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان کی صحت پر یقین ہی نہ آسکے گا! ذہن پر اسی قسم کے اثرات محسوس ہو رہے تھے، جو کسی ڈراؤنے خواب کا نتیجہ ہوتے ہیں!

اتنا سوچنے کے بعد بھی اس کی طبیعت کچھ گری گری سی تھی! آٹھ بجے فون کی گھنٹی بجی اور جولیا سر سے پیر تک لرز گئی!.... پچھلی رات کے تجربات نے اس کے اعصاب پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا! اس نے سوچا کہ یہ ایکس ٹو ہی کا فون ہوگا -- اور آج رات پھر--؟

بہر حال اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ریسیور اٹھایا! اور دوسری طرف سے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز آئی!

"تم سو چکیں".... وہ کہہ رہا تھا!

"یس سر! -- میں اب جاگ رہی ہوں!"

"پچھلی رات کے تجربات کیسے رہے!...."

"بھیانک اور غیر متوقع!"

دوسری طرف سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا! اور کہا گیا!" عمران بڑا اچھا جا رہا ہے جولی! نہ تو ابھی تک وہ مجھ سے الجھا ہے اور نہ اس کی وجہ سے کوئی کام بگڑا ہے! جھونپڑے والے واقعہ میں تو اس نے کمال ہی کر دیا!.... وہ تنہا بھی درجنوں پر بھاری پڑتا ہے.... ایسی ہی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ مجھے پسند ہیں! اور ہاں.... یہ صفدر سعید بھی کام کا لڑکا ہے۔ اس سے اتنی اچھی توقعات نہیں تھیں! اور یہ تمہارے ملٹری کے ریٹائرڈ آفیسر تو بالکل ہی ناکارہ ثابت ہو رہے ہیں۔ میں ان سب کو چھانٹ دوں گا۔!"

"میرا خیال ہے کہ اب آپ ان لوگوں کو عمران کے ہی ذریعہ گورن کریں گے!"

"نہیں!.... تمہاری حیثیت اپنی جگہ پر قائم ہے! عمران کو کوئی ذمہ داری نہیں سونپ سکتا!.... کیونکہ وہ اس قابل ہی نہیں ہے!"

جولیا نے اطمینان کا سانس لیا!.... اور پھر بولی! "لیکن یہ قصہ میری سمجھ میں نہ آسکا!"

"اب یہ قصہ بہت طویل ہو گیا ہے جولی!" دوسری طرف سے آواز آئی! "اور ہمیں جلد ہی اس کا تدارک کرنا پڑے گا!.... ہو سکتا ہے ہمیں اس کے لئے سفر بھی کرنا پڑے یہ لوگ ایک مغربی ملک کے ایجنٹ ثابت ہوئے ہیں! کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مرکز آزاد سرحدی علاقہ شکرال ہے لیکن یہ شکرال کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اس علاقے میں بھی کوئی شکایت نہیں رہی!...."

"وہ تو ایک خطرناک علاقہ ہے جناب!...." جولیا نے کہا!

"ہے.... لیکن اپنی حدود کے اندر.... ہمسایہ ممالک سے وہ صرف مویشیوں کی تجارت کرتے ہیں اور اسی پر ان کی زندگی کا انحصار ہے!"

"کیا وہ ہمارے ملک کے خلاف کسی سازش میں حصہ لے رہے ہیں!"

"یقیناً-- ان لوگوں کے پاس سے جو کاغذات برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے! فی الحال ان کا پروگرام یہ تھا کہ ایک مغربی ملک سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں!.... اسی کے لئے وہ کام کر رہے تھے اور وہ اسپینی جو میٹرو میں مقیم تھا دراصل شکرال ہی کا باشندہ ہے اس کے علاوہ ابھی تک اور جتنے بھی گرفتار ہو سکے ہیں۔ دیسی ہی ہیں!"

"اس اسپینی سے آپ نے بہت کچھ معلوم کیا ہوگا!"

"کچھ بھی نہیں! اس نے اپنے ہونٹ سی لئے ہیں!"

"تو پھر ہم اس سفر پر کب روانہ ہوں گے!"

"میں ابھی اس کے متعلق غور کر رہا ہوں! اس میں کئی دشواریاں ہیں! لیکن یہ بہت ضروری بھی ہے! اگر شکرال اس قسم کی سازشوں کا مرکز بنتا رہا تو ہمیں ہر وقت خطرات سے دوچار رہنا پڑے گا!"

"یہ سفر یقیناً بہت مشکل ہوگا!"

"مشکل سے بھی کچھ زیادہ خیر اس کے متعلق تو کچھ سوچنا ہی نہ چاہیئے کیونکہ سفر تو ہر حال میں کرنا ہی پڑے گا----"

"سوال یہ ہے کہ شکرال میں داخلے کی صورت کیا ہوگی!"

"کیوں! کیا اس میں بھی کوئی دشواری پیش آئے گی!"

"بات یہ ہے کہ وہاں اجنبی لوگ آسانی سے پہچان لئے جائیں گے!"

"میک اپ!"

"عقل استعمال کرو-- کیا تم شکرالی بول سکو گی....؟"

"نہیں جناب!"

"پھر--! میک اپ کس کام کا.... کیا گونگوں کی ایک پوری ٹیم وہاں کوئی بستی بسانے جائے گی!"

"یقیناً دشواری ہو گی جناب!"

"تمہارے ساتھیوں میں سے صرف دو آدمی اچھی طرح شکرالی بول اور سمجھ سکتے ہیں! عمران اور صفدر سعید!"

"اوہ تو کیا اسٹاف میں حالیہ تبدیلیوں کی وجہ یہی ہے!"

"ہاں.... یہی سمجھ لو!...."

"تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کو اس سازش کا علم بہت پہلے ہو چکا تھا!"

"یہی بات ہے! بہت دن ہوئے کانوں میں بھنک پڑی تھی! پھر جب ڈان فریزر پر نظر پڑی تو مجھے چونکنا پڑا۔ وہ اسپینی ضرور بول سکتا ہے۔ لیکن اسپین کا باشندہ نہیں ہو سکتا! اس کے خدوخال شکرالیوں کے سے ہیں۔ البتہ ان میں ہلکی سی جھلک اس قسم کی ضرور ملتی ہے، جس کی بناء پر اسپینی ہونے کا دھوکا ہو سکتا ہے!"

"تو کیا آپ کی دانست میں ان کا پورا گروہ گرفتار ہو چکا ہے!"

"کسی حد تک یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے! مگر یقین کے ساتھ کوئی حکم لگانا درست نہ ہوگا۔ البتہ اگر ڈان فریزر کے ہونٹ کھل سکتے تو لازمی طور پر تصدیق ہو جاتی.... اچھا خیر.... اس سلسلے میں مزید غور کرنے کے بعد تمہیں اطلاع دی جائے گی۔ فی الحال تم صفدر کو فون کرو کہ وہ عمران سے مل لے!"

"بہت بہتر جناب!" جولیا نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

O

عمران ایک آرام کرسی پر پڑا اونگھ رہا تھا! مگر وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اونگھ رہا تھا! ممکن ہے اس وقت اس پر چودہ طبق روشن ہو رہے ہوں! کیونکہ اس کے ظاہر سے اس کے متعلق کوئی اندازہ لگا لینا آسان کام نہیں تھا!....

دفعتاً کال بل کی آواز سے چونک پڑا۔ دروازہ اندر سے بولٹ نہیں تھا! اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "آجاؤ!"

دروازہ کھلا اور صفدر سعید اندر داخل ہوا.... عمران اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار ملنے کا اتفاق ہوا ہو!

"معاف کیجئے گا! میں آپ کو پہچانا نہیں!" اس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یاد داشت پر زور دے رہا ہو!

"ارے!" وہ مسکرا کر بولا! "میں صفدر سعید ہوں!"

"لاحول ولا قوۃ!" عمران نے جلدی سے کہا! "میں عبدالوحید سمجھا تھا! تشریف رکھیے.... تشریف رکھیئے! غالباً ہم لوگ پچھلے سال میلہ اسپاں و مویشیاں میں ملے تھے....!"

"ارے بھائی صاحب! ابھی پچھلی ہی رات کی بات ہے کہ ہم دونوں ایک مہم میں شریک تھے!"

"نہیں--!" عمران نے حیرت سے کہا اور تین بار آنکھیں مل کر پھر صفدر سعید کی طرف دیکھا۔

"آہا.... ٹھیک مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے، جیسے میں آپ کو بہت قریب سے جانتا ہوں....!"

"نہیں عمران صاحب!" صفدر ہنس کر سر ہلاتا ہوا بولا! "میں اس چکر میں نہیں آسکتا! جس نے آپ کو پچھلی رات ان لوگوں کے مقابلے پر نہ دیکھا ہو! وہ آپ کو یقیناً کوئی بھولا بھالا بچہ سمجھ سکتا ہے!"

"اوہ-- میرے خدا اب یاد آیا پچھلی رات ہم دونوں گرینڈ میں پنگ پانگ کھیل رہے تھے!"

"خیر میں آپ کی یاد داشت کو چیلنج کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا! اس وقت میں ایکس ٹو کے حکم سے یہاں آیا ہوں!"

"اوہ-- اچھا اچھا!.... ایکس ٹو.... یہ ایک نئی بیماری ہے جس نے آج کل مجھے آدبوچا ہے! کہیے کیا بات ہے!"

"معلوم یہ ہوا تھا کہ بات آپ ہی سے معلوم ہو گی....!"

"اررر.... ہپ! ٹھہریئے.... دیکھئے! میں اپنی ٹیبل ڈائری دیکھنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکوں گا.... مجھے دراصل بھول جانے کا مرض ہے لہٰذا روزانہ کا پروگرام ایک دن قبل ہی نوٹ کر لیتا ہوں!" وہ اٹھ کر رائٹنگ ٹیبل پر آیا اور ٹیبل ڈائری اٹھا کر ورق گردانی کرنے لگا! پھر ایک صفحے

نظر جما کر بڑبڑایا "گوبھی ٹماٹر.... آلو.... مچھلی کا شوربہ.... مٹن چاپس.... ہائیں یہ کیا.... اوہ لاحول.... یہ تو دوپہر کے کھانے کے متعلق تھا! دوپہر کا کھانا بڑی اہم چیز ہے مسٹر دفتر....!"

"صفدر....!" صفدر بول پڑا....

"اوہ.... معاف کیجئے گا مسٹر صفدر میں نے پرسوں آپ سے عرض کیا تھا کہ مجھے بھول جانے کا مرض ہے!"

"نہیں یہ تو آپ نے ابھی کہا تھا!"

"ہو سکتا ہے.... مگر مجھے یاد آرہا ہے کہ پرسوں کہا تھا.... خیر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... کہ پڑتا ہے۔"

"پتہ نہیں!" صفدر پھر ہنسنے لگا! "آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں، عمران صاحب!"

"ہاں تو ابھی ہم کس مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے....!"

"مسئلہ تو آپ ہی بتائیں گے.... آخر ایکس ٹو نے مجھے آپ کے پاس کیوں بھیجا ہے!"

"اُف-- فوہ! پھر وہی ایکس ٹو.... آہاں.... ٹھیک یاد آیا.... ایکس ٹو کا خیال ہے ہمیں شکرال کی طرف سفر کرنا چاہیئے!"

"ہاں یہ تو سبھی کو معلوم ہے!"

"پھر.... مگر....! کیا ہم میں سے کوئی شکرالی بول سکتا ہے!"

"میں اپنے متعلق یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں بول سکوں گا!"

"کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے!" عمران نے شکرالی زبان میں سوال کیا!

"ہائیں--! آپ بھی بول سکتے ہیں!...." صفدر نے شکرالی ہی میں حیرت ظاہر کی!

"مگر مسٹر صفدر مجھے افسوس ہے کہ آپ لہجے پر قادر نہیں ہیں!"

"اور مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے میں کسی شکرالی ہی سے گفتگو کر رہا ہوں!...."

"خیر....!" عمران ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولا! "محنت برباد نہیں ہوئی....!"

"لہجوں پر بھی قادر ہونا بڑی مشکل بات ہے!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"آپ اس سے بھی واقف ہوں گے کہ شکرال کتنی خطرناک جگہ ہے!"

"جی ہاں! میں جانتا ہوں....!" صفدر بولا!

"سوال یہ ہے کہ وہاں داخلے کے لئے بہانہ بھی تو چاہیئے!.... سات مرد اور ایک عورت جن میں سے صرف دو شکرالی زبان بول سکتے ہیں۔ بقیہ کا کیا بنے گا! چونکہ کبھی اجنبی ادھر کا رخ

بھی نہیں کرتے اس لئے ہم ہر وقت خطرات سے دوچار رہیں گے -- کیا خیال ہے؟"

"درست ہے....! ان لوگوں کا داخلہ یقیناً خطرناک نتائج کا باعث ہوگا جو شکرالی نہیں بول سکتے!...."

"بس ایک تدبیر ہے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا! "مگر دقت طلب! ہمارے لئے بہتیری نئی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی!"

"کیا تدبیر ہے۔!"

"شکرالی کھیل تماشوں کے شائق ہیں! کیوں نہ ہم ایک چھوٹا سا سرکس ترتیب دیں!...." عمران بڑبڑایا!

"سرکس کے لئے اور زیادہ آدمیوں کی ضرورت پیش آئے گی اور پھر سامان بھی ساتھ ہونا چاہئے!"

"سامان اور آدمیوں کی فکر نہ کرو! وہ سب مہیا ہو جائیں گے.. حکومت اس مسئلہ پر بہت بڑی رقم صرف کرنے پر تیار ہے!"

"تب پھر کوئی دشواری نہیں!"

"ہے کیوں نہیں!.... اس صورت میں بھی اگر ہم براہ راست شکرال میں گھستے چلے گئے تو یقیناً ہمیں شبہے کی نظر سے دیکھا جائے گا---

اسے یوں سمجھئے نا!.... کہ خود شکرالیوں میں کسی قسم کی سازش کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، وہ سیدھے سادے لوگ ہیں!.... اور ان کی انگلیاں صرف رائفلوں کے ٹریگروں پر چلنا جانتی ہیں! وہ للکار کر آپ کے جسم چھلنی کر دیں گے.... لیکن چھپ کر نہیں ماریں گے! ظاہر ہے اگر اس سازش کا مرکز شکرال ہی ہے تو وہاں اس سازش کے سرغنہ بھی موجود ہوں گے لہٰذا انہیں دھوکا دینا آسان کام نہ ہوگا!"

"یہ بھی درست ہے!"

"لیکن اگر وہ خود ہی زبردستی ہمیں شکرال لے جائیں تو کیسی رہے گی!؟"

"یہ کیسے ممکن ہے" صفدر نے کہا!

"ممکن ہے!" عمران بولا!.... "ہم یہ ظاہر کریں کہ ہم شکرال کی سرحد سے گذر کر دوسرے ملک میں داخل ہونا چاہتے ہیں!"

صفدر چند لمحے خاموشی سے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا! "میں اب بھی نہیں سمجھا!"

"ہم مقلاق کی سرحد سے لگے ہوئے چلتے رہیں اور پھر شمال کی طرف مڑ جائیں....

ٹھہرو!-- میرے پاس نقشہ موجود ہے!" عمران اٹھتا ہوا بولا! اس نے ایک الماری کھول کر ایک چارٹ نکالا! اور اسے میز پر پھیلا دیا!

"یہ ادھر.... یہ مقلاق.... یہ تیر کا نشان شمال کی طرف اشارہ کر رہا ہے.... یہ اس جگہ.... سرخ نشان سے ہم مڑیں گے اور شاید دو یا تین میل چلنے کے بعد ہمیں شکرال کی سرحد میں داخل ہونا پڑے گا-- یہاں سے ہمارا رخ شمال مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ اور ہم شکرال کی آبادی میں داخل ہوئے بغیر شمال مشرق کی طرف چلتے رہیں گے! اس حصے میں شکرال کی چراگاہیں ہیں۔ یہاں لازمی طور پر شکرالیوں سے مڈبھیڑ ہوگی! اور پھر اس کے بعد کے مسائل مجھ پر چھوڑ دو!"

"ہے تدبیر جاندار-- لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہمیں پکڑ ہی لے جائیں!" صفدر نے کہا!

"یہ مجھ پر چھوڑ دیا جائے.... اس کے لئے کسی قسم کی الجھن بے کار ہے.... یہ تجویز اس چھوکری کے ذریعہ ایکس ٹو تک پہنچا دی جائے تو بہتر ہے!"

"چھوکری!" صفدر نے حیرت سے دہرایا!

"ہاں-- وہ کیا نام ہے.... دنولیا...."

"اوہ.... جولیا.... ہاہا.... دنولیا.... کمال ہے!"

"مجھے یہ لڑکی اتنی پسند ہے کہ اگر اس کی کوئی بہن ہوتی تو میں شادی کر لیتا!...."

"وہ خود بھی تو غیر شادی شدہ ہے۔" صفدر اپنی ایک آنکھ دبا کر مسکرایا!

"ہائیں.... نہیں" عمران نے حیرت سے کہا!

"ہاں.... خدا کی قسم!"

"لاحول.... میں ابھی تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ وہ غیر شادی شدہ ہے!"

اتنے میں سلیمان آکر کھڑا ہو گیا!

"کیا بات ہے!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا!

"رات کا کھانا جناب!"

"ابے نمک حرام تو مجھے اُلو کیوں بناتا ہے....!"

"نہیں تو....!"

"نہیں تو کے بچے میں نے دوپہر کا کھانا کب کھایا تھا!"

"کھایا تو تھا....!"

"اچھا ڈائری اٹھا!".... عمران گرج کر بولا۔

سلیمان نے ٹیبل ڈائری اس کی طرف کھسکا دی! عمران نے ورق الٹے.... اور بولا!" دیکھا کہاں لکھا ہے!"

"ارے.... یہ تو پرسوں دوپہر کی بات ہے صاحب! تاریخ بھی تو دیکھئے!...."

"پرسوں....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا! چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر ایک طویل کراہ کے ساتھ کرسی کی پشت سے ٹک گیا! وہ آہستہ آہستہ بڑبڑا رہا تھا!" پرسوں.... دوپہر کا کھانا...." پھر صفدر کی طرف دیکھ کر بولا!" میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں مسٹر دختر.... ارر.... صفدر.... میں نے پرسوں دوپہر سے کھانا نہیں کھایا!"

سلیمان نے اپنے سر پر دوہتھڑ مارا اور ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر بولا۔ "پرسوں دوپہر سے نہیں پرسوں دوپہر کو!"

"کیا فرق پڑتا ہے....!" عمران کی آواز حد درجہ نحیف ہو گئی۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں!"

صفدر ہنسنے لگا.... لیکن عمران کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی!....

سلیمان چند لمحے کھڑا رہا پھر چلا گیا۔ صفدر عمران کی طرف دیکھ رہا تھا!.... لیکن عمران بدستور آنکھیں بند کئے پڑا رہا!

"عمران صاحب!...."صفدر نے اسے آہستہ سے پکارا....

لیکن جواب ندارد-- آخر سلیمان نے اس کے قریب آکر آہستہ سے کہا!"مشکل ہے صاحب!.... اب یہ کل صبح اسی کرسی پر سے سو کر اٹھیں گے--!"

"نہیں--!" صفدر نے حیرت ظاہر کی!

"ہاں صاحب!.... اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا!"

۴

جولیانا فٹزواٹر نے اپنی کار کا دروازہ کھولا! اور بیٹھنے ہی والی تھی کہ بے اختیار چونک پڑی۔ کسی نے شانے پر ہاتھ رکھ دیا تھا!....

وہ مڑ کر جھلائے ہوئے انداز میں بولی" یہ کیا بدتمیزی....؟"

"کہاں...." عمران احمقوں کی طرح منہ پھاڑ کر کھڑا ہو گیا!

"تم نے میرے شانے پر ہاتھ کیوں رکھا تھا!"

"پھر کہاں رکھتا!"

"گدھے ہو تم....!"

"پتہ نہیں!" عمران نے گردن جھٹک کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور نہایت اطمینان سے اندر بیٹھ کر پھر بند کر دیا۔

"کیا مطلب!" جولیا اسے گھورنے لگی!

"کس بات کا مطلب!"

"تم گاڑی میں کیوں بیٹھ گئے....؟"

"مجھے زیدی اسٹریٹ میں اتار دینا!"

"تمہاری نوکر ہوں!"

"نہیں!.... میری.... وہ.... کیا کہتے ہیں.... مجھے رات بھر نیند نہیں آئی.... صفدر کہہ رہا تھا کہ ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی.... ہی ہی.... کیا یہ سچ ہے!"

"اتر جاؤ گاڑی سے ورنہ اچھا نہ ہو گا!"

"میں تو نہیں اتروں گا۔ اب تم لوگ مجھ پر دھونس نہیں جما سکتے.... سمجھے!...."

"لیکن میں تمہیں اپنی گاڑی میں نہیں لے جاؤں گی!"

"تم لے جاؤ گی! کیونکہ ایکس ٹو نے مجھ سے یہی کہا تھا!"

"کہا ہو گا....!"

"اچھی بات ہے.... نتیجے کی تم خود ذمہ دار ہو گی!" عمران نے دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا! جولیا جھلائے ہوئے انداز میں بیٹھ گئی! کار اسٹارٹ ہوئی اور چل پڑی!

"یہ ایکس ٹو کوئی جادوگر ہے کیا!" عمران نے پوچھا!

"میں نہیں جانتی!" جولیا نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو نا! صرف نام آیا اس کا اور تم سیدھی ہو گئیں!"

"ایکس ٹو تم سے اس سلسلے میں معاملہ کر کے نقصان اٹھائے گا۔"

"کس معاملے میں!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ کار چلتی رہی! عمران نے پھر اسے مخاطب کیا!

"کیا تم مجھ سے محبت کرو گی!.... ارے باپ.... نن.... نہیں...."

"میں نے اپنے نئے کتے کا نام عمران رکھا ہے!"

"میری مرغی کا نام جولیا نافٹز واٹر ہے اور وہ آج کل انڈوں پر بیٹھی ہوئی ہے.... ذرا چھیڑو تو اس طرح کڑکڑاتی ہے جیسے....!"

"بکواس مت کرو! ورنہ بڑی بے عزتی کر کے گاڑی سے اتار دوں گی!"

"افسوس!...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر غمناک آواز میں بولا!

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ میں نے سوچا تھا.... اگر میں نے ایکس ٹو کی ماتحتی قبول کر لی تو تم مجھ سے محبت کرنے لگو گی--! افسوس ہزار افسوس بلکہ ہیہات!"

"کیا تم خود کو اس قابل سمجھتے ہو---؟" جولیا نے زہریلے لہجے میں پوچھا!

"نہیں سمجھتا! یہی تو مصیبت ہے!...." عمران کی آواز بدستور غمناک رہی۔ اس نے ایک سسکی سی لے کر کہا!" میں محض اسی توقع پر زندہ ہوں کہ کبھی تو کسی لڑکی کو مجھ پر رحم آئے گا! بہت عرصہ ہوا ایک ملی تھی.... مگر لوگوں نے مجھے بہکا دیا!.... اب سوچتا ہوں کہ میں نے اس سے محبت نہ کر کے سخت غلطی کی تھی!"

"ملی تھی...." جولیا نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا!" تمہیں؟"

"ہاں.... ہاں ملی تھی!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا" اور تم سے زیادہ حسین تھی!"

"پھر کیوں جھک مارتے پھر رہے ہو!"

"ہاں--! ذرا بائیں ہاتھ کو موڑ لینا-- بتاتا ہوں تمہیں سن کر یقیناً افسوس ہو گا.... خدا انہیں غارت کرے جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!.... ٹھیک ہے بس تھوڑی دور اور چلنا پڑے گا-- ہاں تو ان گدھوں نے مجھے بہکا دیا تھا-- اچھا تم ہی بتاؤ اگر اس کی ایک آنکھ غائب تھی تو اس سے کیا فرق پڑتا.... کیا دونوں آنکھوں سے دو شوہر دکھائی دیتے ہیں!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ وہ یک چشم تھی...."

جولیا نے قہقہہ لگایا اور عمران دانت پیس کر بولا!" خدا کرے تم بھی کانی ہو جاؤ......!

"تم خود اندھے ہو جاؤ!"

"اندھا کب نہیں ہوں؟ اندھا ہوں تبھی تو تم سے محبت ہو گئی ہے!.... اور شاعر کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے.... میں کہتا ہوں گونگی اور بہری بھی ہوتی ہے.... کہنے میں کیا لگتا ہے!.... چلو میں آج سے کہنا شروع کرتا ہوں کہ محبت کانی ہوتی ہے.... لولی لنگڑی ہوتی ہے.... آہا بس آگے وہاں روک دینا گاڑی جہاں میونسپلٹی کی لالٹین کا کھمبا ہے۔"

"ارے-- تم مجھے باتوں میں الجھا کر کہاں لے آئے....!" کار ایک گندی سی گلی میں رکی تھی جہاں دونوں طرف بدوضع اور بے ڈھنگے مکانوں کی قطاریں تھیں!....

"انجن بند کر کے اتر چلو!" عمران نے کہا!

"کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا!"

"میں بار بار اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا!"

"تم مجھے کیوں اترنے کو کہہ رہے ہو!...."

"یہ میرا نجی کام نہیں ہے! اس وقت میں ایکس ٹو کے لئے کام کر رہا ہوں! اس لئے تمہیں جس طرح چاہوں استعمال کر سکتا ہوں!"

"یعنی....!"

"تمہیں مکھن میں تل کر کھا بھی سکتا ہوں!"

"بکواس مت کرو! چپ چاپ گاڑی سے اتر جاؤ!.... میں واپس جاؤں گی!"

"تمہاری مرضی!" عمران نے لاپروائی سے کہا! اور دروازہ کھول کر نیچے اترتا ہوا بولا!" لیکن نتیجے کی ذمہ داری خود تم پر ہو گی۔!"

جولیا کی آنکھوں میں الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے! آخر اس نے دانت پیس کر کہا!" شاید ایکس ٹو نے ہمیں سزا دی ہے! کیا تم عذاب کے فرشتوں سے کم ہو!"

"ہاں تھوڑا سا کم ہوں کیونکہ کسی قسم کے بھی فرشتے بیوقوف نہیں ہوتے!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر جولیا نے اسے ایک کرم خوردہ دروازے پر دستک دیتے دیکھا!.... وہ سوچ رہی تھی کہیں سچ مچ اسے ایکس ٹو کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت نہ ملی ہو! مگر یہاں اس گندی سی گلی میں کیا کام ہو سکتا ہے--! کیا وہ انہیں لوگوں میں سے کسی کی تاک میں ہے، جو پچھلے دنوں پکڑے گئے تھے!

طوعاً کرہاً وہ بھی کار سے اتر آئی....!

عمران برابر دروازہ پیٹتا رہا! کچھ دیر بعد کسی نے اندر سے کنڈی گرائی اور دروازہ آواز کے ساتھ کھل گیا-- دروازہ کھولنے والا ایک خستہ حال بوڑھا تھا جو اپنی چندھیائی آنکھوں سے انہیں شاید پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا مسٹر پیکاک اندر ہیں!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں!" بوڑھا ایک جھٹکے کے ساتھ گردن ہلا کر بولا" آپ کا نام کیا ہے....!"

"ہمارا نام!" عمران اکڑ کر بولا!" بے ادب.... گستاخ.... ہمارا نام پوچھتا ہے.... کیا ہم

صورت ہی سے ڈیوک آف ڈھمپ نہیں معلوم ہوتے....!"

"نہیں!" بوڑھا پر مسرت لہجے میں چیخا" یہ آپ ہیں! حضور والا.... میری آنکھیں پھوٹ جاتیں تو اچھا تھا! وہ آنکھیں کس کام کی جو حضور کو نہ پہچان سکیں آیئے سرکار دولت مدار مسٹر پیکاک تشریف رکھتے ہیں!.... اور آپ کو دیکھتے ہی دم اٹھا کر ناچنے لگیں گے....! آیئے آیئے! میری نظر روز بروز کمزور ہوتی جارہی ہے.... ان سے نہ کہیے گا کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا....!"

"ڈچس آف ڈھمپ.... پلیز!" عمران نے جولیا کی طرف مڑ کر کہا! اور جولیا برا سا منہ بنائے ہوئے آگے بڑھی.... گفتگو چونکہ اردو میں ہوئی تھی اس لئے وہ کچھ سمجھ نہیں سکی تھی۔

" آؤ آؤ!" عمران نے اس سے کہا!" تمہارے پیشے کے لئے یہ سب بھی بہت ضروری ہے!...."

"کیا حقیقتاً یہ کوئی سرکاری کام ہے!" جولیا نے کہا!

"سو فیصدی.... تم آؤ تو....!"

وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور بوڑھے نے دروازہ بند کر لیا! جولیا نے اپنی ناک پر رومال رکھ لیا تھا کیونکہ وہاں عجیب عجیب قسم کی بدبوئیں محسوس ہو رہی تھیں! ایک بار تو اس نے ایسا محسوس کیا جیسے کسی چڑیا گھر میں چل رہی ہو! اس قسم کی بدبوئیں اکثر اس نے درندوں کے کٹہروں کے قریب محسوس کی تھیں!

بوڑھا انہیں ایک کمرے میں لایا! جہاں ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کا ایک یوریشین تھا! اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور لباس بھی میلا تھا! عمران کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا!.... شاید جولیا اس کے لئے عمران سے بھی زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوئی تھی کیونکہ اس پر نظر پڑتے ہی اس کی زبان سے "ارے" نکل گیا تھا!

" آپ--!" وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا!" بھلا کیسے تکلیف فرمائی!.... جناب! تشریف رکھئے.... آپ بھی مادام.... خوش آمدید....!"

"ڈچس آف ڈھمپ!" عمران بولا!" یہ میری خالہ ہیں اور آپ مسٹر پیکاک....!"

بوڑھے نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ طوعاً و کرہاً جولیا کو بھی ہاتھ دینا پڑا۔ لیکن وہ دل ہی دل میں عمران پر بری طرح خار کھا رہی تھی۔ وہ بیٹھ گئے! بوڑھا ہاتھ ملتا ہوا بولا!

"فرمایئے جناب! شائد ہم تین سالہ بعد مل رہے ہیں اور آپ کا وہ احسان میں کبھی نہ بھولوں

"ارے.... وہ!" عمران بڑبڑایا!" اس کا مذکرہ نہ چھیڑو! میں آج بہت اداس ہوں اس لئے خوشی کی کوئی بات نہیں برداشت کر سکتا! فی الحال میں ایک غرض سے آیا ہوں!"

"ضرور فرمایئے! مسٹر علی عمران کی خدمت کرنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھوں گا!.... اگر آپ اجازت دیں تو میں...."

"ہاں ہاں تم شوق سے بیئر پی سکتے ہو! عمران جلدی سے بولا! اور بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا!

"کیا بتاؤں جناب آج کل بیئر بھی اچھی نہیں مل رہی!"

اس نے ایک الماری کھول کر ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کی کارک اڑا کر اسی سے ہونٹ لگا دیئے۔ پھر دوسری سانس لئے بغیر ہی بوتل خالی کر کے فرش پر رکھ دی!

ٹھیک اسی وقت جب وہ بوتل فرش پر رکھ رہا تھا جولیا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی! کیونکہ ایک کافی قد آور ریچھ پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر چلتا ہوا کمرے میں داخل ہو رہا تھا!

"اوہ-- تم آگئے نابنجار--!" بوڑھا غصیلے لہجے میں بولا! پھر جولیا سے کہا!" آپ ڈریئے نہیں یہ ایک چوہے سے بھی زیادہ بے ضرر ہے! اور بیئر کی بو اسے یہاں لے آئی ہے.... ذرا دیکھئے!"

ریچھ فرش پر رکھی ہوئی خالی بوتل سونگھ رہا تھا!.... پھر یک بیک اس نے اگلی ٹانگوں سے سر پیٹنا شروع کر دیا! اس کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی آدمی رو رہا ہو!

"دیکھا آپ نے!" بوڑھا ہنس کر بولا!" یہ نامعقول بیئر مانگ رہا ہے!"

"تم نے ریچھوں کا اخلاق بھی برباد کر دیا ہے۔" عمران نے کہا!

بوڑھے نے الماری سے دوسری بوتل نکالی اور اس کا کارک اڑا کر ریچھ کی طرف بڑھا دیا!

جولیا نے حیرت سے دیکھا کہ ریچھ بوتل کو اگلے پنجوں میں دبا کر بیئر پی رہا تھا!۔

جب وہ بوتل خالی کر کے زمین پر پھینک چکا تو عمران نے کہا" میں اب اسے سگریٹ پیش کروں!"

"نہیں سگریٹ نہیں پیتا!" بوڑھا ہنسنے لگا! ریچھ باہر جا چکا تھا!

"ہاں.... اب کام کی بات کرو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! اور یہ کام کی بات زیادہ تر اردو ہی میں ہوئی۔ بوڑھا یوریشین بہت اچھی اردو بول رہا تھا! اس لئے جولیا بہروں کی طرح خاموش رہی! بہر حال ان کے انداز سے جولیا نے اتنا ضرور معلوم کر لیا تھا کہ وہ کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں!" کچھ دیر بعد پھر انگریزی میں گفتگو ہونے لگی! لیکن اب وہ یوریشین عمران کی حیرت انگیز صلاحیتوں کے بارے میں اظہار کر رہا تھا!

"ختم کرو! اب یہ قصہ اور ہر وقت تیار رہو! تمہیں کسی وقت بھی میری طرف سے اطلاع مل سکتی ہے!"

"مگر اسے یاد رکھیئے گا کہ میرا بھی ایک کام ہے اور اسی لئے میں تیار بھی ہو گیا ہوں ورنہ آج کل کون دیدہ دانستہ موت کے منہ میں جانا پسند کرے گا!"

"پھر تم کیا چاہتے ہو!"

"وہ کام بھی ہو گا!" بوڑھے یوریشین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

"کام کی نوعیت کیوں ظاہر نہیں کرتے!"

"ابھی نہیں--! لیکن یقین رکھیئے، آپ کا کام ہو جانے کے بعد ہی میں اپنا کام شروع کروں گا اور آپ کو میرا ساتھ دینا ہو گا...."

"وہ کوئی غیر قانونی کام تو نہیں ہو گا!"

"ہرگز نہیں! وہ صرف ہماری محنتوں کا انعام ہو گا! اور یقین رکھیئے کہ اس انعام کی لالچ میں میرے آدمی میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو سکیں گے ورنہ وہ بھی قریب قریب ناممکن ہو گا!"

"اگر وہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا ساتھ ضرور دوں گا!"

"بس معاملہ طے ہو گیا! اب آپ مطمئن رہیئے! جس وقت بھی مجھے آپ کی طرف سے کوئی اطلاع ملی، ہم تیار ہو جائیں گے--اور کچھ!"

"نہیں بس اتنا ہی!"

"اوہ ٹھہریئے مسٹر عمران میں آپ سے ایک استدعا اور کروں گا!"

"ہاں.... کیا ہے.... کہو....!"

"میرے لڑکوں کو یقین نہیں آتا کہ آپ لوہے کے گولوں پر چل سکتے ہیں!"

"ارے چھوڑو بھی--" عمران سر جھٹک کر بولا!

"نہیں مسٹر عمران وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں! اور جب بھی اس کا تذکرہ آتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں بہت زیادہ نشے میں ہوں!"

"پھر میں کیا کروں!"

"میری خاطر اتنی تکلیف گوارا کیجئے کہ انہیں یقین آجائے!"

جولیا حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ لوہے کے گولوں پر چلنے کا مطلب اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا!

"اچھی بات ہے۔" عمران طویل سانس لے کر بولا! "کہاں ہیں تمہارے لڑکے!"

"میں انہیں بلواتا ہوں!" بوڑھے نے کہہ کر کسی کو آواز دی اور پھر جلد ہی اسی بوڑھے کی شکل دکھائی دی جس نے باہر کا دروازہ کھولا تھا!

"لڑکوں کو بلاؤ!" بوڑھے یوریشین نے اس سے کہا! بوڑھا ملازم چلا گیا!

"مجھے اس فن پر عبور نہ حاصل ہو سکا مسٹر عمران!" وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا! "میں تین سال سے مشق کر رہا ہوں!"

"باقاعدہ شاگردی اختیار کرو!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کرنی ہی پڑے گی مسٹر عمران! اور میں اس فن میں مہارت بہم پہنچا کر رہوں گا!"

"ضرور، ضرور!" عمران سر ہلا کر کچھ سوچنے لگا!....

تھوڑی دیر بعد تین جوان آدمی کمرے میں داخل ہوئے.... اور.... بوڑھا یوریشین عمران اور جولیا کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"مسٹر اور مسز عمران!"

جولیا دانت پیس کر رہ گئی لیکن کچھ بولی نہیں! ان تینوں نے ان سے مصافحہ کیا اور بتوں کی طرح کھڑے ہو گئے!

"یہ وہی حیرت انگیز انسان ہے!" بوڑھا بولا! "جس کے کارنامے تمہیں اکثر سناتا رہا ہوں.... ان میں سے ایک پر تمہیں یقین نہیں آیا تھا--یعنی لوہے کے گولوں پر چلنا....!"

"اوہ....! تینوں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور وہ نیچے سے اوپر تک عمران کو گھورنے لگے!

"اور میری درخواست پر مسٹر عمران تیار ہو گئے ہیں! میں آن کا شکر گذار ہوں! گولے لاؤ!"

اس نے بوڑھے ملازم کی طرف دیکھ کر کہا، جو دروازے میں کھڑا تھا۔

پھر عمران سے بولا!" مسٹر عمران آپ نے شادی کب کی!"

"ہائیں--شادی! نہیں تو....!"

"پھر!...." بوڑھا جولیا کی طرف دیکھ کر بولا!

"ارے.... یہ.... یہ تو میرے سرکس میں کام کرتی ہیں!" عمران نے کہا!

"اوہ.... محترمہ مجھے معاف فرمائیے گا....!" بوڑھے نے جولیا سے کہا!

"کوئی بات نہیں!" جولیا زبردستی مسکرائی....! لیکن بے اختیار اس کا دل چاہ رہا تھا کہ دونوں سینڈلیں اتار کر عمران پر پل پڑے بوڑھا نوکر لوہے کے دو چھوٹے چھوٹے گولے لایا جن کا قطر دو انچ سے زیادہ نہ رہا ہو گا۔ عمران نے گولوں کو ہاتھ میں تولا اور پھر زمین پر ڈال دیا! دوسرے لمحے میں وہ ان پر پاؤں رکھے کھڑا تھا!.... ہر پیر کے نیچے ایک گولا.... یعنی وہ ان

گولوں ہی پر کھڑا تھا...... نہ ایڑیاں زمین سے لگی ہوئی تھیں اور نہ پنجے!

"اب تم لوگ بہت غور سے دیکھتے رہنا!" بوڑھے یوریشین نے جوان آدمیوں سے کہا! "نہ ایڑیاں زمین سے لگیں گی اور نہ پنجے، لیکن لارڈ عمران اس طرح کمرے میں دوڑیں گے جیسے اسکیٹنگ کر رہے ہوں.... کیا مجال ہے کہ ایک بھی گولا پیر کے نیچے سے نکل تو جائے!"

حقیقتاً دوسرے ہی لمحے میں یہ کھیل شروع ہو گیا! عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا تھا!.... لیکن اس کے پنجے یا ایڑیاں زمین سے نہیں لگ رہی تھی...! وہ سب حیرت سے منہ کھولے اس کے پیروں کی طرف دیکھتے رہے!.... ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی گولا پاؤں کے پنجے سے نکلا ہو!.... یہ دوڑ پانچ منٹ تک جاری رہی پھر عمران گولوں پر سے اتر آیا!....

چند لمحے سکوت طاری رہا پھر ایک نوجوان بولا! "واقعی جناب! آج یقین آ گیا!"

بوڑھا یوریشین ہنسنے لگا! عمران چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا!

"اچھا تو--!" وہ چیونگم منہ میں ڈالتا ہوا بولا! "ہم چل دیئے!"

"کچھ پی لیجئے مسٹر عمران....!"

"نہیں شکریہ تم جانتے ہو کہ میں ٹھنڈے پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں پیتا!"

وہ سب انہیں دروازے تک چھوڑنے آئے! کچھ دیر بعد جب کار سڑک پر نکل آئی تھی، جولیا نے کہا!

"آئے دن تمہاری نئی نئی حرکتیں سامنے آتی ہیں!...."

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے!.... اس گدھے نے خود ہی تو اس کا تذکرہ چھیڑا تھا! اگر تمہیں بُرا لگا ہو تو آئندہ کے لئے کان پکڑتا ہوں! اب نہیں چلوں گا گولوں پر!"

"وہ کون تھا!"

"ڈینی ولسن! میرا ایک پرانا دوست شکاری ہے! اس کے پاس سدھائے ہوئے کئی درندے ہیں!"

"میں یہی سمجھی تھی! ٹھیک ہے! تو کیا وہ سفر پر آمادہ ہے!"

"کیسے نہ ہوتا--! وہ اندھیرے کا گیدڑ تمہارا ایکس ٹو جانتا ہے کہ عمران کیا کر سکے گا!"

"کیا تم اس کے علم میں اسے اندھیرے کا گیدڑ کہہ سکتے ہو!"

"ہاں آج کل کہہ سکتا ہوں! وہ عمران سے الجھنے کی کوشش نہیں کرے گا! کیونکہ یہ مہم عمران کے بغیر نہیں سر ہو سکتی!" جولیا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر رہ گئی!

"اور سنو!" عمران بولا! "تم سب کو میرے اشاروں پر ناچنا ہوگا!"

"یہ ناممکن ہے! میں استعفیٰ دے دوں گی!"

"شوق سے دے دو! آج کل ایکس ٹو کو عمران کے علاوہ اور کسی کی پرواہ نہ ہو گی!۔"

"مجھے دیکھنا ہے کہ تم خود کتنے دن ٹھہرتے ہو!"

"اس کی پرواہ مت کرو!"

جولیا خاموش ہو گئی! کچھ دیر بعد پھر بولی! "اور اس کا کیا کام ہے!"

"پتہ نہیں! اس نے نہیں بتایا!.... اسے پھر دیکھا جائے گا!"

"لیکن-- کیا وہ اس سے واقف ہے کہ سفر کیوں کیا جا رہا ہے!"

"ہاں--! وہ یہی جانتا ہے کہ ہم شکرال میں کھیل تماشوں کے ذریعے پیسے کمانا چاہتے ہیں!"

"اور وہ اس سفر پر تیار ہو گیا ہے!"

"ہاں--! اور میرا خیال ہے کہ وہ صرف سرحد پار کرنا چاہتا ہے جس کے لئے میں نے اسے اطمینان دلا دیا ہے کہ ہم بہ آسانی سرحد پار کر جائیں گے!"

"میں سمجھ ہی نہیں سکی کہ تم کیا کہہ رہے ہو!"

"دیکھو! ایسے کسی خطرناک سفر کے لئے تیار ہو جانا آسان کام نہیں ہے! یقیناً اس کا بھی کوئی مفاد اس میں پوشیدہ ہوگا! اسے اسی پر یقین نہیں آیا تھا کہ سرحد پار کرنے کے لئے حکومت سے اجازت نامہ حاصل کر لوں گا! کیونکہ اس سرحد سے گزرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں ملتی لیکن شائد وہ عرصہ سے اُدھر جانے کے خواب دیکھتا رہا ہے لہٰذا میری اس تجویز پر فوراً ہی تیار ہو گیا!"

"آخر وہ اُدھر کیوں جانا چاہتا ہے!"

"میرا اندازہ ہے کہ وہ جواہرات کی تلاش میں جانا چاہتا ہے..... کراغال اور سراخسان کی سرحد پر جہاں دریائے شرجیل جنوب کی طرف مڑتا ہے! ہیرے پائے جاتے ہیں! ڈینی پرانا شکاری ہے اور ہیروں کی تلاش کا شائق بھی، وہ اکثر اس مقصد کے تحت سفر کرتا رہا ہے!"

"اوہ--!" جولیا نے حیرت ظاہر کی!۔

"کیا تمہیں بھی ہیروں سے دلچسپی ہے....!"

"کسے نہ ہو گی....!" جولیا بڑبڑائی!

"عاشقوں کے آنسو جمع کرو!.... وہ ہیروں سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں! مگر آنسو جمع کرنے سے پہلے اچھی طرح اطمینان کر لو کہ کہیں عاشق نزلے میں تو مبتلا نہیں ہے....!"

"یہ سفر کب شروع ہو گا!" جولیا نے پوچھا!

"بہت جلد!.... لیکن ابھی بہت کام پڑا ہے!.... سرکس کے لئے جانور ہمیں مل جائیں

گے! لیکن دو چار ایسے آدمیوں کی بھی تلاش ہے، جو پہلے کبھی کسی سرکس میں کام کر چکے ہوں!"

"تمہارے بہتیرے دوست ایسے ہوں گے!" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا!

"یقیناً ہیں! ایک سے تو تم ابھی مل کر آ رہی ہو!"

۵

ایک ہفتے تک تیاریاں ہوتی رہیں! لیکن جولیا کو تفصیل کا علم نہ ہو سکا۔ ان تیاریوں کا تذکرہ وہ عموماً عمران ہی کی زبانی سنا کرتی تھی!.... لیکن ایکس ٹو سے جب بھی گفتگو ہوتی وہ یہی کہتا کہ عمران کام ضرور کر رہا ہے، لیکن زیادہ تر وقت باتوں میں برباد کر دیتا ہے!

ایک دن جولیا ایکس ٹو سے فون پر پوچھ ہی بیٹھی! "اگر عمران ناکارہ ہے تو پھر آپ نے اسے اتنی بڑی ذمہ داری کیوں سونپ دی ہے!"

"اوہ---وہ اتنا جانتا ہے کہ اسے کہاں اور کب سنجیدہ ہو جانا چاہیئے!"

"خیر اسے جانے دیجئے! سب سے زیادہ اہم بات میں نے ابھی تک آپ سے نہیں پوچھی!"

"ضرور پوچھو!"

"آپ کہاں ہوں گے!...."

"میں--! میں یہیں رہوں گا---! میں ہیڈ کوارٹر کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا!"

"تب تو شاید میں سرحد پار کرتے ہی ختم ہو جاؤں!" جولیا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

"کیوں-کیوں!" دوسری طرف سے ایکس ٹو کی ہنسی کی آواز آئی۔

"جب بھی میں کسی مشکل میں پھنس جاتی ہوں! مجھے یقین ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے زیادہ دور نہ ہوں گے!"

"اوہ جولیا.... یہ بہت بری بات ہے! تم میں اب تک خود اعتمادی نہیں پیدا ہو سکی!"

"میں کیا کروں مجبور ہوں۔!"

"کیا تم اس سفر سے جان چرا رہی ہو!"

"نہیں جناب! کبھی نہیں ہرگز نہیں--- میں نے آج تک آپ کے کسی حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کیا!"

"ٹھیک ہے--اسی لئے میں تمہاری قدر کرتا ہوں!"

"لیکن اس میں میری وہ حیثیت نہیں ہوگی جو اب تک رہی ہے! اس کا مجھے افسوس ہے!"

"میں سمجھتا ہوں! تمہیں ضرور افسوس ہوگا۔ لیکن کیا تم اس قافلے کی رہبری کر سکو گی!"

"اسی لئے تو خاموش ہوں کہ نہیں کر سکتی--! ورنہ میں آپ سے لڑ جاتی--!"

"کیا؟...." دوسری طرف سے غراہٹ سی سنائی دی!.... اور جولیا سہم گئی!

"اوہ--وہ!" جولیا ہکلائی "معاف فف.... فرمائیے گا جناب! میں کسی اور خیال میں تھی!"

"نہیں! مجھ سے گفتگو کرتے وقت ہوش میں رہا کرو!"

"میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں! جناب!" جولیا روہانسی ہو گئی!

"اور کچھ!"

"ن--نہیں! جناب!"

"اچھا!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا! اور جولیا ریسیور رکھ کر بری طرح ہانپنے لگی!

نہ جانے کیوں اس کا دل بھرا آرہا تھا! اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی کوئی برسوں پرانی آرزو ریت کی دیوار کی طرح ڈھیر ہو گئی ہو!-- اس میں تو شبہے کی گنجائش ہی نہیں تھی کہ وہ ایکس ٹو پر جان دیتی تھی اور شب و روز اسی فکر میں رہتی تھی کہ کس طرح اسے دیکھ پائے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں وہ کبھی کبھی نادانستہ طور پر اس سے بے تکلف ہو سکتی تھی، لہذا اس وقت بھی ایسے ہی کسی جذبے کے تحت اس کی زبان سے یہ بات نکل گئی تھی-- لیکن ایکس ٹو کی جھڑکی اسے رومان کی وادیوں سے نکال کر اسی دنیائے بے رنگ و بو میں واپس لائی-- اور اسے شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ ایکس ٹو کی محبوبہ نہیں بلکہ ماتحت ہے!

کافی دیر تک اس کی آنکھوں سے آنسو ڈھلکتے رہے اور اسے احساس تک نہ ہوا۔ اگر فون کی گھنٹی دوبارہ نہ بجتی تو شاید اسی عالم میں کئی گھنٹے گذر جاتے!

"ہیلو--!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کال ریسیو کی!

"کون بول رہا ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی!

"جولیانا فٹز واٹر!"

"میں عمران ہوں--! کیا تم کیفے گرینڈ تک آسکتی ہو!"

"نہیں--!" جولیا جھلا گئی! نہ جانے کیوں اسے غصہ آگیا! شائد وہ غیر شعوری طور پر اپنی توہین کا بدلہ کسی دوسرے سے لینا چاہتی تھی!

"ارے واہ--! تم نہ آؤ گی تو کام کیسے چلے گا--! میں نے تین یوریشین لڑکیاں پھانسی ہیں!"

"میں نہیں آسکتی....!"

"کیا تم نشے میں ہو! جولی ڈارلنگ!"

"بکواس بند کرو! مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کیا کرو!"

"جب کوشش کے بغیر ہی بے تکلف ہو جاتا ہوں تو پھر کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے -- بس آجاؤ جلدی سے نخرے نہ کرو!.... میں تم سے کم حسین نہیں ہوں!.... یہ اور بات ہے کہ لپ اسٹک اور روژ وغیرہ استعمال کرنے کی ہمت نہیں پڑتی!"

"میں نہیں آؤں گی!" جولیا ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی! "کتنی بار کہوں"

"اچھا تو پھر -- اس نقصان اور وقت کی بربادی کی ذمہ داری تم پر ہوگی --!"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے! میں نہیں آسکوں گی!"

"اوہ -- ! ان تینوں لڑکیوں کو صرف مطمئن کرنا ہے....!"

"میں کیسے مطمئن کر سکوں گی --!"

"تمہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ تم بھی میرے سرکس میں ملازم ہو! وہ دراصل مجھے کوئی فلرٹ سمجھ رہی ہیں!...."

"مگر.... تم عقل رکھتے ہو یا نہیں!"

"نہیں یہی تو مصیبت ہے کہ نہیں رکھتا! کیوں؟ کیا مجھ سے کوئی حماقت سرزد ہوئی ہے!"

"موٹی سی بات ہے! اگر انہیں شبہ ہو گیا کہ انہیں دھوکا دیا گیا ہے تو وہ کسی موقعہ پر بھانڈا بھی پھوڑ سکتی ہیں۔"

"انہیں کس بات کا شبہ ہوگا!.... معلوم ہوتا ہے تم بھنگ پینے لگی ہو!.... ہم ایک سرکس ترتیب دے رہے ہیں ہمارا مقصد اپنی روزی حاصل کرنا ہے....! اس میں شبہ کیا معنے رکھتا ہے....؟ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ وہ اصل مقصد سے آگاہ ہو سکیں گی!"

"لیکن ڈینی کو تو اس کا علم ہے!...."

"اب تم شاید چرس پینے لگی ہو!.... ہم آٹھ آدمیوں کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ اس سفر کا اصل مقصد کیا ہے!"

"پھر اس نے کیا کہا تھا کہ آپ کا کام ہو جانے پر میں اپنا کام کروں گا!"

"کام سے مراد وہ کام نہیں تھا، جو حقیقتاً درپیش ہے.... میں نے اس سے کہا تھا کہ میں ایک لڑکی کی تلاش میں شکرال جانا چاہتا ہوں جسے شکرالی اغوا کر لے گئے ہیں!"

"اور اسے تمہاری اس بکواس پر یقین آگیا ہوگا!"

"نہ آیا ہو! لیکن وہ ہر حال میں میرے ساتھ جائے گا!.... اور تم خواہ مخواہ وقت برباد کر رہی ہو! اگر تمہیں آنا ہو تو آؤ -- ورنہ صاف جواب دے دو!"

"میں آرہی ہوں....!"

۶

نہ جانے کتنے پاپڑ بیلنے کے بعد بالآخر ان کا سفر شروع ہو گیا!.... سرحد تک پہنچنے سے قبل ان میں نظم و ضبط نہیں قائم ہو سکا تھا! کیونکہ کثیر سامان ساتھ ہونے کی بناء پر انہیں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو جانا پڑا تھا.... بہر حال مختلف ذرائع سے سارا سامان سرحد تک پہنچایا گیا!....

عمران نے ایسے جانور ساتھ نہیں لئے تھے جنہیں کٹہروں میں لے جانا پڑتا! وہ جانتا تھا کہ اکثر ایسے دشوار گذار راستوں سے سابقہ پڑے گا کہ خود اپنا جسم صحیح سلامت آگے نکال لے جانا مشکل ہو جائے گا!

قافلے میں چار لڑکیاں تھیں!.... ایک جولیا اور تین یوریشین لڑکیاں جنہیں عمران نے اس سفر پر آمادہ کیا تھا! وہ اس سے پہلے بھی کسی سرکس میں کام کر چکی تھیں!.... ڈینی ولسن نے تین چار ریچھ آٹھ کتے اور چار گھوڑے مہیا کئے تھے! یہ سب تربیت یافتہ تھے! عمران سفر شروع کرنے سے پہلے ہی ان کی کارکردگی کی طرف سے مطمئن ہو چکا تھا! ڈینی کے ساتھ گیارہ شکاری بھی تھے!.... اور ان کے متعلق ڈینی نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ بہترین قسم کے نشانہ باز ہیں۔ کوئی برا وقت آنے پر پیچھے نہیں ہٹیں گے --!

ڈھائی درجن خچروں پر مختلف قسم کا سامان بار تھا!.... وہ لوگ سرحد سے گذر گئے!....

یہاں تک تو وہ بڑے اطمینان سے ٹرینوں! جیپوں، لاریوں اور کاروں کے ذریعے پہنچے تھے!....

لیکن سرحد پار کر لینے کے بعد جب اصل سفر شروع ہوا تو کئی آدمیوں کی ہمتیں جواب دے گئیں! کیونکہ اب حد نظر تک خشک اور ویران پہاڑیاں ہی نظر آرہی تھیں!

ایکس ٹو کے پرانے ماتحت تنویر خاور اور چوہان بہت شدت سے بیزار نظر آرہے تھے!....

کیونکہ ان کی کمانڈ ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دے دی گئی تھی جس کی وہ ذرہ برابر بھی پروا نہیں کرتے تھے! جولیا کا معاملہ کچھ یونہی سا تھا! کبھی اسے عمران پر پیار آتا اور کبھی دل چاہتا کہ کسی بڑے سے پتھر سے اس وقت تک اس کا سر کچلتی رہے جب تک کہ اس کے خدوخال مسخ نہ ہو جائیں!

صفدر سعید لیفٹیننٹ صدیقی اور سارجنٹ نعمانی عمران کو بیحد پسند کرتے تھے! اس کے محیر العقول کارنامے ان کے لئے نئی چیز تھے! لہٰذا وہ اس کی قدر کرنے لگے تھے! تنویر خاور اور چوہان

اسے بہت دنوں سے جانتے تھے! اس سے مرعوب بھی تھے، لیکن اس کے باوجود بھی وہ خود کو اس سے برتر سمجھنے پر مصر رہے تھے! وجہ جو کچھ بھی رہی ہو! ویسے یہی لوگ جب فون یا ٹرانسمیٹر پر ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنتے تھے تو ان کی سانسیں الجھنے لگتی تھیں! یہ بھی حالات کا دلچسپ مذاق تھا۔

آٹھوں کے پاس سفری ٹرانسمیٹر تھے! لیکن انکا حلقہ عمل پچاس میل کے رقبے سے زیادہ نہیں تھا!.... وسیع حیطہ عمل کا صرف ایک ٹرانسمیٹر عمران کے پاس تھا جس کے متعلق دوسروں کا خیال تھا کہ اس پر عمران ہیڈ کوارٹر سے ہدایات حاصل کرتا رہتا ہے!.... عمران نے یہاں بڑی عقلمندی سے کام لیا تھا!.... اگر وہ اس قسم کا کوئی ٹرانسمیٹر اپنے قبضے میں نہ رکھتا تو شاید اس کا بھانڈا پھوٹنے میں دیر نہ لگتی!.... وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے اس پر ایکس ٹو سے ہدایات حاصل کرتا رہتا۔ ہیڈ فون اس کے سر پر چڑھا ہوا تھا!.... اس لئے دوسروں کو یہ سمجھانے میں دیر نہ لگتی تھی کہ وہ ایک ایک پل کی خبریں ایکس ٹو کو دے رہا ہے۔ یقیناً یہ ایک دشوار کام تھا! اس کے لئے عمران کو کسی فلمی اداکار کی طرح اپنا رول ادا کرنا پڑ رہا تھا! مگر یہ عمران ہی کا حصہ تھا! اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس سے اتنی ہی دیر میں بیشمار حماقتیں سرزد ہو گئی ہوتیں!

وہ سب خچروں پر سوار تھے!.... لیکن عمران جانتا تھا کہ چالیس میل چلنے کے بعد انہیں خچروں سے اترنا پڑے گا-- لڑکیوں کے لئے اس نے پہلے ہی سے انتظام کر لیا تھا! چار بڑی بڑی ڈولیاں بنوائی تھیں، جنہیں قلی اپنے کاندھوں پر اٹھائے چل رہے تھے!

جولیا کو وہ ڈولیاں گراں گذر رہی تھی! اس نے کئی بار عمران سے کہا کہ وہ ڈولی پر سفر جاری رکھنے سے بہتر یہ سمجھے گی کہ پیدل چلے!

"ارے نہیں یہ نازک نازک پاؤں اس قابل نہیں ہیں،! جولی!" عمران کہتا "پیدا چلنے سے بہتر تو یہ ہوگا کہ میں تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے چلوں-- میرا خچر کافی مضبوط ہے آجاؤ!"
ایک بار تنویر نے اسے یہ کہتے سن لیا اور اسے تاؤ آگیا!

"دیکھو عمران!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا! "اس وقت تم ہی لیڈر ہو! ہم کسی نہ کسی طرح برداشت کر رہے ہیں! لیکن اگر تم نے جولیا کو پریشان کرنے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

"تو تم ہی اسے بٹھالو اپنے کاندھے پر!" عمران نے عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا! "وہ ڈولی میں بیٹھنا پسند نہیں کرتی--"

"تم چپ چاپ چلتے رہو! غیر ضروری باتیں نہیں برداشت کی جائیں گی--!" تنویر نے

کہا! اور جولیا کی ڈولی کے برابر چلنے لگا!

عمران اپنے خچر کو آگے نکال لے گیا.... راستہ پتھریلا ضرور تھا! لیکن اتنا ناہموار نہیں تھا کہ برابر سے تین چار خچر نہ چل سکتے!.... عمران کا خچر ڈینی ولسن کے خچر کے قریب پہنچ کر اس کے ساتھ چلنے لگا!

"یس ماسٹر عمران--!" ڈینی مسکرایا!

"ٹھیک ہے.... شکریہ! میں اس وقت بہت اداس ہوں!"

"کیوں ماسٹر عمران....!"

"اوہ.... مجھے ثریا یاد آرہی ہے.... اررر ہپ لاحول ولا.... میں نے تمہیں نام کیوں بتا دیا!"

"یہ ثریا کون ہے--!"

عمران بڑے دردناک لہجے میں بولا! "وہی لڑکی.... جس کے لئے لاکھوں روپے صرف کر کے ہم سفر کر رہے ہیں!"

"ہاں ماسٹر آپ نے اس کے متعلق مجھے تفصیل سے نہیں بتایا!"

"یہ اپنے ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کا راز ہے اس لئے میں مجبور ہوں ڈینی! ویسے تم یہ سمجھ لو کہ ہم ایک ایسی لڑکی کی تلاش میں جارہے ہیں جسے شکرالیوں نے اغوا کیا ہے!"

"وہ بہت دولت مند آدمی ہوگا ماسٹر عمران جس کی یہ لڑکی ہے!"

"یقیناً ڈینی.... ورنہ اتنے اخراجات برداشت کر لینا ہر ایک کے بس کا روگ تو نہیں!"

"خیر ماسٹر عمران میں تو آپ پر بھروسہ کرتا ہوں--!"

"اور میں نے تمہیں تاریکی میں بھی نہیں رکھا!.... میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ ہم جنت میں جارہے ہیں! تم پہلے ہی سے جانتے ہو کہ شکرال کتنی خطرناک جگہ ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ ہم وہاں کس تدبیر سے داخل ہوں گے!"

"اوہو-- ماسٹر عمران! یہ مطلب نہیں ہے!.... اپنے اس فعل کا ذمہ دار میں خود ہوں گا! آپ مطمئن رہیئے۔ خود میرا اپنا کام بھی بہت اہم ہے!"

"ہیرے!...." عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بڑبڑایا! "دریائے شرجیل کی وادی کے ہیرے تمہیں وہاں لے جارہے ہیں!"

"اوہ-- میرے خدا--؟" ڈینی ولسن کا منہ حیرت سے پھیل گیا!

"میں اسی وقت سمجھ گیا تھا جب تم نے اپنے کام کا حوالہ دیا تھا!" عمران مسکرا کر بولا "کیا اس

سے پہلے بھی تم ہیروں ہی کے چکر میں میکسیکو کا سفر نہیں لر چکے ہو!"

"ماسٹر عمران -- مانتا ہوں!.... آپ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں بالکل درست ہے!.... میں کبھی کا اس مہم پر بھی روانہ ہو چکا ہوتا لیکن سرحد سے گذر جانے کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو سکی تھی! اور اب تو مجھے یقین ہے کہ کامیابی میرے قدم چومے گی!.... خدا نے خود ہی ایک آدمی ایسا بھیج دیا جو مجھے بے خوف و خطر سرحد پار کرا چکا ہے....!"

"تم مجھ سے اچھی طرح واقف ہو!.... کیوں ڈینی!"

"اچھی طرح ماسٹر عمران --!.... آپ نے یہ سوال کیوں کیا!"

"کچھ نہیں یونہی! میں نے سوچا ممکن ہے تم کبھی بھول جاؤ کہ میں کیسا آدمی ہوں!"

"ماسٹر عمران کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو کسی موقع پر دھوکا دوں گا!"

"تم بھی آدمی ہو فرشتے نہیں!"

"آپ یقین کیجئے! جو کچھ بھی ملے گا اس میں سے آدھا آپ کا اور آپ کی پارٹی کا!"

"میں ہیروں کی بات نہیں کر رہا ڈینی! ہیرے تو سینکڑوں روزانہ میری جوتیوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں! میں اپنے کام کے متعلق کہہ رہا ہوں! ہو سکتا ہے دریائے شرجیل کے قریب پہنچنے پر تم اپنے وعدوں سے پھر جاؤ!"

"اسی وقت گردن اڑا دیجئے گا!" ڈینی نے بڑے خلوص سے کہا!

ٹھیک اسی وقت عمران نے ہیڈ فون میں جولیا کی آواز سنی! جو کہہ رہی تھی!" عمران خدا کے لئے.... اس تنویر سے میرا پیچھا چھڑاؤ.... خواہ مخواہ مجھے بور کر رہا ہے!"

عمران نے اپنے خچر کی لگام کھینچی۔ وہ رک گیا!۔

"کیا بات ہے! ماسٹر!" ڈینی نے مڑ کر پوچھا!

"کچھ نہیں چلتے رہو!" عمران نے اپنے خچر کو ہٹاتے ہوئے کہا!

خچر اور مزدور گذرتے رہے.... جب جولیا کی ڈولی قریب پہنچی تو عمران نے خچر آگے بڑھا دیا اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا! تنویر دوسری طرف تھا!

"تم پھر آگئے --!" تنویر غرایا!

"کیا کروں! میں نے سوچا کہیں تم جولیا سے اظہار عشق نہ کر رہے ہو!"

"کیا بکواس ہے!"

"ہاں بکواس ہی کہتے ہیں اظہار عشق کو.... تنویر ڈارلنگ تم کسی دن مجھ سے اظہار عشق کر کے دیکھو!.... ایسی عمدہ عمدہ غزلیں سناؤں کہ تمہارا کلیجہ معدے میں اٹک جائے گا!"

"میں تم کو ہزار بار منع کر چکا ہوں کہ مجھ سے بکواس نہ کیا کرو!"

"میں نے جس دن تم سے اظہار عشق کیا! زہرہ اور مریخ کی شادی ہو جائے گی!"

دفعتاً اس کے ہیڈ فون میں صفدر کی آواز آئی۔ "عمران صاحب یہ تینوں لڑکیاں مجھے پریشان کر رہی ہیں!"

"تم انگلیاں چٹخا چٹخا کر انہیں کوسنے دو! ٹھیک ہو جائیں گی!"

"آپ سنیئے تو سہی وہ کہتی ہیں کہ تین مردوں کو ڈولیوں پر بٹھا کر ہمیں تین خچر دو!"

"تین خچر میں ان کے جہیز میں دوں گا مگر ابھی اس میں دیر ہے!.... ان سے کہو کہ شادی سے پہلے انہیں ڈولیوں پر ہی بیٹھنا چاہیئے! شوہر اور خچر ہم قافیہ ہیں اور ویسے بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا!"

"سنجیدگی اختیار کیجئے عمران صاحب! وہ آپے سے باہر ہو رہی ہیں!"

"اچھا میں آرہا ہوں!" عمران نے کہا اور اپنے خچر کو دو چار قمچیاں رسید کیں وہ دوڑنے لگا!

سچ مچ اس نے تینوں یوریشین لڑکیوں کا موڈ بہت خراب پایا!.... ان میں سے ایک ذرا کچھ تیز واقع ہوئی تھی اور عمران کو بالکل ڈیوٹ ہی سمجھتی تھی! نام لزی تھا! صورت شکل کی بھی بری نہیں تھی!

"ہم ان سواریوں پر نہیں بیٹھ سکتے!" اس نے عمران کو دیکھتے ہی جھلا کر کہا!

"پھر میں تمہارے لئے کار کہاں سے مہیا کروں! اگر کر بھی دوں تو کیا وہ ہوا میں اڑے گی.... راستہ تو تم دیکھ ہی رہی ہو جیسا ہے!" عمران نے فدویانہ انداز میں کہا!

"ہم خچروں پر چلیں گے!"

"میں اس کا مشورہ ہرگز نہیں دوں گا! کیونکہ یہ خچر نہ انگریزی بول سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں!"

"تم کہو گی اسٹاپ اور سمجھیں گے سرپٹ نتیجہ جو کچھ بھی ہوگا ظاہر ہے! ادھر ادھر کی کھڈیں اتنی گہری ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود بھی تمہاری ہڈیوں کا شمار نہیں کر سکیں گے!"

"ہم آگے نہیں جائیں گے --!" لزی نے کہا!

"تم سے جانے کو کون کہتا ہے تم بس چپ چاپ ڈولیوں میں بیٹھی رہو، چلنے والے چلتے رہیں گے!"

لزی نہ جانے کیا بکنے لگی آخر عمران نے کہا "اگر تم نہیں جانا چاہتیں تو ہم تمہیں یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم لوگ شریف آدمی نہیں ہیں۔ سرکس کا

تو محض ایک بہانا ہے، ورنہ ہم لوگ تو پاس پڑوس کے ملکوں میں لوٹ مار کرنے جا رہے ہیں!"

تینوں لڑکیاں زرد پڑ گئیں! ان کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا اور وہ سہم کر خاموش ہو گئیں!

"تیز چلو....!" عمران نے قچی ہلا کر مزدوروں سے کہا، جو ڈولیاں اٹھائے ہوئے تھے! یہ مزدور دراصل تربیت یافتہ فوجی اور بہترین قسم کے نشانہ باز تھے!.... عمران نے ان کا تعاون حاصل کرنے کے سلسلے میں بہت احتیاط برتی تھی، لہٰذا اس کے ماتحت بھی ان کی اصلیت سے لاعلم تھے!

تینوں ڈولیاں آگے بڑھ گئیں اور صفدر ہنستا ہوا بولا! "خواہ مخواہ ڈرا دیا آپ نے بیچاریوں کو--!"

"ہائیں! تو کیا میں نے غلطی کی!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا!

"ارر یہ مطلب نہیں ہے.... میں کہہ رہا تھا!"

"تو جلدی کہو نا!.... میرا دل گھبرا رہا ہے!"

"آپ کو یہ نہ کہنا چاہیے تھے!"

"پھر کیا کہتا! بتاؤ تاکہ اب کہہ دوں!"

"اب کیا فائدہ--!"

"پھر ختم کرو یہ تذکرہ--!"

یہ قافلہ دن بھر چلتا رہا! اور شام ہوتے ہی وہ ایک مناسب سی جگہ منتخب کر کے وہیں اتر پڑے! خچروں سے چھولداریاں اتار کر نصب کی گئیں! اور جگہ جگہ آگ روشن نظر آنے لگی! رات کے کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے اپنے ماتحتوں کو اکٹھا کیا!.... چاروں پرانے ماتحت بری طرح بیزار نظر آ رہے تھے! ہر ایک کے انداز سے یہی معلوم ہوتا جیسے موقع ملتے ہی عمران کو پھاڑ کھائے گا!

"دوستو!" عمران نے انہیں مخاطب کیا! میں نے محسوس کیا ہے کہ تم ان تینوں لڑکیوں کو دن بھر گھورتے رہتے ہو!"

"اگر تم نے کوئی بے تکا الزام ہمارے سر رکھا تو اچھا نہ ہو گا!" کیپٹن خاور غرایا!

"میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں!" عمران نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر کہا! "اگر کسی کی ذات سے بھی ان لڑکیوں کو کوئی تکلیف پہنچی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا!"

تنویر نے ایک ہذیانی سا قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا! "لڑکیوں کے بھائی جان میں

تمہاری اجازت حاصل کیے بغیر کسی قسم کا اقدام نہیں کروں گا!"

عمران اسے بھی نظر انداز کر کے بولا! "ہم انہیں اپنے ساتھ لائے ہیں اس لئے ان کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں!"

"ارے یہ بھی کوئی بات ہے!" لیفٹیننٹ چوہان ہاتھ ہلا کر بولا! "مجھے ان کا انچارج بنا دینا پھر کیا مجال کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا انہیں ہاتھ بھی لگا سکے!"

"دوسری بات!" عمران نے اپنی آواز اونچی کر کے کہا! "آپ صاحبان میں اگر کوئی صاحب اپنے ساتھ شراب کی بوتلیں بھی لائے ہوں تو براہ کرم انہیں ضائع کر دیں! یہ ایکس ٹو کا حکم ہے!"

تنویر کیپٹن خاور کو آنکھ مار کر مسکرایا! اور لیفٹیننٹ چوہان اپنے ہونٹ چاٹنے لگا! پھر اس نے کہا!

"یہ ظلم ہے بھائی عمران--! یہاں اس ویرانے میں تو ہمیں چین لینے دو! آخر اس موقع پر ایکس ٹو کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی! دن بھر کی تھکن پھر کیسے دور ہو گی!"

"کیا دنیا کے سارے آدمی شراب ہی پی کر تھکن دور کرتے ہیں!"

"ہم دنیا کے سارے آدمی نہیں ہیں۔ اس لئے بکواس بند کرو!" کیپٹن خاور غرایا!

"جو کچھ میں نے کہہ دیا اسے پتھر کی لکیر سمجھو!...." عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا!

اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس کی چھولداری سے نکلنے لگے! عمران نے صفدر کو اشارے سے روکا!.... جب وہ چلے گئے تو عمران نے اس سے کہا! "ان پر نظر رکھنا!"

"کس سلسلے میں!"

"شراب اور لڑکیاں!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا!

"کیا لڑکیوں میں جولیا بھی شامل ہے!"

"نہیں وہ اپنی حفاظت خود کر سکتی ہے!"

"یہ نہ کہیے! وہ تنویر سے بہت زیادہ خائف نظر آ رہی ہے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"تنویر اسے دن بھر پریشان کرتا رہا!"

"اوہ-- یہ بہت پرانی بات ہے! جولیا کی تم فکر نہ کرو! ان لڑکیوں کی حفاظت ضروری ہے!"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی!" صفدر بڑبڑایا! "جب آپ ان کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو ایکس ٹو نے کمانڈ آپ کے ہاتھوں میں کیوں دی ہے!"

"ایکس ٹو میرا سوتیلا بھتیجا ہے! تم اس چکر میں نہ پڑو!... اب جاؤ...!"

صفدر چلا گیا!--- عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر زمین پر پھیلا دیا اور لیمپ کی روشنی میں اسکا جائزہ لینے لگا!

۷

تنویر خاور اور چوہان اپنی چھولداری میں داخل ہوئے!.... خاور کا مزاج بری طرح بگڑا ہوا تھا! چوہان خاموش تھا!.... اور تنویر بڑبڑا رہا تھا۔

"میں سچ کہتا ہوں! اگر اس نے ذرا بھی معاملات میں دخل دیا تو میں اس کا سر توڑ دوں گا۔!"

"ختم کرو یار!" چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا! "تم جولیا کو بھی دن بھر چھیڑتے رہے ہو!.... حالانکہ تم نے پہلے کبھی اس انداز میں اس سے گفتگو نہیں کی!"

"سنو! ڈیئر!" تنویر سنجیدگی سے بولا! "کیا تمہیں توقع ہے کہ اس سفر سے صحیح سلامت واپسی ہوگی! میں تو نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو سکے! لہٰذا ایٹ ڈرنک اینڈ بی میری.... جولیا کو میں بہت دنوں سے چاہتا ہوں!.... لہٰذا مرنے سے پہلے!"

"تم شاید پاگل ہوگئے ہو--!"

"چلو یہی سمجھ لو، نکالو بوتل.... لعنت ہے اس زندگی پر بری طرح تھک کر چور ہو رہے ہیں!"

"نہیں شراب نہیں...." خاور نے کہا!

"یار میں تو کہتا ہوں کہ جعفری اور ناشاد وغیرہ بہت اچھے رہے!"

"تو تمہیں بھی استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا!" خاور نے کہا!

"ارے مری جان! تم اتنی جلدی بدل گئے! ابھی عمران کو تو کھانے دوڑے تھے!"

"شراب پر ایکس ٹو نے پابندی عائد کی ہے!.... عمران کی بات الگ ہے.... اس پر مجھے یوں بھی تاؤ آیا کرتا ہے--!"

"لاؤ-- میں پیوں گا--!"

"لیکن اگر عمران نے تمہاری بے عزتی کی تو ہم ساتھ نہیں دیں گے!" چوہان بولا!

"اوہ-- تو کیا میں اس مسخرے سے کمزور ہوں!.... تم ہرگز ساتھ نہ دینا.... میں شراب پی کر جولیا کی چھولداری میں جاؤں گا!"

"تم ہماری طرف سے جہنم میں جاؤ--!" چوہان نے لکڑی کے بکس کی طرف اشارہ کیا جو

ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا! تنویر نے صندوق سے جن کی بوتل نکالی.... لیکن اسے گلاس میں انڈیلتے وقت اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں! پھر اس نے گلاس کو اٹھا کر سونگھا.... اور ایک گھونٹ لینے کے بعد گلاس کو زمین پر پٹختا ہوا دہاڑا۔

"یہ کیا--! یہ تو پانی ہے۔ سادہ پانی!"

"کیا!...." چوہان اور خاور بیک وقت اچھل پڑے!

"پانی....!" تنویر پھر اسی انداز میں دہاڑا.... اور صندوق خالی کرنا شروع کر دیا! اس میں تقریباً تین درجن بوتلیں تھیں! وہ ہر ایک کی کاک نکالتا! اسے چکھتا اور اس کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ پڑتا! پھر کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک بڑا سا ٹکڑا نظر آیا!.... جسے وہ غصیلی آواز میں پڑھ رہا تھا!

"ایکس ٹو کے سعادت مند ماتحتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی جن کی بوتلیں محفوظ ہیں! اور واپسی پر انہیں واپس مل جائیں گی! ان بوتلوں میں نہایت شفاف اور میٹھا پانی ہے! ہو سکتا ہے اس سفر میں کہیں پر پانی نہ دستیاب ہو سکے۔ لہٰذا اس وقت تم اپنے آفیسر کو دعائیں دو گے!

میں ہوں تمہارا بہی خواہ

ایکس ٹو"

"لو دیکھو!.... اس خبیث کو! اس نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا...." تنویر کاغذ پھینک کر اپنے بال نوچنے لگا! خاور اور چوہان حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے!

۸

صفدر رینگتا ہوا چھولداری کے پیچھے سے نکلا کچھ دور اسی طرح چلتا رہا.... پھر سیدھا کھڑا ہو کر بڑی تیزی سے عمران کی چھولداری کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران زمین پر ہرن کی کھال ڈالے اس پر اسی طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی سادھو نے آسن جما رکھا ہو!

"کیا خبر ہے!...." اس نے صفدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

صفدر ہانپ رہا تھا! اس نے اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا! "ان کے پاس بوتلیں تھیں.... لیکن تنویر بری طرح اپنا سر پیٹ رہا ہے....!"

"کیوں--!"

"بوتلوں سے شراب کی بجائے پانی برآمد ہوا ہے! اور صندوق میں ایکس ٹو کی تحریر ملی ہے.....! جس کا ماحصل یہ ہے کہ ان کی بوتلیں اس سفر سے واپسی پر واپس کردی جائیں گی!"

عمران نے بچوں کا سا قہقہہ لگایا پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا "یار یہ ایکس ٹو کوئی جن ہے جس نے جن کی بوتلوں میں گھس کر اسے پانی کر دیا...!"

"جن...." صفدر چونک کر عمران کو گھورنے لگا! "مگر میں نے آپ کو یہ کب بتایا کہ وہ جن کی بوتلیں تھیں!...."

"بتاؤ نا بتاؤ!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی! "مجھے علم ہے کہ وہ جن کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پیتے!"

"تنویر ایکس ٹو کو گالیاں دے رہا ہے....!" صفدر نے کہا!

"اللہ نے چاہا تو اس کی زبان میں کیڑے پڑیں گے....!" عمران عورتوں کی طرح لپک کر بولا! پھر جماہی لے کر کہا! "اب جاؤ! مجھے نیند آرہی ہے--!"

"تنویر کہہ رہا تھا کہ میں شراب پی کر جولیا کی چھولداری میں گھس جاؤں گا!" صفدر نے کہا!

"اب وہ ٹھنڈا پانی پی کر سو جائے گا........ جاؤ تم بھی سو رہو!"

"پھر جاگے گا کون!۔"

"پرواہ مت کرو! قافلے کی حفاظت ڈینی ولسن کے سپرد ہے اور میں اس پر اعتماد کرتا ہوں!"

صفدر چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر چھولداری سے چلا گیا!

عمران اسی طرح مرگ چھالے پر بیٹھا رہا! شائد اسے کسی کا انتظار تھا! تھوڑی دیر بعد چھولداری کے سرے پر آہٹ ہوئی اور ایسا معلوم ہوا جیسے وہاں کوئی آکر رکا ہو!

"آجاؤ--!" عمران نے کہا!" اور دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی چھولداری میں داخل ہوا یہ سر سے پیر تک سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مٹی کے تیل کا لیمپ گل کر دیا!

"کیا خبر ہے....!" اس نے پوچھا!

"تعاقب جاری ہے جناب"! آواز آئی!" وہ تین آدمی ہیں اور شاید یہاں سے ایک میل پیچھے انہوں نے ایک غار میں قیام کیا ہے!"

"اوہو--! مگر وہ دیسی ہیں یا غیر ملکی....!"

"میں اندازہ نہیں کرسکا! کیونکہ انہوں نے کوہستانیوں کی سی وضع اختیار کر رکھی ہے!"

"گڈ--! کیا ان کے پاس سے ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہونے کی توقع ہے!"

"میں کہہ نہیں سکتا! ویسے میرا خیال ہے کہ اگر ان کے پاس ٹرانسمیٹر ہوتے تو وہ اس طرح سفر کرنے کی ضرورت ہی کیوں محسوس کرتے۔ وہیں سے بیٹھے بیٹھے اپنی اطلاعات شکرال تک پہنچاتے!"

"ممکن ہے! وسیع حلقہ عمل کا ٹرانسمیٹر نہ ہو ان کے پاس! خیر اس سے بحث نہیں ہے! تم ان تینوں پر نظر رکھو!"

"کیوں نہ انہیں ٹھکانے ہی لگا دیا جائے!"

"نہیں!.... ہوسکتا ہے وہ ہمارے کسی کام آسکیں!"

"بہت بہتر جناب!"

"لیکن تمہارا کام بہت مشکل ہے! تمہیں نہ صرف ان تینوں سے پوشیدہ رہنا ہے بلکہ میرے قافلے والوں کی نظر بھی تم پر نہ پڑنے پائے!"

"آپ مطمئن رہیئے جناب ایسا ہی ہوگا!"

"بس اب جاؤ--!"

کچھ دیر بعد لیمپ پھر روشن کر دیا گیا! لیکن اب چھولداری میں عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا!

۹

تیسرے دن وہ ایک چھوٹی سی بستی میں پہنچے، جو لکڑی اور پھوس کی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی!.... لوگ جھونپڑیوں سے باہر نکل آئے، اور قافلے کو متحیرانہ انداز میں دیکھنے لگے، جیسے پہلے پہل ان اطراف میں انہیں کوئی قافلہ نظر آیا ہو!.... لیکن تھوڑی دیر بعد ان کی آنکھوں سے تحیر کی بجائے درندگی جھانکنے لگی!.... وہ سب صحت مند اور قد آور لوگ تھے!

پھر عمران نے کلہاڑیاں نکلتی دیکھیں نیزے بلند ہوتے دیکھے، دو ایک کے ہاتھوں میں بارود سے چلنے والی بندوقیں بھی نظر آئیں۔ عمران اپنے خچر کو ہانکتا ہوا سب سے آگے پہنچ گیا! یہاں ڈینی اور اس کے ساتھی اپنی رائفلیں سیدھی کر رہے تھے!

"ٹھہر جاؤ--!" عمران ہاتھ اٹھا کر چیخا!" خواہ مخواہ ہنگامہ کر کے انرجی برباد کرنے کی ضرورت نہیں ہے!" انہوں نے رائفلیں جھکالیں لیکن کوہستانی بدستور کلہاڑیوں اور نیزوں کو گردش دیتے ہوئے ان کی طرف بڑھتے رہے!

"ہم لوگ بالکل بے ضرر ہیں!" عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا!" پہلے میری بات سن لو..
وہ لوگ رک گئے!.... عمران پہاڑی زبان میں کہتا رہا!" ہم کسی کو کوئی نقصان پہنچائے

یہاں سے گذر جائیں گے۔ ہاں اگر تم لوگ لوٹ مار کرنے کی نیت رکھتے ہو تو بات دوسری لیکن میں تمہیں اس کے خطرات سے بھی آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں! ہم میں کوئی بھی نہیں ہے جس کے پاس آتش گیر اسلحے نہ ہوں! تم سب منٹوں میں بھون کر رکھ دیئے جاؤ گے اور تمہاری بستی ویران ہو جائے گی! تم کسی طرح بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے!"

وہ لوگ خاموشی سے کھڑے انہیں گھورتے رہے! پھر ایک بوڑھا ان کی بھیڑ چیرتا ہوا باہر نکل آیا!

"تم لوگ کہاں جا رہے ہو....!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا!

"ہم اُدھر جا رہے ہیں!" عمران نے شمال کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا "ان پہاڑوں کے پیچھے!"

"اُدھر تم ہرگز نہیں جا سکتے! کیونکہ اس پر ہماری زندگیوں کا دارومدار ہے!"

"کیوں؟--"

"وہ ہمیں مار ڈالیں گے--!"

"ہم ان کے دشمن نہیں ہیں! کھیل تماشے دکھا کر پیٹ پالتے ہیں! اور یہ سفر ہمارے لئے نیا نہیں ہے۔ ہم مقلاق اور کراغال کے سفر کئی بار کر چکے ہیں!...."

"مگر یہ مقلاق اور کراغال کا راستہ نہیں ہے!" بوڑھے نے کہا اور پلٹ کر آگے بڑھتے ہوئے پہاڑیوں کو پیچھے دھکیلنے لگا۔

"تو پھر یہ کہاں کا راستہ ہے!"

بوڑھا آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے خچر کے قریب آ گیا! اور سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا! "یہ شکرال کا راستہ ہے....!"

"آہا.... شکرال تب تو ہم اُدھر ہی جائیں گے-- کیا وہاں ہمیں زیادہ آمدنی ہو سکے گی!"

"آمدنی--" بوڑھے کے ہونٹ آہستہ سے ہلے اور اس نے شمال کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا!" لڑکے ادھر موت ہے۔ ان منحوس پہاڑوں کے پیچھے موت ہے!.... درندگی ہے.... وہاں انسانی خون کی کوئی قیمت نہیں میں وہاں اپنا سب کچھ کھو آیا ہوں.... واپس جاؤ، چلے جاؤ، وہاں انصاف نہیں ہے! وہاں کمزوری جرم ہے!.... اور یہاں ہم محض اس لئے زندہ ہیں کہ ان کی چوکیداری کرتے رہیں۔ اگر اس طرف سے ایک پرندہ بھی اڑ کر اُدھر گیا تو دوسرے ہی دن یہاں کی زمین پر خون کے دریا بہتے ہوئے ملیں گے....! اور یہ بستی ہمیشہ کے لئے ویران ہو جائے گی....!"

"اچھا اگر کوئی فوج ادھر سے گذرے تب! نہیں بڑے میاں تم جھوٹ بول رہے ہو! تم اتنے

سے آدمی شکرال کی چوکیداری کس طرح کر سکتے ہو؟"

"ہاں میں جھوٹ بول رہا تھا بچے! میں تجھے ادھر نہیں جانے دوں گا--! میں اپنے تین جوان بیٹوں کو وہاں کھو آیا ہوں.... اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی اس منحوس سرزمین پر قدم رکھے...."

"کیا وہ ہمیں دیکھتے ہی مار ڈالیں گے--!" عمران نے بچکانے انداز میں پوچھا!

"لڑکے مجھ سے بحث نہ کرو!.... میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ساتھ عورتیں بھی ہیں! لیکن تم اطمینان رکھو یہ بالکل محفوظ رہیں گی-- مگر!.... تمہارے ساتھ کا ایک ایک نوجوان مار ڈالا جائے گا!"

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا!.... پھر بولا "اچھا ہم اس پر غور کریں گے-- اگر تم اجازت دو تو آج ہم یہیں پڑاؤ ڈال دیں-- ورنہ یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں!"

بوڑھے نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ "میں اپنے آدمیوں سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا!"

"بہتر ہے مشورہ کر لو!" عمران نے کہا! بوڑھا پہاڑیوں کے مجمع کی طرف واپس چلا گیا!

"یہ کیا کہہ رہا تھا.... ماسٹر!" ڈینی نے بڑی بے صبری سے پوچھا!

عمران نے کم سے کم الفاظ میں گفتگو کا ماحصل بتانے کی کوشش کی! ڈینی چند لمحے برا سا منہ بنائے ہوئے کچھ سوچتا رہا پھر بولا! "میرا خیال ہے کہ ان سے دب جانا ہمارے مستقبل کے لئے خطرناک ثابت ہو گا!"

"نہیں ڈینی!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "میں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنا پسند نہیں کرتا!"

"مجھے یقین ہے کہ وہ نہ تو یہاں پڑاؤ ڈالنے دیں گے اور نہ آگے جانے دیں گے۔ اسے لکھ لیجئے کہ ان سے نپٹے بغیر کام نہیں چلے گا۔ میں نے بھی بہت دنیا دیکھی ہے۔ آپ رحم دل بن جائیے لیکن دوسروں کو سدھارنا آپ کے بس سے باہر ہو جائے گا--! میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکیوں پر للچائی ہوئی نظریں ڈال رہے ہیں"۔

"خیر دیکھو تو.... بوڑھا کیا جواب لاتا ہے!"

دفعتاً عمران کو اپنے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا! "ہیلو....!" اس نے آہستہ سے ماؤتھ پیس میں کہا!

"اٹ از بلیک زیرو سر!"

"کیا بات ہے....!"

"دو آدمیوں نے مل کر تیسرے کو مار ڈالا...."

"کیوں؟"

"پتہ نہیں جناب!...."

"تو اب دو ہی باقی بچے ہیں!"

"جی ہاں--!"

"اچھا تو دیکھو! ہم ایک بستی میں پہنچ گئے ہیں! توقع نہیں ہے کہ یہاں سے لوگ ہمیں آگے بڑھنے دیں! میں ابھی تک ان لوگوں کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکا!.... لہٰذا کوشش کرو کہ وہ دونوں اس بستی میں نہ پہنچنے پائیں!"

"میں کوشش کروں گا! لیکن آپ کو کامیابی کا یقین نہیں دلا سکتا!"

"کیوں؟...."

"آپ ہی بتائیے کہ میں انہیں کس طرح روک سکوں گا!"

"اب میں ہی یہ بھی بتاؤں.... بلیک زیرو آر اے ڈفر.... یہاں اس ویرانے میں ہمارے ملک کا قانون لاگو نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کہ اس وقت کمانڈ میرے ہاتھ میں ہے حسب ضرورت قانون وضع کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہوں!...."

"میں نہیں سمجھا جناب!"

"وہ دونوں ایک آدمی کے قاتل ہیں۔ لہٰذا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ کر دو!"

"ہاں یہ ممکن ہے!...."

"اور اس طرح تم انہیں اس بستی تک پہنچنے سے روک سکتے ہو! اوور اینڈ آل!"

ڈینی عمران کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ کچھ دیر بعد بوڑھا بھی واپس آکر آہستہ سے بولا!" بہتر یہی ہے کہ تم واپس جاؤ! ابھی اور اسی وقت۔ اس بستی میں کچھ شریر لوگ بھی ہیں اس لئے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی جاسکتی!"

کچھ دیر تک دونوں میں رد و قدح ہوتی رہی.... پھر عمران واپسی پر رضامند ہو گیا! غالباً اس کا یہ فیصلہ ڈینی کو شاق گذرا تھا! لیکن وہ کچھ بولا نہیں! قافلہ اسی راستے پر مڑ گیا جس سے وہ یہاں تک پہنچا تھا!

"یہی مناسب تھا! ڈینی" عمران نے اس کی تشفی کرنی چاہی!

"میر کارواں آپ ہیں، میں نہیں! اگر یہی مناسب تھا تو یہی سہی!"

"دیکھو خیال رکھنا!" عمران نے کہا" بوڑھے نے بستی کے چند شریر آدمیوں کا تذکرہ کیا تھا!"

"آپ مطمئن رہیئے!.... مجھے ان لوگوں سے نپٹنے کا طریقہ معلوم ہے!"

عمران نے خچر ہی پر بیٹھے بیٹھے نقشہ نکالا اور شائد کوئی دوسری راہ نکالنے کی فکر میں پڑ گیا!....

اس جگہ سے واپس ہونے کے سلسلے میں لوگ کبیدہ خاطر نظر آنے لگے تھے! خصوصاً ایکس ٹو کے ماتحت تو بری طرح جھلا گئے تھے! عمران نے تنویر اور خاور کو اپنے خچر روکتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ وہ لوگ اس مسئلے پر اس سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

عمران نے اپنے خچر کے پچھی رسید کی اور اس کی رفتار بڑھ گئی! تھوڑی دیر بعد خاور اور تنویر اس کے داہنے بائیں چل رہے تھے!

"تم سب کا بیڑا غرق کرو گے!" خاور جھلا کر بولا!

"ذرا زبان سنبھال کر! میں ملاح نہیں ہوں! اس وقت تمہارا آفیسر ہوں! اور تم خچر پر سوار ہو! بیڑے میں نہیں! ہوش میں آؤ.... ایکس ٹو نے تمہاری کمانڈ میرے ہاتھ میں دی ہے!...."

"کمانڈ کے بچے تم آخر ان لوگوں سے دب کیوں گئے!"

"ایکس ٹو کا حکم....!"

"بکواس ہے....! وہ سینکڑوں میل دور سے جھک نہیں مار سکتا!"

"آہا سینکڑوں میل دور سے--اگر یہ ایک بنجر سرزمین نہ ہوتی تو میں کہتا کہ تم لوگ گھاس کھا گئے ہو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایکس ٹو وہیں بیٹھا رہ گیا ہے....! تم لوگ اچھی طرح کان کھول کر سن لو! وہ کسی وقت بھی تم سب کو سزائیں دے سکتا ہے!"

تنویر نے قہقہہ لگایا!.... لیکن وہ کسی صحیح الدماغ آدمی کا قہقہہ نہیں معلوم ہوتا تھا!....

"ایکس ٹو....! وہ یہاں آئے گا بزدل.... ہمیں جہنم میں جھونک کر خود چین کی بنسی بجا رہا ہے!" اس نے چیخ کر کہا!

"آہستہ تنویر آہستہ!" عمران نے خوفزدہ آواز میں کہا!" اگر اس نے تمہاری آواز سن لی تو تم کہاں ہو گے!"

"بکواس مت کرو!" خاور غرایا!" ہمیں بہلانے کی کوشش نہ کرو!.... اس سے بحث نہیں کہ ایکس ٹو یہاں موجود ہے یا نہیں! لیکن ہم تمہیں حماقتیں نہیں کرنے دیں گے!"

"اچھا خاور---! تمہیں اس کی موجودگی کا ثبوت مل جائے گا! ابھی اسی راہ میں تمہیں دو لاشیں ملیں گی اور ہم دیکھیں گے کہ وہ کون ہو سکتے ہیں!"

"بیکار اپنا دماغ خراب نہ کرو!" خاور تنویر کی طرف دیکھ کر بولا! "اس کے پیر کبھی زمین سے نہیں لگتے.... اب تو جو حماقت ہم سے سرزد ہونی تھی ہو ہی گئی!...."

"کیا حماقت سرزد ہوئی ہے!" عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا!

"یہی کہ ہم نے تمہارے انتخاب پر احتجاج نہیں کیا!"

"واقعی تم سے زبردست غلطی ہوئی مگر اب کیا ہو سکتا ہے.... چلو جاؤ.... وہیں جاؤ جہاں تمہیں ہونا چاہیئے!"

خاور اور تنویر اپنے خچروں کو آگے بڑھا لے گئے! کارواں چلتا رہا! آخر دو میل چلنے کے بعد ڈیپی جو سب سے آگے تھا رک گیا! اس کے ساتھ ہی پورا قافلہ ٹھہر گیا! نیچے ایک کھڈ میں دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں، جن کی کھوپڑیوں سے خون بہہ کر پتھروں پر پھیل گیا تھا!....

عمران پیچھے تھا! ڈیپی نے سفری ٹرانسمیٹر کے ذریعہ اسے لاشوں کے متعلق آگاہ کیا اور عمران بولا!

"وہیں ٹھہرے رہو---! میں آرہا ہوں!...."

کچھ دور چلنے پر تنویر اور خاور سے مڈ بھیڑ ہوگئی!

"اب کیوں رک گئے!" خاور اسے گھورتا ہوا بولا!

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ---! میں یہاں ایکس ٹو کی موجودگی کا ثبوت دوں گا---!"

اس کے پیچھے ان دونوں نے بھی اپنے خچر بڑھائے! اور پھر وہاں پہنچے جہاں دونوں لاشیں پڑی ہوئی تھیں! عمران کھڈ میں اترتا ہوا بولا! "آؤ--- آؤ--- وہاں کیوں کھڑے ہو! وہ دونوں بھی اپنے خچروں سے اتر گئے اور عمران نے ڈیپی سے کہا! "تم چلتے رہو!.... جہاں سے ہم ادھر کے لئے مڑے تھے وہیں سے مشرق کی طرف مڑ جانا! پھر میں کوئی راہ نکال لوں گا...."

کارواں پھر چلنے لگا!.... خاور اور تنویر بھی کھڈ میں اتر گئے! لاشیں دو کوہستانیوں کی تھیں! جن پر کوہستانیوں ہی کا لباس تھا اور چہرے پر گھنی داڑھیاں تھیں! عمران ان پر جھک پڑا اور کچھ دیر بعد بڑبڑایا! "داڑھیاں سو فیصدی مصنوعی ہیں!"

اور پھر ان کے چہروں سے گنجان بالوں کا جنگل صاف کرنے لگا! ذرا ہی سی دیر میں ان کی اصلی شکلیں نمایاں ہوگئیں! وہ کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھنے والے دو غیر ملکی تھے!

"اب کیا خیال ہے.... کہو تو ایمونیا سے ان کے چہرے بھی صاف کر ڈالوں!"--- عمران نے

کہا۔ تنویر اور خاور کچھ نہیں بولے....!

عمران نے تھیلے سے لکوئیڈ ایمونیا کی بوتل نکالی اور ان کے چہرے صاف کرنے لگا! کچھ دیر بعد اس کے بیان کی سو فیصدی تصدیق ہوگئی! تنویر اور خاور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھر رہے تھے!

"بولو---! اب کیا خیال ہے! تم دونوں خاموش کیوں ہوگئے!"

"کچھ نہیں!" خاور نے لاپروائی ظاہر کرنے کی کوشش کی! "اب ہم مطمئن ہیں! ایکس ٹو ہم سے کوئی غلطی نہیں سرزد ہونے دے گا....!"

"تو یہ کہونا" تنویر نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا "کہ ہماری کمانڈ ایکس ٹو ہی کے ہاتھ میں ہے!"

عمران کچھ نہ بولا.... چند لمحے ان لاشوں کو گھورتا رہا! پھر بولا! "ہمیں انہیں کسی غار میں ڈال کر اس کا منہ بند کر دینا چاہیئے!"

تقریباً بیس منٹ بعد وہ پھر اپنے خچروں پر سوار ہو کر چل پڑے تھے۔ دونوں لاشیں ایک غار میں چھپا دی گئی تھیں!.... تیسری لاش کے متعلق عمران کو یقین تھا کہ بلیک زیرو نے اسے بھی چھپا دیا ہوگا! اس کے ماتحتوں میں وہ سب سے زیادہ ذہین اور زیرک آدمی تھا! اس نئے تقرر کو اس نے اپنے ماتحتوں سے پوشیدہ رکھا تھا! لیکن یہ بھی اسی وقت عمل میں آیا تھا جب جعفری اور ناشاد کو الگ کر کے ان کی جگہ دوسروں کو دی گئی تھی!.... کچھ دیر بعد وہ قافلے سے جا ملے....

۱۰

یہ اس سفر کی گیارہویں رات تھی!.... اگر وہ راستہ نہ بدلتے تو شاید ساتویں رات ہوتی! اب وہ شکرال کی سرحد سے قریب تھے! ابھی تک انہیں کافی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ دس خچروں اور پانچ مزدوروں کی جانیں ضائع ہو چکی تھیں!.... اس بستی سے پلٹنے کے بعد انہیں، جو راستہ اختیار کرنا پڑا تھا دشوار گذار تھا!.... ذرا سی بد احتیاطی زندگی کا خاتمہ کر سکتی تھی! ان راہوں پر لڑکیوں کو بھی پیدل چلنا پڑا تھا! اور ان کی حالت ابتر ہوگئی تھی.... البتہ جولیانا فٹز واٹر خود کو بہت زیادہ سنبھالے ہوئے تھی!....

کبھی کبھی وہ ایسے تنگ و تاریک دروں سے گذرے تھے کہ دوسری بار روشنی دیکھ کر انہیں اپنے وجود پر یقین نہیں آیا تھا!.... ہوائیں چیختی چنگھاڑتی ہوئی تنگ دراڑوں میں گھستیں اور ان پر خبیث ارواح کا گمان ہونے لگتا!....

آج بھی انہیں بڑی مشکل سے ایک ایسی مسطح چٹان مل سکی تھی جس پر وہ پڑاؤ ڈال سکیں! لیکن آج ان کے سروں پر چھولداریوں کا سایہ نہیں تھا!.... چٹان میں میخیں گاڑنا آسان کام نہیں تھا، لہٰذا انہیں یہ رات آسمان ہی کے نیچے بسر کرنی تھی!۔

یہ چٹانیں بالکل بے آب و گیاہ تھیں! اگر ان کے ساتھ پانی کی پکھالیں نہ ہوتیں تو زندہ رہنا محال ہو جاتا!.... لہٰذا وہ پانی بہت احتیاط سے استعمال کر رہے تھے! جانوروں کے لئے البتہ دشواری آپڑی تھی!.... لیکن کسی نہ کسی طرح انہیں بھی تھوڑا بہت ملتا ہی تھا! غنیمت تھا کہ یہ سفر سردیوں کے موسم میں شروع ہوا تھا ورنہ اس جگہ آدھے سے بھی کم آدمی نظر آتے--!

ویسے سردی سے بچنے کے لئے مزدوروں کے پاس بھی دبیز کمبل تھے۔ عمران نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ سفر کی صعوبتوں کے علاوہ کسی کو اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے!

وہ اس وقت ایک طرف کھڑا ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا، جو پہرے پر مقرر کئے گئے تھے! دفعتاً تینوں لڑکیوں نے اسے گھیر لیا!

"کیا مطلب ہے تمہارا" لزی غصے میں بھری ہوئی کہہ رہی تھی!" تم نے ہمیں دھوکا دیا! تم نے یہ ہرگز نہیں بتایا تھا کہ سفر اتنا خطرناک ہوگا!"

"کنفیوشس نے کہا تھا....!"

"کنفیوشس کی ایسی کی تیسی!" وہ چنگھاڑنے لگی!" دغاباز ہو تم!"

"کیا فائدہ چیخنے سے! اچھا اگر تم واپس جانا چاہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں! شوق سے جاؤ....!"

اس پر تینوں لڑکیوں نے اس کا دماغ چاٹنا شروع کر دیا اور جولیا بھی وہیں آگئی!

"تم وہاں اتنی دولت کماؤ گی--!" عمران نے کچھ کہنا چاہا-- لیکن جولیا نے اسے روک دیا اور لڑکیوں کو سمجھانے لگی! بدقت تمام انہیں چپ کرا کے ان کی جگہوں پر واپس بھیجا!

"میں خود ہی تمہیں گولی مار دیتی.... مگر....!"

"مجھ سے وہ کرنے لگی ہو.... کیا تم محبت.... کیوں!...." عمران چہک کر بولا!....

"محبت آدمیوں سے کی جاتی ہے جانوروں سے نہیں!.... مجھے سب سے محبت ہے!" وہ قافلے والوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی" جو تھکن سے نڈھال ہو رہے ہیں! جو مستقبل کے خوف سے لرز رہے ہیں! جن کے ہونٹوں پر میں نے کئی دنوں سے مسکراہٹ نہیں دیکھی....! مجھے ان سے محبت ہے....! تم سے نہیں! تم جانور ہو!"

"کیوں! میں جانور کیوں ہوں!"

"کیونکہ نہ تو تمہارے چہرے پر تھکن کے آثار ہیں اور نہ تم اٹھتے بیٹھتے کراہتے ہو!.... میں نے تمہیں اس وقت بھی ہنستے دیکھا ہے، جب لوگ ناہموار راستوں پر گر رہے تھے! چیخ رہے تھے.... گڑگڑا رہے تھے....! میں نے تمہیں ان اوقات میں شیو کرتے دیکھا ہے، جب دوسرے کو اپنے چہروں پر ہاتھ پھیرنا بھی گراں گذر رہا تھا! تم آدمی نہیں جانور ہو!...."

"مگر تم مجھے گولی کیوں مار دیتیں؟...."

"نہیں میں تمہیں گولی نہیں مار سکتی!"

"کیوں؟"

"اس کے خیال سے جس نے تمہیں آفیسری عطا کی ہے.... لیکن کیوں عطا کی ہے؟ یہ میں اس سے ضرور پوچھوں گی!"

"اسی لئے کہ میں آدمی نہیں جانور ہوں! وہ سمجھتا ہے کہ آدمیوں پر جانوروں کی حکومت ہونی چاہئے ورنہ وہ تھکن سے نڈھال ہو کر زندگی کے سفر میں آگے بڑھ ہی نہ سکیں گے....!"

"تم.... ذرا ادھر دیکھو! میری طرف!" جولیا آہستہ سے بولی!

"میں تمہاری ہی طرف دیکھ رہا ہوں! مگر اندھیرا ہے!...."

جولیا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی اور اسکے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے....!"

"ارے باپ رے...." عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا...!

"تم ایکس ٹو ہو!...." جولیا کی سرگوشی دور تک پھیل گئی!....

"ارے.... الگ ہٹو!.... ہشت.... ڈیڈی.... او.... ممی....!" اس کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکلیں جیسے کوئی خوفزدہ بچہ ڈیڈی اور ممی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو!

"تم ایکس ٹو ہو....! تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا...."

"ارے خدا کے لئے.... ہٹو!...." عمران رو دینے والی آواز میں بولا!

یہ غل غپاڑہ دوسروں نے بھی سنا لیکن کسی نے وہاں تک آنے کی زحمت نہیں گوارا کی کیونکہ عمران کی آواز سبھی پہچانتے تھے! ممکن ہے انہوں نے سوچا ہو کہ کوئی حماقت ہی ہو رہی ہوگی اس لئے اٹھنا بیکار ہے!

"تم جھوٹے ہو، ایکس ٹو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا!.... ہاں میں تمہیں چاہتی ہوں! تمہارے لئے میں آگ میں بھی کود سکتی ہوں!"

"فی الحال تم الگ ہٹ جاؤ!" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا!" ورنہ میں اس چٹان سے نیچے کود جاؤں گا!"

"تم اعتراف کرلو.... کہ تم ہی ایکس ٹو ہو!" جولیا آہستہ سے بولی "میں وعدہ کرتی ہوں کہ کسی سے نہ بتاؤں گی!...."

"میں ایکس ٹو نہیں ہوں....! کیا تم نے وہ دونوں لاشیں نہیں دیکھیں!"

"مجھے کب انکار ہے کہ ایکس ٹو ناممکنات کو ممکن بنا سکتا ہے!"

"میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں ایکس ٹو نہیں ہوں!"

"تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے....!"

"ارے جاؤ.... اگر تنویر نے ہمیں یہاں تنہا دیکھ لیا تو دونوں کو گولی مار دے گا!"

"تنویر....!" جولیا تمسخر آمیز انداز میں ہنسی! "اب اس میں عشق کرنے کی سکت نہیں رہ گئی....! وہ کسی بیمار کتے کی طرح اونگھ رہا ہے! مگر تم اپنی بات کرو!"

"میں اپنی باتیں تو ہر وقت کرتا رہتا ہوں! کبھی کبھی دوسروں کی بھی سن لیا کرو! آخر تنویر میں کیا برائی ہے!"

"میں تمہاری زبان سے یہ نہیں سن سکتی!"

"چلو آؤ میرے ساتھ.... تم بہت تھک گئی ہو!"

"تو تم اعتراف نہیں کرو گے!"

"ارے میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں کہ میں ایکس ٹو نہیں ہوں؟ آہا ٹھہرو! ابھی تمہیں اس سے ملائے دیتا ہوں--! تم خود اس سے پوچھ لو!"

"مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کرو! تم نے وسیع حلقہ عمل والا ٹرانسمیٹر اسی لئے اپنے پاس رکھا ہے کہ خواہ مخواہ ایکس ٹو کے پیغامات ہم تک پہنچاتے رہو! حالانکہ وہ پیغامات تمہارے ہی ہوتے ہیں!"

"اچھی بات ہے! آؤ میرے ساتھ میں ثابت کئے دیتا ہوں!"

عمران اسے اپنے ٹھکانے پر لایا اور ٹرانسمیٹر کے ہیڈ فون کانوں سے لگا کر ماؤتھ پیس میں بولا "ہیلو.... ہیلو! ایکس ٹو پلیز...."

"یس سر!" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی اونگھتی ہوئی سی آواز آئی....!

"ایکس ٹو پلیز.... یہ آپ کی ماتحت جولیانا فٹز آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے....!"

"اوہ.... اچھا جناب! آپ مطمئن رہئے! میں نے بہت مشق کی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی!

عمران نے ہیڈ فون اتار کر جولیا کے سر پر چڑھا دیا!

"ہیلو....!" جولیا نے مردہ سی آواز میں کہا!

"یس جولیا! کیا بات ہے!" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی اور جولیا کا چہرہ دھواں ہو گیا!

"کچھ نہیں.... جج.... جناب!...." وہ ہکلائی.... "مم.... میں.... صرف آپ کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی۔"

"میں بخیریت ہوں جولیا.... اور کچھ....!"

"نہیں جناب....!" جولیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ہیڈ فون اتار کر عمران کے سامنے ڈال دیا اور کچھ کہے سنے بغیر اٹھ گئی!

11

کچھ رات گئے بیسویں کے چاند نے افق سے سر ابھارا اور دور تک بکھری ہوئی چٹانیں روشنی میں نہاتی چلی گئیں!

عمران ابھی جاگ رہا تھا! حالانکہ اگر دوسرے سونے والے ذبح بھی کر دیئے جاتے تو ان کی آنکھیں نہ کھلتیں! وہ کچھ اسی طرح تھکے ہوئے تھے.... البتہ وہ لوگ بڑی ہوشیاری سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے، جنہیں پہرہ داری سونپی گئی تھی! یہ ڈینی کے ساتھی تھے!.... انہیں شروع ہی سے ڈینی نے یہ کام سپرد کیا تھا! آدھے لوگ جاگتے تھے اور آدھے سوتے تھے اسی طرح ان کی راتیں بسر ہوتی آئی تھیں!.... اور عمران اس وقت تک جاگتا تھا جب تک کہ نیند اسے بے بس نہیں کر دیتی تھی!.... وہ اس وقت بھی چٹان کے سرے پر کھڑا مغربی افق میں دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی سناٹے میں خچروں کی "فرفراہٹ" گونجتی اور پہلے ہی کا سا سکوت طاری ہو جاتا! اکثر سونے والوں کی کراہیں بھی سنائی دیتیں، جو کروٹ بدلتے وقت بے اختیاری میں نکل جاتی تھیں!

دفعتاً اس نے کسی لڑکی کے رونے کی آواز سنی اور اس طرف جھپٹا۔ جہاں چاروں لڑکیاں سو رہی تھیں! راستے ہی میں اس نے آواز پہچان لی! وہ جولیانا فٹز واٹر ہی ہو سکتی تھی!....

پہلے وہ تیز آواز سے روئی تھی مگر اب صرف سسکیاں باقی رہ گئی تھیں! دو پہریدار بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران نے ایک کے ہاتھ سے مشعل لے کر لڑکیوں پر روشنی ڈالی۔ وہ بے خبر سو رہی تھیں اور جولیا بھی شاید خواب ہی میں روئی تھی اور اب بھی سسکیاں لے رہی تھی! مگر اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دفعتاً سسکیوں ہی کے دوران میں اس کے ہونٹ اس طرح [illegible] کچھ

کہہ رہی ہو!۔۔ عمران نے صاف سنا اس نے یہی کہا تھا "تم جھوٹے ہو.... تم جھوٹے ہو.... دل نہ توڑو....!"

اور پھر اس نے ایک کراہ کے ساتھ کروٹ بدلی!.... وہ اب بھی سو رہی تھی!

عمران ٹھنڈی سانس لے کر سر ہلاتا ہوا وہاں سے ہٹ آیا!.... ڈینی بھی جاگ رہا تھا۔ واپسی میں اس سے ملاقات ہو گئی!

"کیا بات تھی ماسٹر.... عمران!" اس نے پوچھا!

"کچھ نہیں ڈینی! ایک لڑکی سوتے سوتے رو پڑی تھی!"

"مجھے بہت افسوس ہوتا ہے انہیں دیکھ کر! بیچاریاں بہت خوفزدہ ہیں...."

عمران کچھ دیر تک خاموش رہا! پھر بولا "ڈینی....! جوان ہو کر یہ لڑکیاں پاگل کیوں ہو جاتی ہیں!"

"میں نہیں سمجھا ماسٹر!"

"مطلب یہ کہ.... کیا یہ ضروری ہے کہ انہیں کسی نہ کسی سے عشق ہو جائے۔"

"اوہ.... ہاں ماسٹر! مگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی! آپ دوسری قسم کے آدمی ہیں۔"

"میں ہر قسم کا آدمی ہوں ڈینی! مگر یہ پاگل پن آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکا! خیر چھوڑو! کل شائد ہم شکرال کی حدود میں داخل ہو جائیں!.... لہٰذا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ کم از کم میرے ساتھی میک اپ میں ہوں!"

"آپ بہت احتیاط برت رہے ہیں! ماسٹر عمران!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے!"

"کیا ہم لوگوں کے لئے بھی یہ ضروری نہیں ہے۔"

"نہیں.... تم لوگ اپنی اصلی شکلوں میں رہو گے!"

"بعض اوقات ماسٹر عمران کی منطق میری سمجھ میں نہیں آتی!"

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے ذہن پر زور دینا پڑے! تم اس کی فکر نہ کرو! پہلے ہم مر جائیں گے پھر تمہارے آدمیوں پر آنچ آئے گی! تم عمران کو بہت دنوں سے جانتے ہو! کیوں ڈینی!"

"موت اور زندگی کی تو بات ہی نہ کیجئے! مجھے یا میرے آدمیوں کو اس کی قطعی فکر نہیں ہے! آپ بھی مجھے بہت دنوں سے جانتے ہیں، ماسٹر عمران!"

"اور اسی لئے میں نے تمہیں اس سفر کے لئے منتخب کیا تھا!"

دوسری صبح سب سے پہلے عمران نے اپنے ساتھیوں کے حلئے تبدیل کئے اور کوہستانیوں جیسا لباس پہنایا اور خود بھی ویسی ہی وضع اختیار کی! اور یہ کارواں پھر چل پڑا۔

عمران بار بار نقشہ دیکھتا تھا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پہلے بھی کبھی سنگلاخ راستوں پر چل چکا ہو۔ اب اس کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ وہ اس کے کسی معاملے میں دخل دینے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

اکثر تنویر خاور سے کہتا! "یہ وہ عمران تو نہیں معلوم ہوتا جس کے ساتھ ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا!"

خاور کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں لیکن وہ خاموش ہی رہا! لیفٹیننٹ چوہان پہلے بھی عمران سے الجھنے کی کوشش نہیں کیا کرتا تھا! رہ گئے تین نئے آدمی وہ اسی رات سے عمران کے قائل ہوئے جب اس نے ایک اچھا خاصا جال بچھا کر ان غیر ملکی ایجنٹوں کے گروہ کا خاتمہ کیا تھا!

ان میں صرف ایک جولیا ہی ایسی تھی جو آج بھی عمران سے بات بات پر الجھی پڑ رہی تھی! اس نے پہلے تو میک اپ کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا مگر جب عمران نے ایکس ٹو کا حوالہ دیا تو اس کی آنکھوں میں ایک بار بے اعتباری کی جھلکیاں نظر آئیں لیکن اس نے بے چون و چرا تعمیل کی۔

قافلے والوں کے قدم اب اس طرح اٹھ رہے تھے جیسے وہ سچ مچ موت کے منہ میں جا رہے ہوں! ان کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں میں مردنی تھی! عمران نے ان کی حالت دیکھی اور سوچنے لگا کہ یہ تو ٹھیک نہیں ہے! اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاتھ پیر ہی جواب دے جائیں!.... اس نے ڈینی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔

"آپ کم از کم میرے آدمیوں کی طرف سے تو مطمئن ہی رہئے!.... ڈینی بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "ان میں سے کوئی بھی ناتجربہ کار نہیں ہے۔ یہ سب پچھلی جنگ عظیم کے مصائب جھیلے ہوئے ہیں!.... چونکہ یہ اپنی آنکھوں سے بہت بڑے بڑے معرکے دیکھ چکے ہیں اس لئے ان کا سنجیدہ ہو جانا لازمی ہے! اسے آپ خوف پر محمول نہ کیجئے!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! "میرے ساتھی بھی خائف تو نہیں معلوم ہوتے مگر ان کی بیزاری بڑھ گئی ہے!"

"پرواہ مت کیجئے.... جب آدمی کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب موت زیادہ دور نہیں تو ا بے دلی بھی بڑھتی ہے اور جدوجہد کی قوت بھی بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر ماسٹر عمران.... جب

اپنے ساتھیوں میں وہ لڑکی عجیب ہے.....!"

"کیوں.... کیا بات ہے!" عمران اسے گھورنے لگا!

"سچ بتایئے! اس سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟

"کچھ بھی نہیں!..... میں نے کہا نا کسی زمانے میں وہ میرے سرکس میں کام کیا کرتی تھی مگر وہ عجیب کیوں ہے!"

"میں نے اکثر دیکھا ہے! جب بھی آپ اس کے قریب سے گذرتے ہیں کبھی تو وہ انتہائی غصے کے عالم میں آپ پر دانت پیسنے لگتی ہے اور کبھی ایسی نظروں سے دیکھتی ہے جیسے آپ کے لئے ہزار بار مر سکتی ہو!"

"ارے.... وہ پاگل ہے!"

"نہیں پاگل آپ ہیں ماسٹر عمران!.... اس کے جذبات کی قدر نہیں کرتے....!"

"یہ سب مجھے آتا ہی نہیں ہے ڈینی....!"

"آپ عجیب ہیں ماسٹر عمران! میں آج تک آپ کو سمجھ نہیں سکا!"

"کسی کو سمجھنے کی کوشش کرنا بیکار حرکت ہے.....! اچھا ڈینی!.... بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے! اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ اگر لڑائی بھڑائی کا کوئی موقع آ جائے تو ہاتھ چھوڑنے میں جلدی نہیں کریں گے--!"

"وہ سب آپ سے بہت زیادہ مرعوب ہیں! میرا خیال ہے کہ وہ آپ ہی کی کمانڈ میں رہنا زیادہ پسند کریں گے اس لئے اب آپ مجھے اس فرض سے سبکدوش کر دیجئے!"

"چلو خیر یہی سہی!..... اچھا جاؤ آگے جاؤ! اب ہم شکرال کی حدود میں ہیں۔"

ڈینی آگے بڑھ گیا! آج انہوں نے ایک پہاڑی چشمے سے اپنی پکھالیں پھر بھر لیں تھیں اور نسبتاً تازہ دم تھے!.... جانوروں کی سستی بھی دور ہو گئی تھی!۔ دفعتاً عمران نے ٹرانسمیٹر پر اشارہ محسوس کیا!۔

"ہیلو....! بلیک زیرو....!"

"یس سر!.... قافلے کی تنظیم جتنی جلدی ممکن ہو سکے کر ڈالئے۔ مشرقی ڈھلان سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آ رہی ہیں!۔"

"آہا.... اچھا! ہوشیار رہنا!۔ کیا تم ان کی تعداد کا اندازہ کر سکو گے۔ مگر ٹھہرو تم انہیں دیکھ بھی سکے ہو یا نہیں!...."

"میں ابھی دو منٹ کے اندر ہی اندر آپ کو اطلاع دوں گا!"

"ٹھیک ہے!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا! پھر جلد ہی خطرے کی اطلاع پھیل گئی! اور سارے ٹرانسمیٹر ایک خاص قسم کے صندوق میں چھپا دیئے گئے جس میں سرکس کا سامان بھرا ہوا تھا۔ اب عمران کے سر پر بھی ہیڈ فون موجود نہیں تھا جس سے اسے بلیک زیرو کی طرف سے کوئی اطلاع مل سکتی!-- لیکن اس نے جلدی ہی ان سواروں کو دیکھ لیا۔ ان کی تعداد یقینی طور پر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ ابھی وہ تقریباً آدھے میل کے فاصلے پر تھے۔ لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق قافلہ بڑھتا ہی رہا۔

اچانک تین چار گولیاں نچلی چٹانوں سے ٹکرائیں۔

"اب رک جاؤ!" عمران نے ڈینی کو آواز دی! قافلہ بلندی پر تھا اور ایک ایک آدمی گولیوں کی زد پر شمار کیا جا سکتا تھا!

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو!" عمران نے آواز دی۔ لیکن ڈینی دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا تھا۔

"یہ کیا ستم کر رہے ہو ماسٹر! اس طرح پہلے ہی سے شکست تسلیم کر لینے کا کیا مطلب ہے!"

"تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم میں سے کچھ لوگ کم ہو جائیں! نہیں ڈینی! میں اپنا ایک ایک خچر شکرال لے جاؤں گا!"

"مگر کس طرح....!"

"ہاں بس تم دیکھتے رہو! جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا جائے!"

جولیا اور ایکس ٹو کے دوسرے ماتحت بھی عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے!....

"تم لوگ خود کو قابو میں رکھو گے!...." عمران انہیں گھورتا ہوا بولا!

"میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اس کے لئے مجھ جوابدہ ہونا پڑے گا! اس کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ہے!...."

"لیکن ہم پہلے ہی شکست کیوں تسلیم کر لیں....!" جولیا نے کہا۔

سوار بہت قریب آ گئے تھے!.... اور اب وہ نصف دائرے کی شکل میں تھے.... غالباً مقصد قافلے کو گھیرے میں لینا تھا!

"ہاتھ اٹھا رکھو!......" عمران غرایا!......دو منٹ کے اندر ہی اندر قافلہ سواروں کے درمیان گھر گیا اور وہ لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے رہے......!

آنیوالے قد آور اور صحت مند تھے! ان کے سروں پر بڑے بالوں والی سیاہ ٹوپیاں تھیں اور جسموں پر چمڑے کی جیکٹ! زیر جامے اتنے چست تھے کہ رانوں پر منڈھے ہوئے لگتے تھے!.... جوتے گھٹنوں تک تھے!.... مگر ان کی آنکھیں اس پھرتیلے پن کا ساتھ دیتی ہوئی نہیں

معلوم ہوتی تھیں، جو ان کے جسموں پر ظاہر تھا! وہ آدھی کھلی آنکھیں گہری اداسی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

ان میں سے ایک سوار نیچے اتر آیا اور خاموشی سے ایک ایک کے چہرے کو گھورتا ہوا ان کے گرد چلنے لگا!.... جس کے قریب سے وہ گذرتا اس کی روح فنا ہو جاتی.... لڑکیوں کی طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا تھا! ان سب کا جائزہ لینے کے بعد وہ ایک چٹان پر چڑھ گیا! اس کے بائیں شانے سے رائفل لٹکی ہوئی تھی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"تم کون ہو!.... اور کہاں جا رہے ہو!" اس نے ایک بار پھر قافلے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا!

عمران اور صفدر کے علاوہ اور کوئی بھی نہ سمجھ سکا! یہ سوال شکرالی ہی زبان میں کیا گیا تھا! عمران آگے بڑھا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے بولا! "ہم شائد راہ بھٹک گئے ہیں! ہمیں سرخسان جانا ہے!"

"کیا تم سرخسانی ہو....!"

"نہیں.... مقلاقی!...." عمران نے جواب دیا! ہم سرکس والے ہیں اور ہمیں سرخسان میں طلب کیا گیا ہے!"

"سرکس!" وہ نہ جانے کیوں ہنس پڑا اور اس کی اداس آنکھوں میں چمک سی لہرانے لگی! ویسی ہی جیسی اکثر کھیل تماشوں کے شائق بچوں کی آنکھوں میں اس وقت نظر آتی ہے، جب غیر متوقع طور پر ان کے سامنے ان کی کوئی پسندیدہ تفریحی چیز آجائے!

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم سرکس والے ہو!" اس نے کہا! "تمہارے ساتھ جانور ہیں!"

اس نے ریچھوں اور بڑے بالوں والے کتوں کی طرف اشارہ کیا!....

"بڑی مہربانی ہوگی اگر تم ہمیں سرخسان کا راستہ بتا دو!...." عمران نے لجاجت سے کہا!

"وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا!" ٹھہرو!.... میں ابھی جواب دیتا ہوں!" پھر وہ چٹان سے اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا!

"کیا کر رہے ہو تم....!" جولیا عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی!

"بکواس مت کرو! خاموش رہو!" عمران غرایا! جولیا سہم گئی! عمران نے آج تک ایسے لہجے میں اس سے گفتگو نہیں کی تھی! وہ چپ چاپ پیچھے ہٹ گئی دوسری طرف وہ آدمی اپنے ساتھیوں سے کچھ کہہ رہا تھا! اور ان میں سے کچھ بڑے پرجوش انداز میں سر ہلا رہے تھے! کچھ دیر بعد وہ پھر اس چٹان کی طرف واپس آ گیا!

"تم لوگ بغیر اجازت شکرال کی حدود میں داخل ہوئے ہو....!" اس نے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہا! "اس لئے تمہیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی!"

"مگر ہم بے قصور ہیں سردار!" عمران نے رونی صورت بنا کر کہا!

"اگر ہم شکرال کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں تو یقین کیجئے کہ ہم راہ بھٹکے ہیں!.... و. آپ مالک ہیں! جو سزا چاہیں دیں....!"

وہ ہنسنے لگا -- اور بولا!" ڈرو نہیں! یہ سزا ایسی نہیں ہوگی جس کیلئے تمہیں رونا اور گڑگڑانا پڑے!"

"آپ مالک ہیں!" عمران نے بے بسی سے کہا!

"ہم تمہیں.... اپنی بستی میں لے جائیں گے -- اور تمہیں وہاں ہمارا دل بہلانا پڑے گا!"

عمران نے بڑے مغموم انداز میں سر ہلا کر کہا!" مگر ہم صرف پیٹ کے لئے اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈالتے ہیں سردار!"

"اوہ -- تمہیں بہت کچھ ملے گا! وہ بھک منگے سرخسانی تمہیں کیا دیں گے!"

"تب پھر ہم سر کے بل چلیں گے سردار.... میں نے شکرال کے سرداروں کی فیاضیوں کے تذکرے بہت سنے ہیں!...."

"اچھا تو.... بڑھاؤ.... اپنے آدمیوں کو....!" وہ دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا چٹان سے نیچے اتر آیا اور سواروں نے اپنی رائفلیں جھکا دیں!.... عمران نے اپنے ساتھیوں سے ہاتھ نیچے گرانے کو کہا! صفدر انہیں گفتگو کا ماحصل بتا رہا تھا اور ان کے چہرے کھلتے جا رہے تھے۔ اب جو قافلہ چلا تو ان کے قدم سست نہیں تھے!

سواروں کا سردار عمران سے گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا!

"کیا سب مقلاقی ہیں!...." اس نے پوچھا!

"نہیں! صرف میں مقلاقی ہوں! اور یہ لوگ مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلق رکھتے ہیں! میں نے بڑی محنت سے یہ سرکس ترتیب دیا ہے!.... بڑی محنت سے سردار.... اپنی ساری زندگی اس چکر میں برباد کر دی!.... بس شوق ہی تو ہے!"

"تم مالک ہو سرکس کے!...."

"ہاں سردار....!"

"تم شکرالی بہت اچھی طرح بول سکتے ہو!"

"ہاں سردار!.... میں کئی زبانیں بہت اچھی طرح بول سکتا ہوں!" اگر نہ بول سکوں تو میں

اپنا یہ پیشہ ایک دن بھی نہیں جاری رکھ سکتا!"

"ٹھیک ہے.... ! آج کل مقلاق کا کیا حال ہے! تمہارا خان تو بہت بوڑھا ہو گیا ہوگا!"

"مگر ہمت جوانوں کی سی رکھتا ہے.... سردار!"

"ہاں.... آں.... میں نے بچپن میں اسے دیکھا تھا!"

"اس وقت تو وہ شیر ببر معلوم ہوتا رہا ہوگا!"

"اس میں شک نہیں ہے!"

"کیا میں سردار کا نام پوچھ سکتا ہوں!"

"شہباز کو ہی! اور تمہارا!...."

"میرے والدین نے میرا نام صف شکن رکھا تھا! مگر میں بہت ڈرپوک ہوں مکھی بھی نہیں مار سکتا!"

شہباز ہنسنے لگا! عمران سر ہلا کر بولا!--!میں جھوٹ نہیں کہتا سردار یہ حقیقت ہے!"

قافلہ چلتا رہا!--ایک بار شہباز کا گھوڑا آگے بڑھ گیا! اور عمران نے اپنے خچر پر قمچیاں برسانی شروع کر دیں، لیکن اس کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا! اس طرح ڈینی کی وہ آرزو پوری ہوگئی، جو بہت دیر سے اسے بے چین کئے ہوئے تھی!....

"مانتا ہوں ماسٹر!" وہ دبے ہوئے جوش کے ساتھ بولا!" جگت استاد ہو! جو کچھ کہا کر دکھایا! ہم ایک خچر بھی ضائع کئے بغیر شکرال جا رہے ہیں!"

"جہاں حکمتِ عملی سے کام بنتا ہو! وہاں طاقت نہ صرف کرنی چاہئے! بلکہ اسے کسی دوسرے موقع کے لئے احتیاط سے رکھنا چاہئے! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"نہیں ماسٹر تم بعض اوقات مجھ جیسے پرانے شکاری کو بھی متحیر کر دیتے ہو!"

"اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ڈینی! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم لوگ شکرالی نہیں بول سکتے!"

"یقیناً.... اچھی بات ہے ماسٹر! پتہ نہیں کب زبان سے کیا نکل جائے!"

"اپنے آدمیوں سے کہہ دینا شکرالی عورتوں کے چکر میں نہ پڑیں ......وہ بہت شوخ اور ہنسوڑ ہوتی ہیں! ہو سکتا ہے ہمارے آدمی کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائیں! وہ زندہ دل ضرور ہوتی ہیں مگر آوارہ نہیں۔"

میں انہیں تاکید کر دوں گا.... لیکن آپ کے آدمی بہت خودسر معلوم ہوتے ہیں!

"خیر انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ غلط اٹھا ہوا قدم شکرال میں قبر ہی کی طرف لے جاتا

پچھلے دنوں کے دشوار گذار اور تنگ دروں میں ڈولیاں بیکار ہوگئی تھیں! اور انہیں وہیں غاروں میں احتیاط سے چھپا دیا گیا تاکہ واپسی کے سفر میں بشرطِ حیات کام آسکیں!

"واقعی تم نے کمال کر دیا!" جولیا کہہ رہی تھی!

"تو پھر اب میں امید رکھوں۔"

"کیسی امید!"

"کہیں نہ کہیں میری شادی ضرور کرا دو گی....!"

"عمران میں پچھلی رات ہوش میں نہیں تھی! مجھے بڑی شرمندگی ہے!"

"یہ پچھلی رات کب ہوئی تھی! مجھے تو یاد نہیں ہے!"

پھر جولیا نے وہ بات ہی اڑا دی اور آئندہ کی اسکیموں کے متعلق گفتگو کرنے لگی!

۱۲

یہ بستی سچ مچ عجیب تھی!.... ہر لحاظ سے انہیں عجیب یوں لگی کہ انہوں نے اب تک اس کے متعلق جو کچھ بھی سنا تھا وہ اس کے برعکس تھی!.... یہاں چاروں طرف چھوٹے چھوٹے مکانات کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے.... اور شاید ہی کوئی ایسا مکان رہا ہو جس کے سامنے ایک چھوٹا سا باغیچہ نہ ہو! وہاں کے باشندے بھی بڑے صاف ستھرے تھے! آہستہ آہستہ چلنے والے حلیم لوگ! بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بستی کے سارے مردوں نے افیون کی چسکیاں لگا رکھی ہوں!

ان کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی جگہ بیٹھے بیٹھے اٹھنے کے ارادے میں بھی دس پندرہ منٹ صرف کر دیتے ہوں!.... معمولی حالات میں انتہائی کاہل اور سست معلوم ہوتے!....

لیکن ان کی عورتیں ان کی ضد تھیں!.... بڑی تیز و طرار.... جسموں کا ریشہ ریشہ تھرکتا معلوم ہوتا! البتہ ان کا انداز شوخ بچیوں کا سا تھا!.... ابھی تک عمران کی نظروں سے ایک بھی ایسی عورت نہیں گزری تھی جس کی آنکھوں میں اسے جنسی تشنگی کی جھلکیاں ملتیں!.... وہ کھیل تماشوں اور راگ رنگ کی شائق ضرور تھیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ فرمانبردار بیٹیاں اور اطاعت شعار بیویاں بھی تھیں!....

ان کے لئے یہ خبر بڑی فرحت انگیز تھی کہ ان کے مرد کہیں سے سرکس والوں کو پکڑ لائے ہیں!.... عمران خصوصیت سے شہباز ہی کا مہمان تھا!.... اس نے اسے ان چھولداریوں میں

نہیں رہنے دیا۔ جو قافلے والے اپنے ساتھ لائے تھے! ایک ح میدان میں چھولداریاں نصب کر دی گئی تھیں! اور قافلہ وہیں اتر پڑا تھا۔

شہباز راستے ہی میں عمران سے بے تکلف ہو گیا تھا یا پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عمران ہی اس سے بے تکلف ہو گیا تھا! ظاہر ہے اگر عمران اس کے مواقع نہ پیدا کرتا تو شہباز کی بے تکلفی کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا! قافلے والوں کا انتظام ہو جانے کے بعد وہ اسے اپنے گھر لیتا چلا گیا تھا!.... یہاں تین چھوٹے کمرے تھے جن کی دیواریں پتھروں کی تھیں اور چھتیں پھوس کی جن کی اوپری سطح پر شہباز کے بیان کے مطابق کھالیں منڈھی ہوئی تھیں۔

"کھالیں ہی ہماری دولت ہیں!" اس نے کہا" ہم اناج کے عیوض تمہیں کھالیں دے سکتے ہیں، جواہرات کے عیوض نہیں!"

"آپ یہاں تنہا رہتے ہیں!...." عمران نے پوچھا۔

"میں اس کا عادی ہوں۔" ہر آدمی کو ہونا چاہئے اگر گھر میں کوئی عورت موجود ہو تو ہر اعتبار سے آدمی کے جسم میں گھن لگ جاتا ہے۔ اس لئے اس گھر میں کبھی کوئی عورت نہیں آئے گی!"

"بڑا اچھا خیال ہے....!"

"تم سچ کہہ رہے ہو! یا یونہی....! دوسرے لوگ تو میرے اس خیال کی تائید نہیں کرتے!"

"وہ غلطی پر ہیں! عمران سر ہلا کر بولا!

"اچھا تم بھوکے ہو گے اور ہاں اس کمرے میں چولہا ہے.... ایندھن ہے سرخ ڈبے میں انڈے ہوں گے!.... اور لکڑی کے صندوق میں آٹا!.... لیکن تم چائے کو ہاتھ نہ لگاؤ گے کیوں کہ اس کے لئے ہمیں زرد ریگستان کا کچھ حصہ پار کرنا پڑتا ہے.... زرد ریگستان.... جہاں موت بگولوں کی شکل میں چکراتی اور چنگھاڑتی پھرتی ہے!"

"چائے پینے سے مجھے زکام ہو جاتا ہے! اس لئے میں کبھی نہیں پیتا۔"

"تب تم ایک بہت اچھے مہمان ہو! ہمیشہ یہاں رہو!" شہباز ہنسنے لگا! سفید دانتوں کی قطار سے درندگی جھلک رہی تھی!

وہ ایک دن کی تو تھکن تھی نہیں کہ دو چار گھنٹوں میں دور ہو جاتی! قافلے والے جو چین سے لیٹے ہیں تو انہوں نے دوسرے ہی دن کی خبر لی!.... نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کی سدھ!....

پھر اگر ان کے ساتھ صفدر نہ ہوتا تو شاید وہ پاگل ہی ہو جاتے!.... کیونکہ لوگ جوق در جوق آکر ان سے سرکس کے متعلق پوچھتے اور کچھ اس انداز میں پوچھتے کہ ان کی روحیں فنا ہو جاتیں!

مفہوم وہ سمجھ نہیں پاتے تھے!....

لہجے سے انہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے مار ڈالنے کی دھمکیاں دے رہے ہوں....! جب صفدر انہیں بتاتا کہ وہ تو بڑے پیار سے تمہاری خیریت پوچھ رہے ہیں تب ان کے حواس ٹھکانے ہوتے.... تین دن تک وہ آرام کرتے رہے!.... اور پھر ایک شام ان لوگوں نے اپنے کرتب دکھائے، جو خاص طور سے سرکس ہی کے لئے ساتھ لائے گئے تھے!.... اور انہوں نے ایک ہی شو میں کافی دولت کمائی!.... یہ تقریباً ڈیڑھ پونڈ چائے تھی!.... اور اسے بھی شہباز بڑی حریص نگاہوں سے دیکھ رہا تھا!.... عمران جب اسے سمیٹ کر ایک طرف رکھ چکا تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا!"اگر تم ایک ہفتہ بھی یہاں ٹھہرے تو کافی دولت مند ہو کر واپس جاؤ گے--!"

وہ دونوں ایک چھولداری میں تنہا تھے!.... عمران نے چائے کے دو حصے کئے اور ایک حصہ اس کی طرف بڑھا دیا!

"کیا؟" شہباز نے حیرت سے کہا! پھر ہنس کر بولا!"تم مذاق کر رہے ہو!"

"نہیں دوست!" عمران نے سنجیدگی سے کہا!"میں دوسروں کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں! یہ تو صرف چائے ہے! دنیاوی دولت جو معدے میں پہنچنے کے بعد ہضم ہو جاتی ہے...."

"تم سنجیدگی سے کہہ کہے ہو!" شہباز کی حیرت اب بھی برقرار تھی!

"ہاں دوست!.... بالکل سنجیدگی سے!"

"پھر سوچ لو! اتنی چائے کے عوض تمہیں بیس کھالیں مل سکتی ہیں!"

"بیس ہزار کھالیں تم پر نثار کر سکتا ہوں! آج کل تم جیسے دوست کہاں ملتے ہیں!"

"تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو!" شہباز یک بیک بگڑ گیا!.... "میں چھرا مار کر تمہاری آنتیں باہر نکال لوں گا!"

عمران اپنا پیٹ کھول کر کھڑا ہو گیا اور مسکرا کر بولا!" پیارے سردار شہباز کے ہاتھوں مرنا میں بے حد پسند کروں گا!"

پیٹ کھولنے پر وہ غصے ہی کی حالت میں ہنس پڑا.... پھر کچھ دیر تک خاموشی سے عمران کو گھورتے رہنے کے بعد بولا!"کیا تم اپنے سرکس میں مسخرے کی حیثیت سے کام کرتے ہو۔"

"ہاں کبھی کبھی....!" عمران نے سر ہلا کر کہا!

شہباز نے آدھی چائے سمیٹ کر اپنے قبضے میں کی اور پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک آدمی چھولداری میں گھس آیا!.... یہ بھی شہباز ہی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر جیب

سے لوہے کا ایک چھوٹا سا حلقہ نکال کر اسے دکھاتا ہوا بولا! اس کے نام پر میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم ان لوگوں کو یہاں کس کی اجازت سے لائے ہو.....!"

"کیا اس خطے میں کوئی مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے!" شہباز زمین پر پیر پٹخ کر دہاڑا.....!

"ہاں یقیناً..... وہ جو غاروں میں رہتا ہے۔ جو مویشی نہیں پالتا پھر بھی اس کے سامنے کھالوں کے انبار لگے رہتے ہیں اور جس پر زرد ریگستان کی ریت کا ایک ذرہ بھی آج تک نہیں پڑا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ چائے پی سکتا ہے۔ وہ جس کے ایک اشارے پر تم سب موت کے گھاٹ اتارے جاسکتے ہو!"

"جاؤ.....!" شہباز دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا "اسے علم ہے کہ مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں! اس سے کہہ دینا کہ اگر اس نے اس آبادی کی طرف نظر بھی اٹھائی تو پورے شکرال میں خون کی ندیاں بہیں گی!....."

"تم غلط فہمی میں مبتلا ہو شہباز!" وہ آدمی طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولا! اس بستی کا ایک کتا بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا! غار والے کا نام سنتے ہی ان کے اجداد اپنی قبروں میں کروٹیں بدلنے لگیں گے!"

"میں اکیلا ساری بستی کو للکار سکتا ہوں! تم دفع ہو جاؤ!"

"اچھی بات ہے!" وہ اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا!

" آدھی چائے آپ لے لیجئے!" آخر اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے!" عمران جلدی سے بول پڑا اور شہباز اسے اس طرح گھورنے لگا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔

"وہ اپنی خوشی سے دے رہا ہے!..... تم دخل انداز نہیں ہو سکتے!..... وہ آدمی چائے کی پوٹلی پر ہاتھ رکھتا ہوا شہباز سے بولا! اور عمران نے پھر جلدی سے کہا "جی ہاں..... جی ہاں..... شوق سے..... آپ ہی کی ہے.....!"

وہ آدمی پوٹلی کو اٹھا کر چھولداری سے باہر نکل گیا!

"تم بالکل گدھے ہو..... بالکل احمق!....." شہباز دانت پیس کر بولا۔

"کیوں سردار.....! نہیں میں نے اچھا کیا! خواہ مخواہ آپ دونوں میں لڑائی ہو جاتی!"

"ارے..... وہ!..... گیدڑ..... مکار..... اس کی مجال تھی۔ اس کا غار والے سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے کہیں سے ایک کٹالی مل گئی ہے اور وہ اسی طرح لوگوں کو دھمکیاں دے کر اپنا پیٹ پالتا ہے!"

"اب میں کیا جانوں..... میں سمجھا تھا شائد وہ بھی کوئی سردار ہے!"

"چپ رہو!..... شہباز اسے مکا دکھا کر بولا!" چلو اب مجھے! نیند آرہی ہے!"

وہ دونوں گھر کی طرف روانہ ہوگئے! راستے میں عمران نے پوچھا!" غار والا کون ہے!"

"ایک خبیث جس کے جسم میں سور کی روح موجود ہے!"

"برا آدمی ہے.....؟" عمران نے پوچھا!

"بہت برا..... اسے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا پھر بھی اس کے سامنے دولت کے انبار لگے رہتے ہیں! نہ وہ مویشی پالتا ہے اور نہ کبھی گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اس کے سامنے کھالوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔"

"جادوگر ہے.....!"

"جادوگر ہی سمجھ لو!..... میں تمہیں بتاؤں..... اس نے ہمیشہ مفت کے ٹکڑے توڑے ہیں! آج سے پانچ سال پہلے ہم اس پر ترس کھا کر اس کا پیٹ بھر دیا کرتے تھے اور وہ ہمیں ترقی و خوشحالی کی دعائیں دیا کرتا تھا!..... پھر اچانک وہ ہم سب سے زبردستی اپنا حق وصول کرنے لگا!..... نہ جانے کیسے اس نے شکرال کے چھٹے ہوئے بدمعاشوں سے ساز باز کرلی..... وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ شکرال کے سارے علاقوں سے خراج وصول کرتا ہے اس کے آدمی کہتے پھرتے ہیں کہ اس کی مٹھی میں موت وحیات ہے!..... اس کی برکت سے شکرال میں مائیں نر بچوں کو جنم دیتی ہیں!..... اور اس کا غصہ موت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے!..... اس کے قبضے میں آسمان پر چمکنے والی بجلی ہے!..... وہ جب چاہے جس وقت چاہے پوری پوری بستیوں کو تباہ کر سکتا ہے!"

"واہ بھئی!..... خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا ہے!" عمران بڑبڑایا!

"نہیں وہ کہتا ہے کہ خدا نے اسے برائیاں دور کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے!....."

"آہا تو پیغمبر ہے.....!"

"کوئی بھی ہو! لوگ اس سے خوف کھانے لگے ہیں! اس سے نہیں! بلکہ ان پراسرار قوتوں سے جو اس کے قبضے میں ہیں! ہم شکرالی صرف گھوڑے کی پشت ہی پر مرنا پسند کرتے ہیں! خواہ ہمارے ہاتھ میں بندوق ہو خواہ تلوار۔ ہم ہر وقت موت کے استقبال کے لئے تیار رہتے ہیں! مگر وہ موت ہمیں پسند نہیں ہے جو غار والے کی طرف سے ہم پر نازل ہوتی ہے!"

"وہ موت کیسی ہوتی ہے دوست!" عمران نے آہستہ سے پوچھا!

"یہی کہ آدمی رات کو سوئے اور اسی بستر سے اس کی لاش اٹھانی پڑے!"

"کیا یہ اکثر ہوتا ہے....."

"ہاں!.... جس پر بھی غار والے کا عذاب نازل ہوتا ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے!"

"یعنی وہ اسے پہلے ہی سے اس کی موت کی اطلاع دے دیتا ہے!" عمران نے پوچھا!

"ہاں وہ کہتا ہے کہ تم فلاں دن کا سورج نہ دیکھ سکو گے۔ اور پھر تم سچ مچ اس صبح کا سورج نہیں دیکھ سکو گے!.... دوسرے کو تمہیں تمہارے بستر سے اٹھانا پڑے گا!"

"کیا آج تک کوئی بھی نہیں بچ سکا! میرا مطلب ہے ایسا آدمی جس کے متعلق اس نے پیشین گوئی کی ہو!"

"دوسروں کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا! لیکن ایک بار میں ہی بچ چکا ہوں!"

"وہ کیسے!"

"ارے تم تو دماغ چاٹنے لگے!" شہباز جھنجھلا گیا!" بس اب خاموش رہو! گھر پہنچ کر بتاؤں گا!"

عمران خاموش ہو گیا! وہ دونوں گھر پہنچے کھانا کھایا اور شہباز چائے کے لئے پانی رکھ کر مسکراتا ہوا عمران کی طرف مڑا!" یار صف شکن! تم مجھے اکثر یاد آیا کرو گے! پتہ نہیں کیوں میں تم سے بہت مانوس ہو گیا ہوں....!"

"یہی حال میرا بھی ہے سردار شہباز!" عمران نے سر ہلا کر کہا!" مگر تم ایک بار غار والے کی بددعا سے کیسے بچے تھے"

"میں نے وہ رات بستر کے بجائے گھوڑے کی پیٹھ پر گزاری تھی!"

"پھر.... اس کے بعد کیا ہوا...."

"کچھ بھی نہیں.... پھر وہ شائد اس کے متعلق بھول ہی گیا تھا!"

"لیکن اس نے تمہیں بددعا کیوں دی تھی!"

"میں نے ایک کٹالی والے کو مار ڈالا تھا!"

"کٹالی والا.... میں نہیں سمجھا...."

"ابھی جو تم سے چائے اینٹھ لے گیا کٹالی والا ہی بن کر آیا تھا! ہر بستی میں دو چار کٹالی والے رہتے ہیں! یہ دراصل اسی غار والے کے آدمی ہیں! تم نے دیکھا تھا کہ نہیں! اس نے لوہے کا ایک چھلا نکال کر مجھے دکھایا تھا وہی کٹالی ہے۔ غار والے کا نشان! لوگ کٹالی والوں سے ڈرتے ہیں! اگر دو آدمی کہیں لڑ رہے ہوں اور کوئی کٹالی والا پہنچ جائے تو وہ اس طرح ایک دوسرے سے الگ ہٹ جائیں گے جیسے کسی غیبی طاقت نے انہیں الگ کر دیا ہو! ہاں تو ایک بار میں بھی ایک آدمی سے الجھ پڑا تھا!.... ایک کٹالی والا ہماری طرف بڑھا پہلے میں نے اسی کو ختم کر دیا پھر اس

دوسرے آدمی کی ٹانگیں چیر ڈالیں!.... تم شراب نہیں پیتے کیا!"

"نہیں!" عمران بولا" کیا شراب تمہیں آسانی سے مل جاتی ہے!"

"شراب تو شکرال ہی میں بنتی ہے! وہ ہمیں باہر سے نہیں منگوانی پڑتی!.... بلکہ ہم خود باہر والوں کو شراب دیتے ہیں اور اس کے عوض ان سے بندوقیں، کارتوس اور ریوالور لاتے ہیں! شکرال کی سی شراب تمہیں ساری دنیا میں نہیں ملے گی!.... وہ پھٹے ہوئے دودھ کے پانی اور انگور کے لہن سے تیار کی جاتی ہے!"

"مجھے اس غار والے کے متعلق بتاتے رہو شہباز!...."

"کیا اس کا تذکرہ تمہیں اچھا لگتا ہے!" شہباز نے غصیلے لہجے میں پوچھا!

"نہیں اس سے نفرت معلوم ہوتی ہے! مگر وہ مجھے عجیب لگتا ہے! کیا تم عجیب قسم کی باتیں سننا پسند نہیں کرو گے!"

"اگر وہ نفرت انگیز ہوں تو میں انہیں سننا پسند نہیں کروں گا!"

عمران خاموش ہو گیا! پھر کچھ دیر بعد شہباز چائے لایا! عمران سوچ رہا تھا کہ مطلب کی گفتگو چھیڑے یا نہ چھیڑے.... ہو سکتا ہے شہباز ہی اس سازش کا سرغنہ ہو جس کی کڑیاں اسے اپنے ملک میں ملی تھیں! اور جن کی بناء پر اسے شکرال کا سفر کرنا پڑا تھا!

آخر شہباز خود ہی بولا!" میں اس کا نفرت انگیز تذکرہ ضرور کروں گا! تاکہ اس وقت تک میرے سینے میں اس کے خلاف آگ بھڑکتی رہے جب تک کہ میں اسے مار نہ ڈالوں! وہ فرنگیوں کا دوست ہے صف شکن! اور ہم نے آج تک اپنی سرزمین پر کسی فرنگی کا ناپاک وجود نہیں برداشت کیا! اب یہاں فرنگی آتے ہیں اور ان کے پاس کٹالیاں ہوتی ہیں! اور ان کٹالیوں کی وجہ سے کوئی ان پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں کرتا!.... فرنگیوں نے اپنی عورتیں اسے پیش کی ہیں! اس کے پاس کئی فرنگی عورتیں ہیں، جو اس کے ساتھ غاروں میں رہتی ہیں!"

عمران کی دلچسپی بڑھ گئی تھی! اس نے کہا!" اور واقعی وہ تمہاری سرزمین کو ناپاک کر رہا ہے! میں نے شکرال کے متعلق سنا تھا کہ وہاں کے لوگ بڑے غیور اور خوددار ہیں! مگر اب تمہاری عورتیں دوغلے بچے جنیں گی!"

"کیا بکتے ہو!" شہباز چائے کی پیالی فرش پر پٹخ کر کھڑا ہو گیا، اس کا ہاتھ ریوالور کے دستے پر تھا!....

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں! جہاں فرنگیوں کے قدم جاتے ہیں! وہاں بدچلنی اور آوارگی پھیلتی ہے! عورتیں ننگی ہو کر ناچنے لگتی ہیں اور مرد ڈر کے مارے اپنا منہ پھیر کر کھڑے ہو جاتے

نہیں!"

"خاموش تم اپنا منہ بند رکھو! ورنہ"!.... اس نے ریوالور ہولسٹر سے کھینچ لیا تھا!

عمران کے سکون اور اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا! اس نے مغموم لہجے میں کہا!"دوست! تم میرے دوست ہو، میں تمہارا ہی نہیں بلکہ پورے شکرال کا دوست ہوں! مجھے بھی ان فرنگیوں سے بڑی نفرت ہے، جو عورتوں کو دوغلے بچے پیدا کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ شکرال میں فرنگی آنے لگے ہیں تو میں اب یہاں سے زندہ واپس نہیں جاؤں گا!"

"شہباز اسے رکھ لو!.... میرے سینے میں دل کی بجائے ایک بہت بڑی چٹان ہے....!"

شہباز چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا! عمران اطمینان سے چائے پیتا رہا! شہباز اپنا ہونٹ دانتوں میں دبائے فرش کی طرف دیکھ رہا تھا!

"پرواہ نہ کرو!.... اگر تم اسی وقت اس کے غاروں میں گھسنا چاہو تو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہوں!" عمران نے کہا!....

شہباز نے اسے غور سے دیکھا اور بولا!"ہم دو آدمی کیا کرلیں گے! میرے پاس پچاس جوان ہیں، جو میرے ایک اشارے پر آندھیوں کے رخ موڑ سکتے ہیں! لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کے علاقے میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کرے گا! ...... وہ سبھی ان دیکھی موت سے ڈرتے ہیں۔!"

"کیا انہوں نے تمہیں موت سے بچتے نہیں دیکھا تھا!"

"دیکھا تھا.... مگر وہ اسے محض اتفاق سمجھتے ہیں!"

"اور تم کیا سمجھتے ہو....!"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس سود کے پاس غیبی قوتیں نہیں ہیں! وہ جسے بھی بد دعا دیتا ہے اسے زہر دلوا دیتا ہے!.... میں نے اس دن کچھ بھی نہیں کھایا پیا تھا جس دن مجھے اس کی بد دعا کی اطلاع ملی تھی۔ اور رات بستر پر بسر کرنے کے بجائے گھوڑے پر بسر کی تھی!"

"میں تم سے سو فیصدی متفق ہوں!" عمران نے سر ہلا کر کہا" فرنگیوں کے ہتھکنڈے اسی قسم کے ہیں! مگر شہباز تم بہت چالاک ہو اور مجھے یقین ہے کہ غار والا تمہارے ہی ہاتھوں سے مارا جائے گا!"

شہباز کا چہرہ کسی ایسے بچے کے چہرے کی طرح کھل اٹھا جسے کوئی غیر متوقع خوش خبری ملی ہو!

"تم آدمیوں کی پرواہ نہ کرو۔" عمران کہتا رہا!" میرے پاس بہترین قسم کے جنگجو آدمی ہیں،

جو کسی موقع پر بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے! وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ فرنگیوں سے کس طرح جنگ کرنی چاہئے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارا ساتھ دوں گا!"

"نہیں--!" شہباز کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں.... دوست....! مرد کی زبان ایک!" عمران اس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا!

شہباز اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کھڑا ہو گیا!

"اچھا دوست! تم دیکھو گے کہ میں کس طرح شکرال کے لئے جان کی بازی لگاتا ہوں۔ میں اس ضرغام کوہی کا بیٹا ہوں جس سے سارا شکرال تھراتا تھا!.... کراغال مقلاق اور سرخسان والے اس کے نام سے کانپتے تھے! تمہارے تیور کہتے ہیں کہ تم بھی صفِ شکن ہی ثابت ہو گے۔ تمہارے باپ کا کیا نام تھا!"....

"سنجیدہ خان محتاط.... وہ بہت احتیاط سے سارے کام کرتا ہے اور کسی دن بہت احتیاط سے مر جائے گا!"

"میں نے آج تک مقلاق کے کسی سنجیدہ خان کا نام نہیں سنا!"

"نہ سنا ہوگا!.... وہ کوئی مشہور آدمی نہیں ہے!.... لیکن میرے لڑکے ضرور بڑے فخر سے کہہ سکیں گے کہ وہ صف شکن کے بیٹے ہیں!...."

"اچھا دوست.... اب مجھے نیند آرہی ہے۔" شہباز منہ پر ہاتھ رکھ کر جماہی لیتا ہوا بولا!

عمران کچھ بھی نہ بولا!.... وہ اب خود بھی اپنے بستر پر لیٹ چکا تھا ان کا بستر بھی عجیب تھا!.... فرش پر ایک پلنگ کی جگہ گھیرے ہوئے لکڑی کی ایک ایک فٹ اونچی دیواریں کھڑی تھیں اور ان کے درمیان میں چمڑے کے آرام دہ گدیلے پڑے ہوئے تھے!

۱۳

پتہ نہیں کیوں یک بیک عمران کی آنکھ کھل گئی حالانکہ کمرے میں داخل ہونے والے بہت احتیاط سے داخل ہوئے تھے۔ یہ تعداد میں چار تھے اور ان کے ہاتھوں میں ریوالور بھی موجود تھے! عمران اچھل کر بیٹھ گیا!

"خبردار.... چپ چاپ پڑے رہو!...." ایک نے گرج کر کہا۔ شہباز بھی جاگ پڑا اور اس کی بھی وہی حالت ہوئی جو عمران کی ہوئی تھی!

"تم تو بالکل ہی خاموش پڑے رہو!" ایک آدمی نے اپنی جیب سے لوہے کا چھوٹا سا حلقہ نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ریوالور کا رخ شہباز کے سینے کی طرف تھا!....

"تم کیا چاہتے ہو!" شہباز آنکھیں نکال کر بولا!....

"ہم اسے غار والے کے پاس لیجائیں گے---! اگر تم دخل دو گے تو ہمیں یہی حکم ملا ہے کہ تمہیں قتل کر دیں!"

"ارے یارو کیوں ڈرتے ہو!...." عمران احمقانہ انداز میں بولا!"کل رات کی چائے تم چاروں میں برابر تقسیم کروں گا....!"

"چپ رہو!...." شہباز دہاڑا!"تم سمجھے بوجھے بغیر اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتے....!"

"غار والا تم لوگوں کی طرح چائے کا محتاج نہیں ہے!" اسی آدمی نے برا سا منہ بنا کر کہا!"تم اجنبیوں کو یہاں کیوں لائے ہو....!"

"غار والا سفید سوروں کو یہاں کیوں بلاتا ہے!" شہباز نے گرج کر پوچھا!....

"تم غار والے پر اعتراض نہیں کر سکتے! وہ مالک ہے...."

"ہمارے ہی ٹکڑوں پر پلنے والا بھکاری آج ہمارا مالک بن گیا ہے! وہ تم جیسے خارش زدہ کتوں کا مالک ہو گا میرا نہیں ہو سکتا! میں ضرغام کا بیٹا شہباز ہوں!"

"اور میں!...." عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا!"سنجیدہ خان محتاط کا.... بب.... بب.... بخ....!"

"بخ" کے ساتھ ہی اس نے ایک کی ٹانگ پکڑ لی!.... اور جیسے ہی وہ جھکا عمران نے بڑی پھرتی سے اسے دونوں ہاتھوں پر روک کر دوسروں پر اچھال دیا!.... تین فائر بیک وقت ہوئے اور اس چوتھے آدمی کا جسم چھلنی ہو گیا!.... شہباز کے لئے بھی اتنا ہی موقع کافی تھا دوسری طرف سے اس نے ان پر چھلانگ لگائی!

اس غیر متوقع حملے نے انہیں بوکھلا دیا اور پھر ان میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ریوالور رہ گیا۔ اس نے عمران پر فائر کیا! لیکن گولی پھوس کی چھت میں جا گھسی اور پھر اسے دوسرے فائر کا موقع نہ مل سکا۔ عمران نے نہ صرف اس کا ریوالور چھین لیا بلکہ خود اسے سر سے اونچا کر کے اس زور سے ریوالور پر مارا کہ اس کی دوسری چیخ نہ سنی جا سکی!

دوسری طرف وہ دونوں شہباز سے لپٹے ہوئے تھے۔ عمران نے ان میں سے بھی ایک کی ٹانگ لی اور اس کا بھی وہی حشر ہوا جو دوسرے کا ہوا تھا۔ پھر شہباز نے چوتھے کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا!

"اوئے.... صف شکن.... اوئے صف شکن!".... وہ عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا بولا!"یار تو آدمی ہے یا...."

وہ آگے بڑھ کر عمران کا بازو ٹٹولنے لگا اور پھر مسکرا کر بولا!" تو بھی بڑے باپ کا بیٹا معلوم ہوتا ہے!"

"نہیں میرا باپ ساڑھے چار فٹ کا آدمی ہے!"

"تب پھر اس کی روح بہت بڑی ہو گی۔"

"ان کا کیا ہو گا....!" عمران نے لاشوں کی طرف اشارہ کیا!

شہباز نے قہقہہ لگایا! دیر تک ہنستا رہا پھر بولا!" میں انہیں شارع عام پر ڈال دوں گا اور ان لاشوں کے پاس ایک ایک آدمی ڈھول بجا بجا کر کہے گا کہ انہیں ضرغام کے بیٹے شہباز نے مار ڈالا ہے۔ یہ غار والے کے آدمی تھے۔ ان کے پاس مقدس کٹالیاں تھیں.... ہاہا! وہ کہے گا کہ ضرغام کا بیٹا شہباز ان آسمانی بلاؤں سے نہیں ڈرتا جو غار والے کے قبضے میں ہیں۔ ایک دن وہ اسے بھی اسی طرح مار کر اس گڑھے میں پھینک دیگا جس میں مردہ مویشی پھینکے جاتے ہیں!"

"اس سے کیا ہو گا شہباز!"

"میں دراصل اس بستی والوں کے دلوں سے غار والے کا خوف نکالنا چاہتا ہوں!"

"ٹھیک ہے! لیکن اگر وہ تمہارے مخالف ہو گئے تو...."

"مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے....!"

"تم غلطی پر ہو دوست---! تمہارا مقابلہ اس آدمی سے ہے جو فرنگیوں کا دوست ہے اور تم نہیں جانتے کہ فرنگی کتنے مکار ہوتے ہیں!"

"میں جانتا ہوں!"

"پھر تمہیں بھی لومڑی کی طرح چالاک اور شیر کی طرح نڈر ہونا چاہئے!"

"میں نہیں سمجھا!...."

"سنو! دوست!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا" میں یہ نہیں کہتا کہ تم شجاعت کے جوہر نہ دکھاؤ!.... لیکن ذرا احتیاط سے!...."

"او صف شکن! مجھے پہیلیاں بوجھنا نہیں آتا! صاف صاف کہہ کیا کہنا چاہتا ہے....!"

"میں بالکل صاف صاف کہوں گا! تم سنتے جاؤ! فرض کرو! اگر یہ فرنگی ایک گڑھے میں آگ بھر دیں اور تم سے کہیں کہ اس میں کود جاؤ ورنہ ہم تمہیں بہادر ضرغام کا بیٹا نہ سمجھیں گے تو تم کیا کرو گے!"

"میں اپنے باپ کا نام اونچا رکھنے کے لئے ضرور کود جاؤں گا!"

"ہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا!" تب تو وہ یہی کریں گے اور شکرال کی عورتیں دوغلے

بچے....!"

"چپ رہو، چپ رہو! ورنہ میں تمہاری گردن اڑادوں گا!"

"اگر تم مر گئے تو یہی ہوگا، جو میں کہہ رہا ہوں!"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے!"

"چالاک بنو!.... اگر تم بھیڑیئے ہو تو بھیڑ کی کھال پہن لو! شجاعت اس وقت دکھاؤ جب اس کی ضرورت ہو! اس طرح اگر دشمن تم سے زیادہ طاقت ور ہو اتب بھی تم اسے مار لو گے۔"

شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! تم ٹھیک کہہ رہے ہو! پھر ان لاشوں کا کیا کیا جائے!"

"آؤ.... ہم انہیں دفن کردیں....!"

"او بابا!...." وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا "زمین کھودنی پڑے گی!"

"تم فکر مت کرو! میں صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے انہیں دفن کردوں گا!"

۱۴

دوسری صبح عمران وہیں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی اور دوسرے قافلے والے مقیم تھے۔ ان کا خوف اب کسی حد تک کم ہو گیا تھا۔ عمران نے وہاں پہنچنے میں جلدی اس لئے بھی کی تھی کہ کہیں قافلے والے بھی اسی قسم کے کسی واقعے سے دوچار نہ ہوئے ہوں جیسا کہ پچھلی رات اسے پیش آچکا تھا۔ مگر اسے وہاں کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی!

ایکس ٹو کے پرانے ماتحتوں نے اسے گھیر لیا!

"یہ بڑی غلط بات ہے عمران!" جولیا نے کہا! "تم ہمیں یہاں چھوڑ کر اس کے ساتھ چلے جاتے ہو!"

"کیوں کیا یہاں میری موجودگی ضروری ہے!"

"قطعی ضروری ہے!"

"اچھی بات ہے! اب میں یہیں رہوں گا!"

جولیا اسے غور سے دیکھ رہی تھی! عمران نے کچھ دیر بعد کہا! "ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے!"

پھر اس نے پچھلی رات کا واقعہ بتاتے ہوئے اس پر اسرار غار والے کی کہانی بھی سنائی!

"آہا!" جولیا بولی! "تو ہم اس سازش کے سرغنہ تک پہنچ گئے ہیں! غیر ملکیوں سے اس کے ربط و ضبط کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے!"

"ممکن ہے تمہارا خیال صحیح ہو!.... مگر تم لوگوں کی حفاظت کے لئے میں ابھی تک کچھ نہیں کر سکا!.... تم سب بھی خطرات سے دوچار ہو! پتہ نہیں وہ کب تم پر آپڑیں! بستی والے اس پر اسرار آدمی سے خوفزدہ ہیں! لہٰذا وہ اس کی مرضی کے خلاف قدم نہیں اٹھائیں گے!" اگر انہیں اس کا شبہ بھی ہو گیا کہ ہماری وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہو سکتی ہے! تو وہ ہمیں فنا کر دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے!"

"میں تمہارے خیال کی تائید کرتی ہوں مگر وہ شہباز کیا بستی والوں پر اتنا بھی اثر نہیں رکھتا!"

"اثر تو رکھتا ہے۔ لیکن وہ آسمانی بلاؤں کے خوف کے سامنے بے حقیقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شہباز ہی کو مار ڈالیں جس نے غار والے سے جھگڑا مول لیا ہے!"

"پھر کیا صورت ہو گی؟"

"بس یہی کہ ہمیں ہر وقت ہوشیار رہنا چاہئے"! عمران نے کہا! پھر لیفٹیننٹ چوہان سے بولا!" ذرا بار بردار مزدوروں کو یہاں بلا لو!"

"کیوں کیا اسی وقت کوچ کا ارادہ ہے!"

"مجھ سے غیر ضروری سوالات نہ کیا کرو!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا! اور لیفٹیننٹ چوہان چپ چاپ چلا گیا!

اب یہاں پہنچ کر ان میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی تھی کہ عمران کے حکم سے سرتابی کر سکتے! وہ انہیں جس طرح چاہتا استعمال کر سکتا تھا! حد یہ ہے کہ تنویر بھی اس کے مقابلے میں حد درجہ بجھا بجھا سا رہتا تھا! یہاں پہنچ جانے کے بعد اس نے پھر عمران سے الجھنے کی کوشش نہیں کی تھی!

تھوڑی دیر بعد بار بردار مزدور آگئے! اور عمران نے ان کے سرگروہ سے کہا!" اب وقت آگیا ہے! میرا خیال ہے کہ تم لوگ یہاں کی فضا سے مرعوب نہیں ہوئے ہو گے!"

"ہم پوری طرح تیار ہیں جناب! اور یہ تو وقت آنے ہی پر آپ کو معلوم ہو سکے گا کہ ہم مرعوب ہوئے ہیں یا نہیں!"

"سنو! اگر ایسا کوئی وقت آیا تو تم انہیں بہت آسانی سے شکست دے سکو گے! ان لوگوں میں منظم طور پر جنگ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے! یہ جب بھی آئیں گے بپھرے ہوئے بھیڑیوں کی طرح تم پر آئیں گے! اس وقت اگر ایک ذرا سا دماغ ٹھنڈا رکھا جائے تو منٹوں میں ان کی ایک پوری رجمنٹ صاف کی جاسکتی ہے! کیا سمجھے!"

"سمجھ گئے جناب!"

"بس!....اسی لئے بلایا تھا!اب تم لوگ جا سکتے ہو!...." عمران نے کہا!

اُن کے چلے جانے کے بعد جولیا نے حیرت سے کہا!" تم ان مزدوروں کو لڑاؤ گے۔"

"ہاں کیا کروں جب انہیں لڑنے کے علاوہ اور کچھ آتا ہی نہیں!"

"کیا مطلب!"

"یہ بہترین قسم کے تربیت یافتہ فوجی ہیں!"

"اوہ--!"

پھر عمران ڈینی ولسن کے پاس آیا اور اسے بھی خطرات سے آگاہ کرتا ہوا بولا" وہ سردار جو ہمیں یہاں لایا ہے ہمارا دوست ہی ہے مگر ایک دوسرا سردار، جو اس سے زیادہ طاقت ور ہے یہاں ہماری موجودگی پسند نہیں کرتا اور واضح رہے کہ وہ لڑکی جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے ہیں اسی سردار کے قبضے میں ہے! لہٰذا تمہارے شکاریوں کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے!"

"وہ تیار ہی ہیں ماسٹر عمران! لیکن اس وجہ سے کچھ بد دل سے ہو گئے ہیں کہ یہاں کے باشندوں کی زبان ان کی سمجھ میں نہیں آتی!"

"ہے! ڈینی کیسی باتیں کر رہے ہو! کیا وہ یہاں کے باشندوں سے رشتے قائم کرنے آئے ہیں!"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس اجنبیت سے اکتا گئے ہیں!"

"اکتاہٹ اور چیز ہے! لیکن انہیں خائف نہ ہونا چاہیئے!"

"وہ خائف نہیں ہیں ماسٹر!.... آپ مطمئن رہیئے جب بھی ضرورت پڑی وہ آخری سانسوں تک لڑیں گے!"

"بس ٹھیک ہے....!" عمران نے کہا اور پھر اسی چھولداری میں واپس آگیا جہاں جولیا مقیم تھی!

"کیوں!....." جولیا نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا!

"اہم!.... کچھ نہیں!.... تم بتاؤ....! ٹرانسمیٹر کہاں ہے!"

"میں نے اس پر ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی!.... لیکن کوئی جواب نہ ملا!" جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا!

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے! تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہو!"

"کچھ نہیں! کچھ بھی نہیں!...." جولیا نے دوسری طرف منہ پھیرتے ہوئے کہا!" وہ اسی صندوق میں ہے جس میں تم نے رکھا تھا!"

عمران نے ٹرانسمیٹر نکال کر بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنا چاہا! لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور پھر یک بیک اسے ایک خیال آیا! کہیں وہ ان لوگوں کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو! اور پچھلی رات کا واقعہ اسی کی بناء پر نہ ظہور پذیر ہوا ہو!"

"کیوں!".... جولیا اسے شبہے کی نظر سے دیکھتی ہوئی بولی!

"کچھ نہیں!.... میرا خیال ہے کہ ٹرانسمیٹر خراب ہو گیا ہے!"

"پھر اب کیا ہوگا!"

"کچھ بھی نہیں!.... میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں کہ بات بات پر اس کے احکامات کا محتاج رہوں! میری کھوپڑی سیکنڈ ہینڈ ہی سہی، لیکن چل جاتی ہے۔ تم فکر مت کرو۔"

"تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ تم ہی ایکس ٹو ہو!"

"جولیا! کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے! کیا تم نے ٹرانسمیٹر پر اس کی آواز نہیں سنی تھی! کیا تم نے وہ دو لاشیں نہیں دیکھی تھیں!"

جولیا کچھ نہ بولی! اس کی آنکھوں میں پھر اسی قسم کی الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے جیسے پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دے گی۔ عمران کو بلیک زیرو کی فکر تھی اس لئے اس نے زیادہ گفتگو نہیں کی! پھر وہ چھولداری سے باہر جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ لیفٹیننٹ چوہان بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی بیساختہ ہنس پڑا!

"یار.... عمران صاحب! بس مزہ آگیا....!"

"یعنی....!"

"تنویر کو کچھ عورتوں نے گھیر لیا ہے اور اس کا دم نکلا جا رہا ہے! بھئی جولیا اس وقت تم تو اس کی صورت ضرور دیکھ لو تاکہ کچھ دنوں تو سکون سے زندگی بسر کر سکو!...."

جولیا مسکراتی ہوئی اٹھی اور عمران بھی باہر نکل آیا!

حقیقتاً اسے چھ شکرالی لڑکیوں نے گھیر رکھا تھا اور تنویر کا چہرہ ہوا ہو رہا تھا!....

"اے تمہارا مقدر تنویر راجہ!" عمران دانت پر دانت جما کر بولا!" مگر تم مرے کیوں جا رہے ہو!"

"یہ کک.... کیا.... کک.... کہہ رہی ہیں!" تنویر ہکلایا!

لڑکیاں دراصل اس سے کہہ رہی تھیں کہ وہ انہیں سر کے بل کھڑا ہو کر دکھائے۔ شائد ان کا خیال تھا کہ اس قافلے کا ہر آدمی سرکس والوں ہی کی طرح کرتب دکھا سکتا ہے!

"ارے تنویر راجہ!.... وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں سر کے بل کھڑے ہو کر دکھاؤ اور پچھلی

رات تم نے اپنے کرتب کیوں نہیں دکھائے تھے!"

"ارے باپ رے!" تنویر بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "خدا کے لئے ان سے پیچھا چھڑاؤ!"

"ارے مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ دخل دوں۔ تم تو بڑے حسن پرست ہو! تنویر راجہ.... اور مجھے ان میں ایک بھی بدصورت نہیں نظر آتی!"

"یار.... عمران.... پیارے انہیں سمجھاؤ!.... اگر ان کا کوئی مرد ادھر آنکلا تو میرا کیا حشر ہوگا!"

"ارے تنویر میاں یہ خود ہی مرد بھی ہوتی ہیں! ہمت ہو تو ان میں سے کسی کو آنکھ مار کر دیکھو!.... تم تو آنکھ مارنے کے ماہر بھی ہو!"

"عمران بھائی....!" تنویر گھگھیایا کیونکہ اب ان لڑکیوں نے اسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا تھا!

"اچھا اپنا کان پکڑ کر کہو کہ آئندہ عمران سے نہیں اکڑوں گا!"

"تنویر نے اپنا کان پکڑ کر کہا!" آئندہ عمران سے نہیں اکڑوں گا!" اس کی آواز میں بے بسی اور گھبراہٹ تھی!

پھر عمران نے انہیں سمجھا بجھا کر بدقت وہاں سے ہٹایا۔ بدقت یوں کہ خود اسے تنویر کے عوض سر کے بل کھڑا ہونا پڑا تھا! جولیا بے تحاشہ تنویر کا مذاق اڑا رہی تھی!....

"میں سمجھ ہی نہیں سکا کہ یہاں کی عورتیں کس قسم کی ہیں!" چوہان بولا!

"بس اسی قسم کی ہیں کہ ان کے شوہروں کے علاوہ اور کوئی انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہ ہماری ان معزز خواتین سے بہتر ہیں، جو شوہروں کو سائن بورڈ کی حیثیت سے استعمال کرتی ہیں!.... اور ان نیم وحشی عورتوں کے شوہر بھی اسی طرح پابند ہیں یہ اپنی بیویوں کو دوسری عورتوں کے پھانسنے کا ذریعہ بنانا نہیں جانتے! تمہیں یاد ہوگا راہ میں اس بوڑھے نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا تھا کہ تمہاری عورتیں محفوظ رہیں گی لیکن مرد چن چن کر مار ڈالے جائیں گے! اس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ عورتیں حقیقتاً بہت شوخ ہیں لیکن جنسیت زدہ نہیں! ان کے اس رویہ پر کم از کم میرے ساتھی یقیناً غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں! اور پھر مرد عموماً غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہی کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ضرور کر بیٹھتا ہے جس کی بناء پر قاعدے کی رو سے اس پر سینڈل ہی ٹوٹنے چاہئیں لیکن اپنی طرف کی عورتیں سچ مچ محبت شروع کر دیتی ہیں۔ خیر ہاں تو اگر تم میں سے کسی میں بھی دم ہو تو ہو جائے غلط فہمی میں مبتلا کفن و دفن کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ ایک بار پھر کان کھول کر سن لو کہ اگر کسی نے بھی کوئی غلط قدم اٹھایا تو وہ پورے قافلے کی موت کا ذمہ دار ہوگا!...."

کوئی کچھ نہ بولا! اور وہ سب منتشر ہوگئے۔ اب شام کے سرکس شو کے لئے تیاری کرنی تھی۔

لیکن عمران صرف بلیک زیرو کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس نے اس وقت سے شام تک تقریباً بار بار اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی! شام ہوتے ہی شہباز بھی آگیا! لیکن ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اس کا چہرہ پرسکون ہی نظر آرہا تھا اور آنکھوں کی بھی وہی اداس اداس سی کیفیت تھی۔ عمران نے اس سے کہا!

"سردار شہباز میرا ایک آدمی کل سے غائب ہے! کہیں اسے غار والے ہی کے پاس نہ پہنچا دیا گیا ہو!"

"ممکن ہے!" شہباز نے لاپروائی سے جواب دیا! پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا! "تم آج بیکار انتظار کر رہے ہو!"

"کیوں!...."

"آج بستی کا کوئی خارش زدہ کتا بھی سرکس دیکھنے نہیں آئے گا! بستی والوں کو اس کا علم ہو گیا ہے کہ غار والا اس سرزمین پر سرکس والوں کا وجود پسند نہیں کرتا!"

"پھر کیا ہوگا!...."

"اپنے آدمیوں سے کہو!.... ہر وقت تیار رہیں!"

"وہ ہر وقت تیار رہیں گے تم اس کی فکر نہ کرو دوست!"

"اور اب میں یہیں رہوں گا--!" شہباز نے کہا! "اگر اس سور کے آدمیوں نے حملہ کیا تو--!"

"ٹھہرو دوست!.... عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!" مجھے یہ بتاؤ کہ شکرال کی کتنی بستیاں اس کے ساتھ ہیں!"

"ایک بھی نہیں! سب اس سے نفرت کرتے ہیں! لیکن آسمانی بلاؤں سے ڈرتے ہیں!"

"میں یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا شکرال کی بستیاں کسی جنگ میں بھی اس کا ساتھ دے سکیں گی یا نہیں!"

"اگر وہ آسمانی بلاؤں کی دھمکی دے تو ایسا بھی ممکن ہے!" شہباز بولا! "لیکن...... میری سنو...... شکرال کیا اگر ساری دنیا بھی اس کے ساتھ ہو تو ضرغام کے بیٹے کا ہاتھ اس کے خلاف ہی اٹھے گا......!"

"وہ تو ٹھیک ہے دلیر سردار!.... مگر....!" عمران کسی سوچ میں پڑ گیا!

"پچھلی رات تم نے کیا کہا تھا۔" دفعتاً شہباز غصیلی آواز میں غرایا!

"میں نے کہا تھا کہ میرے آدمی تمہارے ساتھ ہیں!"

"پھر اب تم بزدلوں کی سوچ میں کیوں ڈوبنے لگے ہو!"

"ضرغام کے بیٹے!.... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو!.... غار والے کے ساتھ فرنگیوں کی عقل ہے! اس لئے میں اپنی اس عقل کو آواز دینے کی کوشش کر رہا ہوں، جو فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ کر سکے!"

"جلدی آواز دے چکو! میں اس بستی کے پاگل آدمیوں کی شکلیں دیر تک نہیں دیکھنا چاہتا!"

"میں نہیں سمجھا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے!"

"وہ میری نہیں سنتے! میں اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر کہتا ہوں کہ میں اس سور کی بددعاؤں کے باوجود بھی زندہ ہوں! تم بھی اس سے نہ ڈرو لیکن وہ میری نہیں سنتے! تم انہیں پاگل نہ کہو گے تو اور کیا کہو گے!"

"اچھا تو آؤ.... اب سنو.... میرے پاس پچھتر ایسے آدمی ہیں جو پوری قوت سے کسی مشکل کا سامنا کر سکتے ہیں!"

"اوہ.... پھر!.... پھر ہمیں قطعی دیر نہ کرنی چاہئے!" شہباز نے کہا! "ہم سیدھے غاروں پر جا چڑھیں--! بالکل ٹھیک.... مگر تمہارے ساتھ صرف تین گھوڑے ہیں!"

"اور وہ بھی بالکل بیکار....!" عمران سر ہلا کر بولا! "وہ سرکس کے گھوڑے ہیں! سواری کے نہیں! فائروں کی آواز سن کر ان کا دم ہی نکل جائے گا!"

"پچھتر گھوڑے....!" شہباز خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا! "میں انتظام کروں گا!--- تم بے فکر رہو!.... مگر اس کے لئے ہمیں رات گئے تک یہاں ٹھہرنا پڑے گا!"

"مگر میرا خیال ہے کہ تمہارے پاس صرف دو گھوڑے ہیں!" عمران نے کہا!

"ارے تم نہیں سمجھے!" وہ آہستہ سے بولا! اس کی اداس آنکھیں چمکنے لگی تھی اور ہونٹوں پر ایک شریری سی مسکراہٹ تھی! وہ چند لمحے اس انداز میں خاموش رہا جیسے ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہو! پھر بولا! "میں ان پاگلوں کے لئے آسانی بلا بن جاؤں گا! جو اس سور سے ڈرتے ہیں!"

"اب تم مجھے پہیلیاں بجھانے لگے....!" عمران نے اکتا کر بولا!

"سنو!.... میں ان سبھوں کے اصطبل خالی کرا دوں گا!.... وہ گھوڑے بھی ساتھ لے چلوں گا جن کی ضرورت نہ ہو!...."

"بہت اچھے!" عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا!

"ہاں! اب تمہاری عقل بھی فرنگیوں کی عقل کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتی جا رہی ہے! لیکن یہ تو سوچو اگر اس سے پہلے ہی ہم پر حملہ ہو گیا تو"

شہباز پھر سوچ میں پڑ گیا!.... عمران بھی خاموش ہو گیا تھا! کچھ دیر بعد شہباز بولا۔

"اچھا تو سنو! تم اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ تیار ہو جائیں! اندھیرا ہوتے ہی میں انہیں ایک محفوظ مقام پر لے جاؤں گا۔ مگر تمہارے ساتھ چار عورتیں بھی ہیں۔ تم انہیں میرے مکان میں چھوڑ سکتے ہو!"

"کیا وہ وہاں محفوظ رہیں گی!"

"قطعی محفوظ رہیں گی!.... یہاں عورتوں پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھاتا۔"

"پھر ان عورتوں کے ساتھ کسی مرد کو بھی چھوڑنا پڑے گا!"

"ہاں.... ہاں چھوڑ دو! لیکن اس سے دوبارہ ملاقات وہیں ہو سکے گی دوسری دنیا میں!"

"شائد عورتیں تمہارے رہنے پر تیار نہ ہوں!"

"تب پھر ان سے کہو کہ ایک دوسرے کو گولی مار دیں!"

"کیوں نہ انہیں بھی ساتھ لے چلیں!"

"ضرور لے جاؤ! لیکن اس صورت میں ضرغام کا بیٹا تمہارے ساتھ نہیں ہو گا۔ تم نہیں جانتے ایسے معرکوں میں عورتوں کو ساتھ لیے پھرنا ہم شکرالیوں کے لئے کتنی بڑی گالی ہے!"

"اوہ.... ایسا بھی ہے....!"

"سنجیدہ خاں محتاط کے بیٹے تم باتوں میں بہت وقت برباد کرتے ہو!...."

"ٹھہرو دوست....! تم یہیں ٹھہرو!.... میں اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دے کر ابھی واپس آتا ہوں!"

عمران سیدھا جولیا کی چھولداری میں آیا اور اسے حالات سے آگاہ کرنے کے بعد بولا!

"مناسب یہ ہے کہ تم ان تینوں لڑکیوں کے ساتھ شہباز کے مکان میں قیام کرو!"

"یہ ناممکن ہے!...."

"ضد نہ کرو! ورنہ تمہارے انجام پر مجھے بھی افسوس ہو گا! میں کیا بتاؤں اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ہم اتنی آسانی سے شکرال میں داخل ہو سکیں گے تو میں اتنا لمبا چوڑا ڈھونگ کبھی نہ رچاتا! یعنی مطلب یہ کہ عورتوں کو ساتھ نہ لاتا مگر اب بہتری اسی میں ہے کہ میرے کہنے کے مطابق عمل کرو!"

"کبھی نہیں!" جولیا پاگلوں کی طرح بولی! "تم لڑکیوں کو وہاں بھیج دو! میں ہرگز نہیں جاؤں

گی! تم مجھے اس طرح تنہا نہیں چھوڑ سکتے! میں ایکس ٹو کا حکم ماننے سے بھی انکار کردوں گی!.... البتہ تم مجھے گولی ماردو جیسا کہ اس وحشی نے کہا ہے!"

"تمہاری وجہ سے حالات پیچیدہ ہو جائیں گے!" عمران مایوسانہ انداز میں بولا!" میں صرف اس وجہ سے تمہیں ان لڑکیوں کے ساتھ چھوڑنا چاہتا تھا کہ تم انہیں اپنے کنٹرول میں رکھو! ہم انہیں اپنے ساتھ لائے ہیں اس لئے ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے!"

"تم ان لڑکیوں کے لئے مجھے یہاں چھوڑ رہے ہو!" جولیا نے شکایت آمیز اور محبوبانہ انداز میں کہا!

"ارے باپ رے!" عمران نے اردو میں کہا اور پھر انگریزی میں بولا!" تم ایک ذمہ دار آفیسر ہو جولیا! اس سفر میں ضرور مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے لیکن اس کے بعد تمہارے مقابلے میں میری حیثیت بھی وہی ہوگی، جو دوسروں کی ہے۔ لہٰذا تمہیں ایسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہ کرنی چاہیے!"

"تم اگر اس کا اعتراف کرلو کہ تم ہی ایکس ٹو ہو تو شاید میں اس پر تیار بھی ہو جاؤں!"

"میں ایک غلط بات کا اعتراف کیسے کرلوں۔ خیر اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا! وہ اس کی چھولداری سے نکل کر ڈینی کی طرف چلا گیا!

۱۵

پھر جولیا کسی نہ کسی طرح عمران کی تجویز سے متفق ہو گئی۔ دوسری لڑکیوں کو یہ نہیں بتایا گیا کہ انہیں دوسری جگہ کیوں منتقل کیا جارہا ہے۔ جولیا کے ساتھ اس نے ایک محدود دائرہ عمل کا ٹرانسمیٹر بھی رہنے دیا جو پچاس یا ساٹھ میل کے فاصلے کے لئے لازمی طور پر کارآمد تھا!

شہباز کی پیشین گوئی غلط نہیں ثابت ہوئی۔ آج ایک آدمی بھی سرکس دیکھنے کے لئے ادھر نہیں آیا۔ بہرحال شہباز کچھ غیر مطمئن سا نظر آرہا تھا!

"آدھی رات کو ہم گھوڑوں کے لئے نکلیں گے!" اس نے عمران سے کہا!

"خیر --! مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے ہی آسمانی بلاؤں سے ڈرنے والوں نے زمین پر تباہی پھیلا دی تو کیا ہوگا!"

"نہیں تم بے فکر رہو! اتنی جلدی کچھ نہیں ہو سکے گا!"

"لیکن شہباز تمہاری آنکھوں سے بے اطمینانی سی ظاہر ہو رہی ہے!"

"ہو رہی ہوگی! خاموش بیٹھو!" شہباز جھلا گیا!

اس کے بعد ایک بار پھر عمران نے ڈینی سے مشورہ کیا اور ڈینی نے اسے رائے دی کہ آدھی

رات کے انتظار میں مطمئن نہ بیٹھنا چاہئے۔ ویسے تو میرے آدمی تیار ہی ہیں لیکن اگر وہ لوگ اچانک ہی آپڑے تو تھوڑی بہت بدنظمی ضرور پیدا ہو جائے گی!"

"یقینی بات ہے!"

"مگر ماسٹر عمران.... میں نے باربردار مزدوروں کے پاس ہلکی مشین گنیں دیکھی ہیں!" ڈینی نے حیرت سے کہا!

"پیشہ ور مزدور نہیں ہیں ڈینی!" عمران نے جواب دیا!" بلکہ بہت ہی تجربہ کار قسم کے فوجی ہیں! وہ تمہارے شکاریوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ثابت ہوں گے!"

"آپ نے پہلے اس کا تذکرہ نہیں کیا ماسٹر....!"

"بھول گیا ہوں گا ڈینی....!"

"آپ بھول گئے ہوں گے!" ڈینی نے قہقہہ لگایا!" میں ہمیشہ یہی کہتا رہوں گا کہ آپ کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے!"

دفعتاً انہوں نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا! آواز لحظہ بہ لحظہ قریب آتی جارہی تھی! ڈینی نے جھپٹ کر رائفل اٹھالی!

"یہ ایک ہی گھوڑا معلوم ہوتا ہے!" عمران نے کہا! اور پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ تقریباً سبھی چھولداریوں سے نکل آئے تھے! آنے والا قریب آتا جارہا تھا! اور رفتار سست پڑتی جارہی تھی۔

"شہباز۔ شہباز!" آنے والے نے آواز دی۔ یہ کوئی شکرالی ہی تھا!

"کون ہے! داراب....!" عمران نے شہباز کی آواز سنی!

"شہباز!.... قریب آؤ....!" آنے والے نے کہا!

عمران بھی تیزی سے آواز کی طرف بڑھا! وہ آنے والے کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا کیونکہ وہاں اندھیرا تھا! پھر شاید عمران اور شہباز ساتھ ہی آنے والے کے قریب پہنچے!

"شہباز!" آنے والے نے آہستہ سے کہا!

"کیا خبر ہے.... داراب!" شہباز نے پوچھا!

"خبر اچھی نہیں ہے! تین آدمی کٹالیاں دکھا دکھا کر بستی والوں سے کہتے پھر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے سرکس والوں میں سے ایک ایک کو چن کر قتل نہ کردیا تو زمین پھٹے گی اور پوری بستی اس میں سما جائے گی!"

"پھر --! وہ لوگ کیا بکتے ہیں!"

"فیلزور تیار ہو گیا ہے اور وہ ڈیڑھ سو سواروں سمیت یہاں پہنچ جائے گا!"

"اوہ.... اس کفن چور کی موت اسے آواز دے رہی ہے! میں صاف سن رہا ہوں!"

"اور سنو! غار والے نے چار فرنگیوں کو بھی بھیجا ہے۔ وہ ان کی مدد کریں گے۔"

"صف شکن.... شہباز نے عمران کو آواز دی!

"میں یہیں موجود ہوں!" عمران آہستہ سے بولا!

"تم نے سنا!"

"ہاں! میں نے سن لیا! تم فکر نہ کرو اور ان فرنگیوں کی بھی پرواہ نہ کرو! تم بہادر ضرغام کے بیٹے ہو اور میرا نام صف شکن ہے!"

"مگر!" آنے والے نے کہا! "ان فرنگیوں کے پاس ایسی تفنگیں ہیں، جو رکے بغیر گولیاں ہی گولیاں برساتی چلی جاتی ہیں!"

"اوہ.... آنے دو!" شہباز غصیلی آواز میں بولا! "مجھے خوشی ہے کہ فیلزور انہیں لا رہا ہے میں دیکھوں گا کہ اس نے کتنی ترقی کی ہے۔ وہ کس راستے سے آئیں گے!"

"یہ سب کچھ مجھے نہیں معلوم وہ بہت راز داری سے کام لے رہے ہیں! انہیں علم ہے کہ تم سرکس والوں کی مدد کرو گے!"

"آنے دو اس ولد الحرام کو ...... اس کی چیخیں سن کر اسکی ماں اپنی قبر میں جاگ اٹھے گی!-- آنے دو.... مگر تم.... کیا میرے ساتھ ہو!"

"اگر نہ ہوتا تو یہاں آتا کیوں!" آنے والے نے کہا!

"یہ فیلزور..... پیدائشی چور ہے!" شہباز نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا! "اتنی آہستگی سے آئے گا کہ ہمیں کانوں کان خبر نہ ہو گی۔ اب تم اپنی اس عقل کو آواز دو، جو فرنگیوں سے ٹکرانے کا دعویٰ رکھتی ہے!"

"میں آواز دے چکا ہوں....!" عمران نے کہا!

انہوں نے اپنی چھولداریاں ایک مسطح جگہ پر نصب کی تھیں اور اس کے تین طرف ڈھلوانیں تھیں! عمران نے پہلے ہی کچھ سوچ سمجھ کر اس جگہ پڑاؤ ڈالا تھا۔ اس نے چھولداریاں جوں کی توں رہنے دیں! ان میں چراغ جلتے رہے! لیکن اس کے سارے آدمی اسلحے سنبھال کر ڈھلوانوں میں رینگ گئے تھے!

ہلکی مشین گنوں کا دستہ آٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا! انہیں ڈھلوان کی دوسری طرف ایک اونچی چٹان پر چڑھا دیا گیا! جہاں سے وہ تقریباً چاروں طرف مار کر سکتے تھے!

یہ سب کچھ بیس منٹ کے اندر ہی اندر ہو گیا!

"اوصف شکن!......" شہباز اس کا بازو پکڑ کر گرمجوشی سے دباتا ہوا بولا! "تم واقعی ویسی ہی عقل رکھتے ہو! مگر اس دن جب میں نے تمہیں گھیرا تھا تم چوہے کیوں بن گئے تھے!"

"ہم خواہ مخواہ کسی سے نہیں الجھتے! ضرغام کے بیٹے!" عمران نے پُر وقار آواز میں کہا "اگر ہم دیکھتے کہ تم زبردستی پر آمادہ ہو تو بڑی خونریز جنگ ہوتی اور تم ہمارے کسی جانور کو بھی زندہ نہ لا سکتے! تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ہمارے پاس آٹھ مشین گنیں بھی ہیں!"

"تم بہادر بھی ہو اور پر اسرار بھی!...." شہباز نے آہستہ سے کہا!

"لیکن کیا تمہیں اس آدمی داراب پر اعتماد ہے؟"

"وہ بھی ضرغام ہی کا بیٹا ہے۔ حالانکہ ہماری مائیں الگ الگ تھیں۔ شکرال میں ایک باپ کے بیٹے آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ نہیں دیتے۔ خواہ ان پر آسمانی بلائیں ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں....!"

پھر انہوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنیں۔ یہ آوازیں اچانک ہوا کے جھونکے کے ساتھ آئیں تھیں اور پھر اب وہی پہلے کا سا سناٹا چھا گیا تھا!

"اوہ.... اوہ....!" شہباز مضطربانہ انداز میں بولا! "فیلزور آج تو مردوں کی طرح آ رہا ہے! میں اب یہاں اس طرح چھپ کر نہیں لڑوں گا۔ میرا گھوڑا تم نے کہاں چھوڑا ہے!"

"ضرغام کے بیٹے تم بہت بہادر ہو! لیکن میں اس پر یقین نہیں کر سکتا اگر ان کے پاس ایک بھی فرنگی ہے تو وہ انہیں اس طرح علانیہ نہیں آنے دے گا! کہیں یہ بھی ان کی کوئی چال نہ ہو!"

شہباز کچھ نہ بولا! عمران نے پھر کہا! "اس وقت تک ٹھہرو! جب تک کہ وہ سامنے نہ آ جائیں۔"

"اچھا! وہی کروں گا! جو تم کہو گے!"

تھوڑی دیر بعد پھر ہوا کے جھونکے کے ساتھ ایسی ہی آوازیں آئیں جیسے بہت دور ہزاروں گھوڑے طوفان کی سی رفتار سے دوڑ رہے ہوں اور اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا!....

"بالکل دھوکہ ہے شہباز" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "کیا تم آوازوں کا رخ نہیں محسوس کر رہے۔ یہ سامنے سے آ رہی ہیں!"

"یہ تو اُدھر سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، جدھر غار والا رہتا ہے!"

"کچھ بھی ہو! میرا خیال ہے کہ حملہ سامنے سے ہرگز نہ ہو گا!"

"تو پھر ہمیں رخ بدل لینا چاہیئے!" شہباز بولا!

"نہیں فی الحال اس کی ضرورت نہیں۔ چٹان کے اوپر والا دستہ چاروں طرف کی خبر لے سکے گا!---"

"تم مطمئن رہو! بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ شاید ہمیں تکلیف ہی نہ اٹھانی پڑے!"

"وہ کیسے....!"

"اوپر آٹھ مشین گنیں ہیں!" عمران چٹان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا اور ٹھیک اسی وقت اوپر مشین گنیں قہقہے لگانے لگیں۔

"تم نے دیکھا!" عمران پرسکون لہجے میں بولا "میں جانتا تھا کہ وہ سامنے سے کبھی نہ آئیں گے!"

پھر اس نے نشیب میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے ایک اشارہ نشر کیا! جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ فی الحال جہاں ہیں وہیں رہیں!

چٹان کے پیچھے سے شور بلند ہونے لگا تھا اور مشین گنیں برابر قہقہے لگا رہی تھیں۔ دوسری طرف سے بھی شاید فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔

"اوہ مجھے جانے دو صف شکن!" شہباز اٹھتا ہوا بولا!

"نہیں!" عمران نے سخت لہجے میں کہا! "تم کھیل بگاڑ دو گے!"

"اوئے اپنا لہجہ ٹھیک کرو! سنجیدہ خان کے بیٹے.... ورنہ!"

"پیارے بھائی! میں استدعا کرتا ہوں کہ اس وقت میرے کہنے کے خلاف نہ کرو۔ تم شیر کے بچے ہو! مگر لومڑی کی طرح چالاک بھی بنو!"

شہباز ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا! مگر وہ بڑی شدت سے بے چین تھا!

چٹان کے اوپر سے عمران کو روشنی کا اشارہ ملا!

"وہ بھاگ رہے ہیں!" اس نے شہباز سے کہا! "ان کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں!"

لیکن ٹھیک اسی وقت چھولداریوں سے شعلے بلند ہونے لگے!

"ڈینی.... صفدر.... چوہان.... چلو!" عمران چیخا! اور اس کی رائفل آگ برسانے لگی! وہ فائر کرتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے! دوسری طرف سے بھی گولیاں چلنے لگیں!

اندھیری رات کا سناٹا فائروں کی گونج اور زخمیوں کی چیخوں سے چھلنی ہونے لگا! شہباز اور عمران ساتھ ہی بڑھ رہے تھے۔ جن دو مشین گنوں کی اطلاع داراب نے دی تھی وہ ادھر گرج رہی تھیں!

"ہم چاروں طرف سے گھر گئے ہیں" عمران بڑبڑایا!

شہباز بڑی تندہی سے فائر کر رہا تھا! ہو سکتا ہے اس نے عمران کی بڑبڑاہٹ سنی ہی نہ ہو!

اوپر پہنچ کر وہ دیوانہ وار جلتی ہوئی چھولداریوں کی طرف بڑھتا رہا! عمران نے اسے آوازیں بھی دیں لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ کسی مینڈک کی طرح اچھل اچھل کر آگے بڑھتا رہا!

یہ ہنگامہ تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا! اور پھر اس کے بعد سناٹا چھا گیا! عمران کے ساتھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے اب بھی فائر کر رہے تھے۔ ساری چھولداریاں جل کر خاک ہو چکی تھیں اور چاروں طرف لاشیں ہی لاشیں نظر آ رہی تھیں!

عمران نے مشعلیں روشن کرائیں اور ان لاشوں میں اپنے آدمی تلاش کرنے لگا! ایک جگہ اسے شہباز نظر آیا جو ایک لاش کے سینے پر سوار چاقو سے اس کی گردن الگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا!

"یہ کیا ہو رہا ہے!" عمران نے حیرت سے پوچھا!

شہباز نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور عمران چونک کر پیچھے ہٹ گیا! وہ کسی آدمی کا چہرہ نہیں تھا!.... ہرگز نہیں! اسے کسی بھی صورت سے آدمی نہیں کہا جا سکتا۔ یا پھر عمران نے آج تک اتنی درندگی کسی آدمی کے چہرے پر دیکھی ہی نہیں تھی! اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور دانت باہر نکلے پڑ رہے تھے! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس لاش کو اپنے دانتوں سے ادھیڑ رہا ہو!

"یہ فیلزور ہے!" اس نے پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا! "میں اس کا سر کاٹ کر بستی میں لے جاؤں گا۔ میں انہیں دکھاؤں گا کہاں ہیں وہ آسمانی بلائیں اور وہ کس پر نازل ہوئیں.... ہا.... ہا"

داراب بھی اس کے پاس کھڑا تھا! شہباز نے لاش سے سر الگ کر لیا اور اسے بالوں سے پکڑ کر لٹکائے ہوئے ایک طرف دوڑتا چلا گیا! داراب بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا!

پھر عمران نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں، جو لحظہ بہ لحظہ دور ہوتی جا رہی تھیں!

۱۶

دوسری صبح خوش گوار نہیں تھی کیونکہ ان کے گرد لاشیں ہی لاشیں تھیں اور وہ بھی اپنے پانچ آدمی کھو چکے تھے! ان لاشوں میں دو سفید فاموں کی لاشیں بھی نظر آئیں اور دو ہلکی مشین گنیں بھی ان کے ہاتھ لگیں۔

حملہ آوروں کے تقریباً ستر آدمی کھیت رہے تھے۔ دس زخمی تھے، جو اس وقت بھی وہیں پڑے کبھی کراہتے تھے اور کبھی غار والے کو گالیاں دینے لگتے تھے! لیکن ان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکتے۔

پھر اس وقت شائد آٹھ بجے تھے جب ایک بار انہیں بڑی جلدی میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہونا پڑا کیونکہ وہ لاتعداد گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں سن رہے تھے! لیکن پھر کچھ دیر بعد متحیر رہ گئے! کیونکہ انہیں بے شمار ایسے گھوڑے نظر آئے جن پر سوار نہیں تھے.... لیکن پشت پر زینیں موجود تھیں! پہلے تو وہ کچھ نہیں سمجھے مگر پھر عمران نے کہا کہ ان گھوڑوں کو گھیر کر پکڑو!

اتنے میں تین چار سوار بھی نظر آئے جو تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہوائی فائر کر رہے تھے! وہ جلد ہی پہچان لئے گئے کیونکہ ان میں شہباز بھی تھا! گھوڑے گھیر گھیر کر پکڑے گئے! شہباز کے ساتھ ایک تو داراب ہی تھا! اور تین آدمی اور بھی تھے۔

"وہ طاعون زدہ چوہوں کی طرح اپنے گھروں سے نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں! لیکن میں نے انہیں کچھ نہیں کہا، بس فیلزور کا سر ایک اونچے بانس پر رکھ کر اسے زمین میں گاڑ آیا ہوں!...."

اس نے بچوں کی طرح قہقہہ لگایا اور اس کے ساتھی بھی ہنسنے لگے!

وہ اپنے گرد پڑی ہوئی لاشوں سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتے تھے! انہوں نے ان زخمیوں کی طرف بھی توجہ نہیں دی، جو انہیں دیکھ کر اور زیادہ کراہنے لگے تھے!....

"میں نے ابھی ابھی تین کتالی والوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے.... اور ان کے گھوڑے انہیں گھوڑوں میں موجود ہیں!" شہباز نے کہا! پھر آدمیوں سے بولا!" ان گھوڑوں کو ادھر لاؤ! میں ان دو سفید لاشوں کو ان پر باندھ کر غار والے کے لئے تحفہ روانہ کروں گا.... تاکہ وہ ہمیں فنا کر دینے کے لئے دوسری آسمانی بلائیں بھیجے!"

عمران خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا! حالانکہ یہ حکمت عملی کے خلاف تھا! مگر وہ خاموش ہی رہا! اس اسٹیج پر وہ شہباز کو اس کا احساس نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنا پابند بنانے کی کوشش کر رہا ہے!

اس کے ساتھی گھوڑے تلاش کر کے لائے اور ان دونوں سفید فاموں کی لاشیں ان پر باندھ دی گئیں! شہباز اس طرح قہقہے لگا رہا تھا جیسے اس کے اس مذاق پر غار والا خود کو بیوقوف محسوس کرے گا!

تھوڑی دیر بعد عمران کے سارے ساتھی بھی شہباز کے لائے ہوئے گھوڑوں پر بیٹھ گئے! اور پھر ان کی ٹاپوں کی دھمک سے زمین تھرانے لگی!

اب عمران بڑی آزادی سے اپنا ٹرانسمیٹر استعمال کر رہا تھا! ہیڈ فون اس کے کانوں پر چڑھے

ہوئے تھے اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد جولیا اور تینوں لڑکیوں کی خیریت معلوم کر رہا تھا! جولیا نے اسے بتایا کہ کچھ لوگ مکان میں گھس آئے تھے لیکن انہیں ہاتھ لگائے بغیر واپس چلے گئے! لیکن وہ چاروں بری طرح خوفزدہ تھیں! جولیا نے بتایا کہ تینوں لڑکیاں زیادہ تر روتی اور عمران کو گالیاں دیتی رہتی ہیں! عمران نے جواب میں کہا کہ ایک دن دنیا کی ساری عورتیں اسے گالیاں دیں گی کیونکہ وہ ایک ایسا محلول تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جو "مچھر مار" ہونے کے بجائے "عورت مار" ہو۔

شہباز نے عمران سے کہا!" تمہارے پاس کتنا اور کس کس قسم کا سامان ہے.... اب تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ غار والے کی لاش کتے گھسیٹتے پھریں گے!"

"مگر....!" عمران تھوڑے توقف کے ساتھ بولا!" ہاں!.... تمہاری بستی والے تو شاید اب اس کا ساتھ دینے کی ہمت نہ کریں! لیکن دوسری بستیوں کے متعلق کیا خیال ہے!"

"میری بستی کے علاوہ ایسی پانچ بستیاں اور بھی ہیں! جہاں غار والوں کی پہنچ جلدی ہو سکتی ہے! کیونکہ وہ نزدیک ہیں مگر ان پانچوں بستیوں میں.... میں نے اپنے آدمی بھی رات ہی بھیج دیئے ہیں!"

"اگر انہوں نے تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو.....؟"

"میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ سب اس سے بیزار ہیں! وہ سارے شکرال کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں!"

عمران پھر خاموش ہو گیا! ان کے گھوڑے بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے اور حد نظر تک بھوری سنگلاخ زمین پھیلی ہوئی تھی!

دفعتاً! ہیڈ فون سے جولیا کی آواز آئی!" عمران.... عمران!"

"یس جولیا!"

"یہاں جنگ شروع ہو گئی ہے....!"

"کیوں کیا ہوا....!"

"شاید وہ غار والا.... اب خود ہی نکل آیا ہے!.... اس کے ساتھ تقریباً دو سو سوار ہیں اور وہ اس مکان میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں!"

"کس مکان میں!"

"جس میں ہم لوگ مقیم ہیں! بستی والے انہیں مکان میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں!"

"اچھا ٹھہرو!.... ہم فوراً واپس ہو رہے ہیں!" عمران نے کہا!.... اور پھر جیسے ہی شہباز کو یہ

معلوم ہوا اسنے اپنا گھوڑا موڑ کر دوسرے راستے پر ڈال دیا!....

"جلدی.... جلدی....!" شہباز چیخ رہا تھا!" جتنی جلدی ممکن ہو.... چلو....!"

عمران نے بھی چیخ کر یہی کہا اور گھوڑوں کی ٹاپیں سنگلاخ زمین پر بجتی رہیں! وہ آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھ گئے!

شہباز کے گھوڑے کے پیر تو زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے! وہ سب کے آگے تھا!.... اس افراتفری میں ٹرانسمیٹر عمران کے گھوڑے سے گر گیا! اگر اس نے بڑی پھرتی سے ہیڈ فون نہ اتار پھینکا ہوتا تو شاید وہ بھی جھونک میں نیچے چلا گیا ہوتا! اس وقت اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ اس کا انجام دیکھنے کے لئے مڑ بھی سکتا! وہ اب تک محض ٹرانسمیٹر کی حفاظت ہی کے خیال سے گھوڑے کی رفتار کے معاملے میں محتاط رہا تھا! مگر اب --- اب اس کا گھوڑا بھی شہباز ہی کے گھوڑے کے برابر دوڑ رہا تھا!

"دو سو میں سے دو بھی نہیں بچیں گے!" شہباز چیخ رہا تھا!" بڑھو....! اپنے گھوڑوں کو سست نہ ہونے دو! بستی والے ہمارے ہی لئے ان سے بھڑ گئے ہیں!"

"شائد وہ مختصر سے مختصر راستہ اختیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا!

تقریباً بیس منٹ بعد وہ بستی میں داخل ہوئے اور شائد پہلا فائر شہباز ہی نے کیا! ویسے وہ دور ہی سے فائروں کی آوازیں سنتے آئے تھے!....

یہاں کافی کشت و خون ہوا تھا! لیکن حملہ آور ابھی تک شہباز کے مکان میں گھسنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے!

بستی والوں نے انہیں دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے اور ایک بار پھر بہت زور و شور سے جنگ شروع ہو گئی!

شہباز تو بالکل دیوانہ ہو گیا تھا! اس کے بائیں ہاتھ میں ریوالور تھا اور دائیں ہاتھ میں خنجر! گھوڑے کی باگ اس نے چھوڑ دی تھی --- ریوالور شائد خالی ہو چکا تھا!

فائر اب ویسے بھی نہیں ہو رہے تھے!.... یہ جنگ تو مغلوبہ تھی۔ فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے تھے! اب یا تو تلواریں چل رہی تھیں یا خنجر.... عمران کے ساتھی فوجیوں نے کلہاڑیاں سنبھال لی تھیں اور جھپٹ جھپٹ کر حملے کر رہے تھے!

دفعتاً عمران نے ڈینی کو آواز دی کہ وہ اپنے آدمیوں کو لے کر مجمع سے نکلنے کی کوشش کرے۔

ڈینی سمجھ گیا کہ عمران کیا چاہتا ہے۔ وہ اپنے گیارہ شکاریوں کو ایک طرف نکال لے گیا اور اس طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگا جہاں سے حملہ آور شہباز کے مکان میں گھسنے کی کوشش کر

رہے تھے۔ اتفاق سے پوزیشن لینے کے لئے انہیں ایک مناسب جگہ بھی مل گئی اور انہوں نے بڑی تیزی سے حملہ آوروں پر باڑھ ماری۔ دوسری طرف سے عمران نے اپنے فوجیوں کو بڑھایا! وہ بڑی تیزی سے کلہاڑیاں چلا رہے تھے۔ عمران انہیں اس راستے کے لئے رکاوٹ بنانا چاہتا تھا جدھر سے حملہ آوروں کے پسپا ہونے کا امکان تھا۔ وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا! جیسے ہی ڈینی کے شکاریوں نے تیسری بار باڑھ ماری حملہ آوروں کے پیر اکھڑ گئے۔ ادھر عمران نے تیر بردار فوجیوں کو آگے بڑھایا چوتھی باڑھ مارنے میں ڈینی کے شکاریوں نے دیر نہیں کی! اور پھر دلیر فوجیوں نے بھاگنے والوں کو کلہاڑیوں پر رکھ لیا۔ وہ گھوڑوں سے گرتے، اور چیخ چیخ کر غار والے کو گالیاں دیتے۔ شہباز کا قہقہہ ان کی آوازوں سے بھی اونچا جاتا۔

ذرا ہی دیر میں نقشہ بدل گیا لیکن شہباز کے چیخنے کے باوجود بھی بستی والے بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے ان پر فائر کرتے! عمران اور اسکے ساتھیوں نے ہاتھ روک لئے!

"گھوڑوں کو مت مارو -- گھوڑوں کو مت مارو!" شہباز چیختا رہا! لیکن کسی نے بھی نہیں سنا!

بستی والے پسپا ہونے والوں پر برابر فائر کرتے رہے تھے! کچھ دیر بعد وہ دونوں ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے! البتہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور فائروں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہے تھے!

شہباز دیوانوں کی طرح لاشیں الٹتا پلٹتا پھر رہا تھا! عمران سیدھا اس کے مکان میں گھستا چلا گیا! دو لڑکیاں بے ہوش پڑی تھیں! اور تیسری جولیا سے لپٹی ہوئی بری طرح کانپ رہی تھی!

عمران کو دیکھتے ہی وہ بھی ایک طرف لڑھک گئی!

"جولیا....!" عمران اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا!" کیا حال ہے....! وہ بھاگ گئے!"

جولیا کچھ نہ بولی! اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور اسے اپنی پوری قوت سے بھینچ رہی تھی.... پھر دفعتاً اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی!.... اور عمران نے بہ آہستگی اسے فرش پر ڈال دیا! وہ بھی تینوں لڑکیوں کی طرح بے ہوش ہو گئی تھی!

"وہ نکل گیا!" دفعتاً شہباز طوفان کی طرح اندر گھستا ہوا بولا!" اس کی لاش ان میں نہیں ہے!"

"کیا تم نے اسے دیکھا تھا!" عمران نے پوچھا!

"نہیں! وہ مجھے نہیں دکھائی دیا تھا!"

"تب پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ یہاں آیا تھا!"

"پتہ نہیں شہباز نے کہا اور پھر بے ہوش لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولا!" کیا یہ مر گئیں!"

"نہیں بے ہوش ہو گئی ہیں!"

شہباز پھر دروازے کی طرف مڑ گیا!.... عمران جولیا کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرتا رہا!
پھر ایکس ٹو کے ماتحت بھی وہاں آ گئے ان سب کے چہرے اترے ہوتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ کر جاگ پڑے ہوں!

ان کی زبانوں سے کچھ بھی نہیں نکلا! وہ خاموش کھڑے بیہوش لڑکیوں کو دیکھتے رہے....!

"کیوں دوستو! کیا حال ہے!" عمران نے ہنس کر پوچھا!

"ٹھیک ہے۔" خاور نے ایک طویل سانس لی!

"ذرا آواز میں مردانگی پیدا کرو پیارے!" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا! "تم تو فوجی آدمی ہو!"

"ہاں! ضرور رہا ہوں! لیکن کبھی کسی جنگ میں حصہ لینے کا اتفاق نہیں ہوا...."

"تم لوگ اب مجھ سے بحث نہیں کرتے....! کیوں؟ کیا میں آج کل تمہاری مرضی کے مطابق ہی کام کر رہا ہوں!"

کسی نے جواب نہیں دیا! عمران ایک ایک کو جواب طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا! پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر بولا! اپنے چہروں سے وحشت دور کرو! ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے....!"

"ہم نے کب کہا ہے کہ نہ کریں گے....!" تنویر اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا!

عمران پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور بدقت تمام انہیں ہوش میں لا سکا! جولیا کے علاوہ اور سب ہوش میں آتے ہی چیخنے لگی تھیں۔ لیکن ان کی زبان سن کر وہ سب حیران رہ گئے! کیونکہ یہ زبان ان کی سمجھ سے باہر تھی وہ بالکل شکرالیوں کے لہجے کی نقل اتار رہی تھیں! لیکن زبان شکرالی نہیں تھی! وہ سرے سے کوئی زبان ہی نہیں تھی! شاید ان کے دماغ ماؤف ہو گئے!....

جولیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی!

"او.... خدا کے لئے!" عمران اسے مخاطب کر کے بولا! "تم اپنا دماغ قابو میں رکھنا...."

"میں ٹھیک ہوں!...." جولیا مضمحل آواز میں بولی، اور پھر اس نے اپنا سر جھکا لیا!....

پھر شام تک لاشیں اٹھائی جاتی رہیں! تقریباً ڈیڑھ سو لاشیں!.... لڑکیوں کی حالت بدستور وہی تھی! وہ اپنے کپڑے پھاڑتیں اور ایک دوسرے کو نوچنے کھسوٹنے کی کوشش کرتیں! مجبوراً ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے!

جولیا معمول پر آ گئی تھی لیکن اب بھی خوفزدہ تھی!.... عمران کے ساتھی شکرالیوں کو دیکھتے تھے اور ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی تھیں! نہ وہ مغموم معلوم ہوتے تھے اور نہ خوش!.... ان کی حالت جانوروں کے اس گلے کی سی تھی جس کے کچھ جانور مر گئے ہوں اور اب زندہ بچنے والوں کو بھی نہ ہو کہ کچھ دیر پہلے ان کی تعداد کتنی تھی!.... اب بھی ان کی آنکھوں سے وہی پہلے

کی سی بے تعلقی مترشح ہوتی تھی!

شام کو عمران نے دیکھا کہ کچھ لوگ شہباز کے مکان کی دیواروں پر چڑھ کر فالسی رنگ کا ایک جھنڈا نصب کر رہے ہیں!

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" عمران نے شہباز سے پوچھا!

"اوہ....!" شہباز ہنس کر بولا! "آج ان لوگوں نے مجھے بستی کا سب سے بڑا آدمی تسلیم کیا ہے!"

"کیا یہ جھنڈا پہلے کسی اور کے مکان پر لگا ہوا تھا!"

"وہ دیکھو!".... شہباز نے دیوار کی طرف انگلی اٹھائی! "وہ بڑے چہرے والا آدمی جو جھنڈا گاڑ رہا ہے! یہ جھنڈا آج صبح تک اسی کے مکان پر لہرا رہا تھا!"

"کیا تم نے انہیں اس پر مجبور کیا ہے!"

"ہرگز نہیں! وہ خود ہی ایسا کر رہے ہیں! یہ جھنڈا دوسری بار اس مکان پر لہرایا جا رہا ہے! ایک بار میرے باپ کی زندگی میں لہرایا تھا اور آج...."

شہباز پھر ہنسنے لگا! بستی والے ان دونوں کی پشت پر خاموش کھڑے تھے۔ جیسے ہی جھنڈا نصب ہو چکا انہوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر چیخنا شروع کر دیا! وہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے!

جھنڈا نصب کرنے والا دیوار سے اتر کر شہباز کے پاس آیا! وہ مسکرا رہا تھا! اس نے اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ رکھے اور جھک کر اس کی پیشانی چوم لی! اور اپنے گلے سے سرخ رنگ کا رومال کھول کر اس کے گلے میں باندھ دیا!....

شہباز نے اس کی پیشانی پر تین بار بوسہ دیا اور اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ کہنے لگا! تم میرے بزرگ ہو۔ میں مشکل کے وقت تم سے ضرور مشورہ کروں گا! کیونکہ تم نے مجھ سے زیادہ دنیا دیکھی ہے۔ میں اپنے دلیر باپ ضرغام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شکرال کی حفاظت کیلئے میرے خون کا آخری قطرہ بھی بہہ جائے گا!"

عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے سب کچھ دیکھتے رہے۔ پھر رات کو ایک بہت بڑا جشن منایا گیا! شراب کے قرابے کھل گئے اور ایک بار پھر عمران نے ان کو جانوروں کے روپ میں دیکھا!

عین ہنگام سرخوشی میں شہباز کے دو آدمی واپس آئے، جو اس نے پچھلی رات دوسری پانچ بستیوں کے لئے روانہ کئے تھے! وہاں سے پیغام آیا تھا کہ وہ لوگ غار والے کا ساتھ نہیں دیں گے۔

شہباز نے اس کا اعلان کیا اور ایک بار پھر مجمع نے خوشی کے نعرے لگائے!

عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی شراب پیش کی گئی تھی، لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا! وہ لوگ جو عادی قسم کے شرابی تھے انہوں نے بھی اس میں ہاتھ نہیں لگایا۔

"ارے تم لوگ آخر شراب کیوں نہیں پیتے....!" شہباز نے کہا۔

"ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر ہم شراب پئیں گے تو خدا ہمارے لئے شکست اتارے گا۔ ہم پر کتے بھونکیں گے اور ہم ذلیل ہو جائیں گے....!"

شہباز نے اسے سنجیدگی سے سنا اور خاموش ہو گیا۔ چاروں طرف قہقہے گونجتے رہے۔

"اچھا اب تم گلاس رکھ دو!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا!

"کیوں!" شہباز چونک کر اسے گھورنے لگا!

"کام کی بات کرو! اس عارضی فتح پر پاگل نہ ہو جاؤ! یہ جشن اب ختم ہونا چاہئے! تم بار بار یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ فرنگی اس کے ساتھی ہیں!...."

"اوہ....! میں سب کو فنا کر دوں گا....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ساتھیوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا دوں!"

"میں نہیں سمجھا!...."

"ہو سکتا ہے کہ آج رات آسمانی بلائیں نازل ہو جائیں!"

"صاف صاف کہو....!" شہباز جھلایا!

"کیا ادھر سے ہوائی جہاز بھی گذرا کرتے ہیں!"

"کبھی کبھی.... کیوں؟...."

"کیا کبھی کسی نے یہاں ہوائی جہازوں کو اترتے بھی دیکھا ہے!"

"ہاں ایک بار میں نے سنا تھا!.... اسی غار والے سے ملنے کے لئے کوئی آیا تھا!"

"بس تو پھر تم لوگ یہیں شراب پی پی کر ناچتے رہو! صبح میں واپس آکر تم لوگوں کی لاشیں دفن کرا دوں گا....!"

"او سنجیدہ خاں کے بیٹے میں تمہیں سر سے اونچا اٹھا کر پٹخ دوں گا!"

"تم مجھے نہ اٹھا سکو گے....!" عمران نے آہستہ سے کہا! "سنو! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ غار والا جھلاہٹ میں ہم لوگوں پر بمباری کرا دے!"

"ارے....!" شہباز مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسا "تم چوہے کیوں ہوئے جا رہے ہو

سنجیدہ خاں کے بیٹے! اس وقت ہمیں چین سے عیش کرنے دو! صبح نہ جانے کیا ہو! ہم سب ہر وقت اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اسی توقع پر کہ رات کو گھر واپس جا کر عیش کریں گے!"

"اچھا دوست تم عیش کرو! عیش.... ہمیں جانے دو! ہم رات بسر کرنے کے لئے کوئی غار تلاش کریں گے!"

"جاؤ.... جاؤ دفع ہو جاؤ! اس وقت نہ چھیڑو! ابھی تو یہاں کچھ بھی نہیں ہوا ایسے موقعوں پر ہماری عورتیں بڑا شاندار ناچ ناچتی ہیں! ہم سب ناچتے ہیں! تم جاؤ.... دفع ہو جاؤ....!"

وہ بڑی موج میں تھا! اس نے کھڑے ہو کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا مضحکہ اڑایا۔ بہکا ہوا مجمع بھی ان پر آوازیں کسنے لگا!.... بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ڈرپوکوں کو مار ڈالا جائے....

لیکن شہباز نے کہا! نہیں.... یہ جو کچھ بھی کرتے ہیں کرنے دو! کیونکہ یہ ہمارے محسن ہیں!"

عمران نے اپنے ساتھیوں کو اس نئے اندیشے سے مطلع کیا اور وہ بھی اس سے متفق ہو گئے!

پھر انہوں نے وہاں سے ہٹ کر چلنے کی تیاری شروع کر دی! لڑکیوں کو شہباز کے مکان سے نکالا گیا! تینوں یوریشین لڑکیاں چیختی چلاتی رہیں!.... جب وہ جا رہے تھے تو شہباز پھر دوڑتا ہوا عمران کے پاس آیا....!

"تمہیں وہم ہو گیا ہے.... پیارے بھائی! آؤ ہمارے ساتھ عیش کرو!"

"عیش سے ہمیں نفرت ہے۔ ہم تو تکلیف و مصائب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

"اچھا! میں دو آدمی تمہارے ساتھ کر رہا ہوں! یہ تمہیں ایسی غاروں میں لے جائیں گے جہاں تم جیسے وہی لوگ چین سے رات بسر کر سکیں!...."

کچھ دیر بعد وہ حقیقتاً ایسے ہی کشادہ قسم کے غاروں میں پہنچ گئے جہاں بہت اطمینان سے رات بسر کر سکتے تھے! یہ بستی سے زیادہ دور نہیں تھے!

عمران غار کے دہانے پر آ بیٹھا! وہ سچ مچ اپنے اس اندیشے کے متعلق یقین رکھتا کہ ایسا ضرور ہو گا اور یہ اندیشہ غلط نہیں نکلا! کچھ ہی دیر بعد ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہوائی جہاز کی ہلکی سی آواز آئی اور پھر یہ آواز قریب آتی گئی!

"بمباری ضرور ہو گی!" عمران مڑ کر اپنے ماتحتوں سے بولا! جو قریب ہی تھے قبل اس کے کہ وہ کچھ جواب دیتے دو دھماکے سنائی دیئے اور پھر تو پے در پے دھماکوں کی آوازیں آنے لگیں!....

"عمران....!" جولیا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی! "یہ کس جہنم میں گھسیٹ لائے ہو تم!.... میرا خیال ہے کہ تمہاری شیطانی عقل تنہا بھی یہ کارنامہ انجام دے سکتی تھی!"

"ارے اس ایکس ٹو کے بچے سے خدا سمجھے!" عمران اپنے سر پر دو ہتھڑ یاں مارتا ہوا بولا!

بمباری اب بھی جاری تھی اور وہ بے شمار بھاگتے ہوئے آدمیوں کا شور سن رہے تھے! شور قریب بڑھتا آرہا تھا! غالباً بستی والوں نے بھی انہیں غاروں کا رخ کیا تھا! عمران اور اسکے ساتھی دہانے سے پیچھے ہٹ گئے! لوگ گرتے پڑتے غاروں میں گھس رہے تھے! اگر عمران کے ساتھیوں نے پہلے ہی سے مشعلیں نہ روشن کر رکھی ہوتیں تو شاید وہ ان بھاگنے والوں کی بدحواسی کا شکار ہو گئے ہوتے!

"خاموشی سے خاموشی سے!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!

قرب و جوار کے سارے غاروں میں بستی والے شور مچاتے ہوئے گھس رہے تھے! اسی شور میں عمران نے شہباز کی آوازیں سنیں، جو باہر صف شکن کو پکارتا پھر رہا تھا! عمران بھیڑ ہٹاتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھا! پھر اس نے شہباز کو آواز دی اور وہ تیر کی طرح اس کی طرف آیا!...

"او.... صف شکن.... میرے دوست.... میرے بھائی!...." وہ عمران سے لپٹ کر اسے بھینچتا ہوا بولا!" تیری نظریں وہ بھی دیکھ لیتی ہیں جس پر غیب کے پردے پڑے ہوئے ہیں!"

"تم سے بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا!.... پتہ نہیں اس وقت کتنے آدمی تمہارے اس جشن کی بھینٹ چڑھ گئے ہوں گے--!"

"میں کیا کرتا! سنجیدہ خان کے بیٹے! بستی والے خود ہی جشن منانا چاہتے تھے!"

"تم انہیں روک سکتے تھے!"

"اب میں کبھی تمہاری ہنسی نہیں اڑاؤں گا!" شہباز بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "تم بہت عقل مند ہو!"

طیارہ ابھی تک بستی پر منڈلا رہا تھا مگر شاید بموں کا اسٹاک ختم ہو گیا تھا! وہ کچھ دیر تک فضا میں چنگھاڑتا رہا.... پھر اس کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی!

"شہباز!" دفعتاً ایک بوڑھے نے ہاتھ ہلا کر غصیلے لہجے میں کہا" ہماری تباہی کا باعث یہی شخص ہے!"

"نہیں....! اپنی آواز میری آواز سے اونچی کرنے کی کوشش نہ کرو! اپنی تباہی کا باعث ہم خود ہی بنے ہیں! اگر ہم یہ جشن نہ کرتے! یا اسی وقت اس کا کہنا مان لیتے جب اس نے غاروں میں گھسنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی.... کیا ہم سب نے اس کا مضحکہ نہیں اڑایا تھا!" بوڑھے نے خاموش ہو کر دوسری طرف منہ پھیر لیا!

۱۷

دوسری صبح بستی والوں کے لئے بڑی اندوہناک تھی شاید ہی وہاں کوئی ایسا مکان رہا ہو جسے

پچھلی رات بمباری سے نقصان نہ پہنچا ہو اور چاروں طرف عورتوں بچوں اور مردوں کی لاشیں پڑیں نظر آرہی تھیں!

اب عمران صرف اس آدمی کے متعلق سوچ رہا تھا جسے یہ لوگ غار والے کے نام سے یاد کرتے تھے! ان کے بیان کے مطابق وہ صرف ایک فقیر تھا اور آہستہ آہستہ اس نے سارے شکرال پر سکہ جما لیا تھا!....

عمران نے کوشش شروع کی کہ شہباز کو جلد سے جلد اس بستی کی طرف کوچ کر دینے کے لئے آمادہ کرلے جہاں اس پراسرار آدمی کا قیام تھا!

شہباز نے کہا!" میں خود بھی اب بہت بے چین ہوں! لیکن یہ تو سوچو کہ اگر انہوں نے پھر ہماری عدم موجودگی میں بستی پر دھاوا بول دیا تو اس بار ساری عورتیں اور سارے بچے فنا ہو جائیں گے!"

"پھر....!" عمران نے سوال کیا!

"میں نے دوسری بستیوں سے کچھ ایسے آدمی منگوائے ہیں! جو یہاں رہ کر صرف عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں! اور پھر اس بستی کا ایک ایک مرد تمہارا ساتھ دے گا!"

عمران خاموش ہو گیا! اس کے ساتھی بھی یہی چاہتے تھے کہ جلد سے جلد اس مسئلے کا تصفیہ ہو جائے پھر خواہ وہ زندہ رہیں یا مر جائیں! امید و بیم کی کش مکش ان کے لئے سوہانِ روح ہو رہی تھی!

سہ پہر تک مختلف بستیوں سے تقریباً تین سو آدمی آگئے! اور جب انہوں نے عورتوں اور بچوں کی لاشیں دیکھیں تو انہیں سنبھالنا دشوار ہو گیا! انکا اصرار تھا کہ وہ بھی اس مہم میں ان کے شریک ہو کر ان عورتوں اور بچوں کا انتقام لیں گے! شہباز انہیں بدقت تمام اس سے باز رکھ سکا! بہر حال انہوں نے قسمیں کھالیں کہ وہ آخری سانسوں تک بستی کی حفاظت کریں گے!

پھر ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر ایک بار پھر زمین لرزنے لگی! تقریباً ڈھائی سو گھوڑے اپنی طوفانی رفتار سے اسے متزلزل کر رہے تھے!

شائد انہوں نے بمشکل تمام پانچ یا چھ میل کی مسافت طے کی ہو گی کہ انہیں پھر طیارے کی گرج سنائی دی۔ عمران اور شہباز کے گھوڑے سب سے آگے جا رہے تھے۔

"وہ پھر آرہا ہے!...." شہباز دانت پیس کر بولا!" اور یہاں چٹیل میدان میں کہیں سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملے گی!" دفعتاً عمران رکابوں پر کھڑا ہو گیا!.... شانے سے رائفل

اتاری! گھوڑے کی باگ اس نے چھوڑ دی تھی اور دونوں ہاتھوں سے رائفل تھامے ہوئے آواز کی سمت دیکھ رہا تھا!... دفعتاً کچھ دور پر طیارہ سفید بادلوں کے نیچے دکھائی دیا! عمران نے نشانہ لیا اور فائر کر دیا اور پھر وہ میگزین لگے ہوئے رائفل سے پے در پے فائر کرتا ہی رہا!... گھوڑا اسی رفتار سے دوڑ رہا تھا اور عمران رکابوں پر کھڑا فائر کر رہا تھا!

اچانک طیارے کے پچھلے حصے سے بھورے دھوئیں کی لکیر نکلنے لگی!

"راستہ کاٹو... راستہ کاٹو...!" عمران چیخا! "میں نے اسے مار لیا ہے!" شہباز نے بائیں جانب اپنا گھوڑا موڑ دیا اور پھر سب کا رخ ادھر ہی ہو گیا! البتہ عمران کا گھوڑا اسی سمت دوڑا جا رہا تھا!

طیارہ اپنے اگلے حصے کے بل نیچے کی طرف آ رہا تھا! عمران نے زین پر بیٹھتے ہوئے گھوڑے کو ایڑ لگائی وہ اور تیزی سے دوڑنے لگا!

پھر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور دور دور تک آگ پھیل گئی پتھریلی زمین سے ٹکرا کر طیارہ پاش پاش ہو چکا تھا! نہ جانے کتنے گھوڑے اس خوفناک دھماکے سے بدکے اور نہ جانے کتنے سوار نیچے گر کر روندے گئے! عمران بھی شاید موت کے منہ میں پہنچ گیا ہوتا لیکن اس نے بڑی پھرتی سے خود کو سنبھالا اور گھوڑے کو بے قابو نہ ہونے دیا! بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ شکرالیوں ہی کی طرح گھوڑے کی پیٹھ پر زندگی بسر کرتا آیا ہو!

اب اس نے اپنا گھوڑا اسی طرف موڑ لیا جدھر دوسرے جا رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں جا لیا وہ آہستہ آہستہ کتراتے ہوئے پھر اصل راہ پر آ رہے تھے!... عمران کو دیکھ کر انہوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔

"میں تیری پیشانی پر تین بار بوسہ دیتا ہوں.... صف شکن!" شہباز چیخا "کاش تو میرے باپ کا بیٹا ہوتا....!"

"میں اپنے ہی باپ کا بیٹا ہو کر پچھتا رہا ہوں!"

گھوڑے دوڑتے رہے!.... ٹاپوں کی آواز سے پتھریلا میدان گونجتا رہا! اب پھر عمران نے پیشین گوئی کی اور شہباز نے اسے اسی طرح سنا جیسے وہ بات آسمان سے اترے ہوئے کسی فرشتے نے کہی ہو! اس نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ راستے ہی میں دشمن سے مڈ بھیڑ ہو جائے کیونکہ طیارے کے ٹوٹنے کی آواز دور تک پھیلی ہو گی!

اس کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد ہی مخالف سمت سے بے شمار سوار آتے ہوئے نظر آئے!

اور پھر دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی! دونوں ہی طرف کے کئی آدمی گھوڑوں سے

گرے لیکن گھوڑوں کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا! ایک بار پھر وہی پچھلے دن کی سی جنگ مغلوبہ کا منظر دکھائی دیا۔ قریب ہوتے ہی فریقین نے خنجر کھینچ لئے اور عمران کے فوجیوں نے کلہاڑیاں سنبھال لیں، یہ پورا دستہ پچھلی جنگ عظیم میں افریقہ کے محاذ پر لڑ چکا تھا اور اس نے وہاں خاص طور پر زولو طریقہ جنگ کی ٹریننگ لی تھی!

عین ہنگام جنگ میں عمران نے شہباز کی آواز سنی، جو کہہ رہا تھا! "میں نے تجھے دیکھ لیا ہے! او چھچھورے فقیر....!"

لیکن شہباز اسے نظر نہیں آیا! اس کے دونوں ہاتھوں میں خنجر تھے اور اس نے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی تھی! اس کے ساتھی اسے گھیرے ہوئے تھے دفعتاً اس کی نظر ایک طویل قامت آدمی پر پڑی جس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور سر کے بڑے بڑے بال الجھے ہوئے تھے! آنکھیں سرخ تھیں اسکے جسم پر شکرالیوں ہی جیسا لباس تھا! لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں وہ شکرالیوں سے بہت زیادہ مختلف معلوم ہو رہا تھا! عمران اس تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا! اب اس نے شہباز کو بھی دیکھا! جو حقیقتاً اس آدمی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا! عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں شہباز چھوٹتے ہی اسے ختم نہ کر دے۔ وہ اسے ہرگز نہ پسند کرتا۔ اگر ان سازشوں کا سرغنہ وہ تھا تو اسے زندہ پکڑنا ہی زیادہ مفید ثابت ہوتا! شہباز عمران سے قبل ہی اس تک پہنچ گیا اس نے اس پر خنجر سے وار کیا! لیکن طویل قامت سوار نے جھکائی دے کر اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا! پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگی ہوں!

"خبردار!" عمران دھاڑتا ہوا اس کی طرف جھپٹا! اتنی دیر میں خود شہباز ہی نے کلائی چھڑالی تھی! لیکن خنجر اب اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ شہباز نے گھوڑے کی پشت سے اس پر چھلانگ لگائی! لیکن عمران اس کا حشر نہیں دیکھ سکا! ویسے اس نے اسے گھوڑے سے زمین پر گرتے ضرور دیکھا تھا! کیونکہ اس کے چھلانگ لگاتے ہی دراز قد سوار نے بڑی پھرتی سے اپنا گھوڑا پیچھے ہٹا لیا تھا!

عمران کو اس تک پہنچنے میں دشواری پیش آ رہی تھی کیونکہ اسے بھی اس کے ساتھی گھیرے ہوئے تھے! لیکن وہ جگہ بنانے کی کوشش کرتا ہی رہا! اب تک وہ نصف درجن دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا! دفعتاً عمران نے تیر بردار فوجیوں کو آواز دی ان میں سے پانچ فوراً ہی اس کی مدد کو پہنچ گئے!

"راستہ صاف کرو!" عمران نے کہا! "اس داڑھی والے لمبے آدمی کو زندہ گرفتار کرنا ہے!"

فوجی کلہاڑیاں چلاتے ہوئے آگے بڑھے! دشمنوں پر ان کی کافی دھاک بیٹھ گئی تھی! ان میں پچھلے والے معرکے سے بھاگے ہوئے لوگ بھی تھے انہیں ان خوفناک کلہاڑیوں کا اچھی طرح

تجربہ ہو چکا تھا! وہ کائی کی طرح پھٹنے لگے!.....

دفعتاً اس لمبے آدمی کی نظر عمران پر پڑی اور ایک لحظہ کے لئے ایسا معلوم ہوا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو! اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو للکارا کہ وہ کلہاڑیاں چلانے والوں کو پیچھے دھکیل دیں ساتھ ہی اس نے ریوالور سے عمران پر فائر کیا! عمران غافل نہیں تھا!..... اس لئے ظاہر ہے کہ کسی دوسرے ہی کے گھوڑے کی زین خالی ہوئی ہو گی!.... پھر اس نے پے در پے کئی فائر عمران پر کئے لیکن کامیاب نہ ہو سکا... کلہاڑیاں چلانے والے عمران کے لئے راستہ بنا رہے تھے!

دراز قد سوار نے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور ایک بار پھر بڑے زور و شور سے جنگ شروع ہو گئی! عمران شہباز کے متعلق بھی سوچ رہا تھا! پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہوا ہو!.... بہر حال اس کے خیال کے مطابق وہ بری طرح کچلا گیا ہو گا!

جنگ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی! اب تک تیر بردار فوجیوں میں سے تین ہلاک ہو چکے تھے!.... لیکن اس کے باوجود بھی ان کے جوش و خروش میں کمی نہیں واقع ہوئی تھی بلکہ وہ اب پہلے سے بھی تیزی سے حملے کر رہے تھے۔ دوسری طرف دراز قد سوار کے آدمی بھی اس کی حفاظت کے لئے جانوں پر کھیل رہے تھے!.... جیسے ہی ایک گرتا دوسرا اس کی جگہ لے لیتا!

عمران نے اپنا گھوڑا پیچھے ہٹایا!.... اب وہ دراصل ڈینی کی تلاش میں تھا!

کچھ دیر بعد وہ اسے مل گیا! لیکن اس حال میں کہ وہ تنہا کئی دشمنوں میں گھر گیا تھا! اور اسکے ہاتھ سست پڑتے جا رہے تھے! شاید وہ زخمی بھی تھا!

عمران نے چھوٹتے ہی ان لوگوں پر حملہ کر دیا!.... پہلے ہی ہلے میں دو گرے.... عمران کو دیکھتے ہی ڈینی نے پھر سنبھالا لیا!.... پھر تین منٹ کے اندر ہی اندر وہ دونوں وہاں تنہا رہ گئے!

”میں شکریہ ادا کرتا ہوں ماسٹر عمران! دراصل خنجر بازی میری لائن کی چیز نہیں ہے!“ اس نے کہا! ”پرواہ مت کرو ڈینی! تم ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دے رہے ہو! اگر تم نے یہ معرکہ سر کر لیا تو زندگی بھر اپنے اس کارنامے پر فخر کرو گے--! ہاں دیکھو!.... اس وقت بھی تمہارے پاس وہ جال موجود ہے یا نہیں جو تم ہمیشہ رکھتے ہو!“

”ہے.... ماسٹر.... کیوں۔“

”مجھے اس کی ضرورت ہے اور ڈینی.... اگر اب تم الگ ہٹ کر تھوڑی دیر ستا لو تو بہتر ہے!“

”نہیں ماسٹر میں اب اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں!“ ڈینی ہنس کر بولا! اور زین سے لٹکے ہوئے شکار کے تھیلے سے جال نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

”شکریہ ڈینی!....“ عمران نے جال لے کر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور لڑنے والوں سے دور بھاگتا چلا گیا بلکہ اسی انداز میں جیسے گھوڑا بھڑک کر بے قابو ہو گیا ہو! اس کے ساتھیوں نے اسے حیرت سے دیکھا! لیکن ان کے لئے ناممکن تھا کہ وہ اس کی مدد کے لئے مجمع سے نکلتے! البتہ ڈینی نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر رک گیا! اگر عمران نے اس سے جال نہ مانگا ہوتا تو شاید وہ اس کی مدد کے لئے دوڑ ہی پڑتا! لیکن اب اسے سوچنے کے لئے رکنا ہی پڑا یہ پراسرار آدمی آج تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا!

دفعتاً اس نے ایک دراز قد سوار کو مجمع سے نکل عمران کے پیچھے پیچھے جاتے دیکھا! یہ ان شکرالیوں میں سے نہیں تھا! جو ڈینی کے ساتھ آئے تھے اس کا حلیہ عجیب تھا! بے ترتیبی سے بڑھی ہوئی گنجان داڑھی۔ اور سر پر بالوں کا جھنکاڑ....!

ڈینی نے بے تحاشہ اپنا گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا! اس نے سوچا کہیں یہ وہی پراسرار فقیر نہ ہو جس کے لئے اتنا کشت و خون ہو رہا ہے!

تینوں گھوڑے کافی فاصلہ سے دوڑتے رہے! پھر دفعتاً ڈینی نے عمران کو پلٹتے دیکھا!.... دراز قد آدمی نے عمران پر فائر کیا لیکن ڈینی اس فائر کا انجام نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ اپنے ہولسٹر سے ریوالور کھینچنے لگا تھا! اس نے دراز قد آدمی پر فائر کیا! لیکن آواز ہی نہ ہوئی! اس کا ریوالور خالی ہو چکا تھا! پھر جتنی دیر میں ریوالور کے چیمبر بھرتا.... عمران نے دراز قد سوار کے پانچ یا چھ فائر خالی دے کر اس پر جال پھینکا! مگر دراز قد آدمی کا گھوڑا بڑی پھرتی سے اسے بچا لے گیا عمران نے پھر جال مارا لیکن شائد دراز قد آدمی کا گھوڑا بھڑک ہی گیا تھا!

”ڈینی....!“ عمران چیخا! ”تم اپنے آدمیوں کے ساتھ رہو! میں اس سے نپٹ لوں گا--؟ اور پھر اس کا گھوڑا دراز قد سوار کے بھڑکے ہوئے گھوڑے کے پیچھے دوڑتا چلا گیا....

۱۸

جنگ کا فیصلہ ہونے میں دیر نہیں لگی! کیونکہ جس کی پراسرار قوتوں سے ڈر کر وہ شہباز کی بستی والوں سے لڑ رہے تھے وہ خود ہی بھاگ نکلا تھا! اس کے بھاگنے کے بعد ہی ان کے پاؤں بھی اکھڑ گئے!

وہ ان بھگوڑوں کو چن چن کر قتل کرتے رہے! اور انکا تعاقب جاری رہا! ڈینی بھی پلٹ کر انہیں میں آملا تھا! عمران کے حکم سے سرتابی کرنا اس کے بس سے باہر تھا! ویسے اس کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ اسے تنہا نہ چھوڑے!

اس نے شہباز کو دیکھا جس کا چہرہ حد درجہ خوفناک نظر آرہا تھا اور شائد اس کی پیشانی زخمی تھی جس سے خون بہہ بہہ کر سارے چہرے پر پھیل گیا تھا اور شائد اس کا بایاں ہاتھ بھی بیکار تھا! کیونکہ اس نے گھوڑے کی لگام دانتوں سے پکڑ رکھی تھی۔ داہنے ہاتھ میں خنجر تھا جس کی پیاس بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی.... وہ بار بار اٹھتا اور بھاگتے ہوئے آدمیوں کا لہو چاٹ کر دوسری بار کے لئے پھر تیار ہو جاتا!

صفدر نے چوہان سے کہا جو بہت زیادہ زخمی تھا!" پتہ نہیں یہ گروگھنٹال کدھر نکل گیا۔ اب میں ان لوگوں کو کس طرح روکوں! یہ تو ہوش ہی میں نہیں معلوم ہوتے۔"

"بس کچھ نہیں! اسی طرح بھاگتے رہو! کہیں نہ کہیں موت ہمیں بھی آدبوچے گی! خاور اور صدیقی کو میں نے اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا ہے!"

"کیا وہ.... کام آگئے" .... صفدر تقریباً چیخ پڑا!

"ہاں" چوہان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! اور خاموش ہو گیا۔

صفدر کچھ دیر تک خاموش رہ کر بولا "لیکن ان تمام پریشانیوں کے باوجود بھی میں عمران کے لئے برے خیال نہیں رکھتا! میرے خدا وہ کتنا بے جگر آدمی ہے!"

"عمران کے لئے کوئی بھی برے خیالات نہیں رکھتا!" چوہان بولا! "وہ نہ جانے کیا ہے! کس مٹی سے بنا ہے! بعض اوقات تو میں سوچنے لگتا ہوں کہ کہیں وہ شکرال ہی کی مٹی سے نہ بنا ہو!.... وہ بہت عظیم ہے صفدر! اس نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ کسی کے بس کا کام نہیں تھا!"

دفعتاً انہوں نے دیکھا کہ بھاگنے والے اپنی ٹوپیاں اتار اتار کر پھینک رہے ہیں اور ان کے گھوڑوں کی رفتار سست ہوتی جا رہی ہے!.... پھر وہ رک ہی گئے شہباز کے آدمیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا!.... وہ دونوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر کچھ کہہ رہے تھے! جیسے ہی وہ خاموش ہوئے گھوڑے کی لگام شہباز کے دانتوں سے چھوٹ پڑی اور وہ چنگھاڑنے لگا!

صفدر کی مدد سے چوہان معلوم کر سکا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا!

"نہیں تمہیں امان نہیں دی جائیگی! تم ظالم ہو.... تم نے وہ کیا ہے جو شکرال میں کبھی نہیں ہوا.... جاؤ ہماری بستی میں دیکھو.... تمہیں بیشمار بچوں اور عورتوں کی لاشیں ملیں گی!.... کیا تمہیں اپنی مائیں یاد نہیں.... بلاؤ اس خنذیر کی اولاد کو ہمارے لئے کوئی نئی آسمانی بلا بھیجے تاکہ تم محفوظ رہو! وہ کہاں گیا!"

اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا!" انہیں اتنی بیدردی سے قتل کرو کہ ان کی روحیں قیامت تک چیختی کراہتی پھریں....!"

پھر عمران کے ساتھیوں نے ایک دل ہلا دینے والا منظر دیکھا! ان کے ہاتھ تو اب رک گئے تھے! مرنے والے چیخ رہے تھے.... بلبلا رہے تھے، رو رہے تھے.... لیکن انہیں قتل کرنے والوں کے ہاتھ کسی طرح نہ رکے.... اور پھر انہوں نے ان کی لاشیں بھی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالیں۔ تنویر وغیرہ کو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ زندگی کی آخری حدوں پر کھڑے سامنے پھیلی ہوئی بیکراں تاریکی میں اپنے لئے جگہ تلاش کر رہے ہوں!

حالانکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا! مگر انہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے یہ دنیا کا آخری دن ہو! زمین کسی سیارے سے ٹکرا گئی ہو۔ سورج کے پرخچے اڑ گئے ہوں!.... شکرالی وحشی بھی گھوڑوں پر دم بخود بیٹھے اپنی ہمیشہ اداس رہنے والی آنکھوں سے کچلی ہوئی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ اور پھر یک بیک ہوا تیز ہو گئی۔

۱۹

عمران دراز قد آدمی کا تعاقب کر رہا تھا! مگر چونکہ اس کا گھوڑا بے قابو ہو کر بھاگ رہا تھا اس لئے اسے پالینا آسان کام نہیں تھا!.... دراز قد آدمی گھوڑے کی گردن سے چمٹا ہوا تھا ورنہ اب تک شائد اس کی ہڈیاں سرمہ ہو چکی ہوتیں پھر بھی گھوڑے کی یہی کوشش تھی وہ کسی طرح اسے اپنی پیٹھ پر سے اچھال دے!

لیکن عمران کا اندازہ تھا کہ گھوڑا اپنے کسی جانے پہچانے ہی راستے پر دوڑ رہا ہے!.... وہ خاموشی سے تعاقب کرتا رہا! پہلے تو اس نے سوچا تھا کہ اس گھوڑے ہی کو ہلاک کر دے، لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر دیا! کیونکہ اس طرح شاید وہ سوار کو زندہ نہ پا سکتا!

یہ تعاقب تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا اور پھر سورج مغربی افق میں جھکنے لگا!.... دفعتاً عمران نے درز قد آدمی کے گھوڑے کو ایک دراڑ میں گھستے دیکھا! عمران پہلے تو ہچکچایا! لیکن جب اس کے کانوں میں دوسرے گھوڑے کی ٹاپوں کی آوازیں برابر آتی رہیں تو اس نے بھی بے خوف ہو کر اپنا گھوڑا اسی دراڑ میں ڈال دیا!.... یہاں بہت کم روشنی تھی! اور وہ اپنے گھوڑے کو دوسرے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کے سہارے ہی آگے بڑھا رہا تھا!

پھر اسے یک بیک زیادہ روشنی نظر آئی! یہ دراڑ کے دوسرے سرے سے آرہی تھی۔ جس سے اگلا گھوڑا دوسری طرف نکل گیا تھا!

یہ ایک کافی کشادہ جگہ تھی! اور چاروں طرف اونچی اونچی چٹانوں سے اس طرح گھری ہوئی تھی کہ ان چٹانوں پر پہلی نظر میں دیواروں کا دھوکا ہوتا تھا!

گھوڑا رک گیا اور دراز قد آدمی نے اس پر سے کودتے وقت پے در پے تین فائر کئے!....

اس وقت تو عمران کی تقدیر ہی یاور تھی ورنہ وہ ڈھیر ہی ہو گیا تھا! پہلے فائر پر وہ غفلت سے چونکا تھا! اور بقیہ دو فائر اس نے اپنی کوشش سے بچائے پھر اس نے اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگائی۔

دراز قد آدمی کا ریوالور شائد خالی ہو چکا تھا اس نے عمران پر وہی کھینچ مارا اور پھر وہ دونوں بھڑ گئے! دفعتاً بائیں جانب سے کسی عورت نے کہا! "یہ کیا ہو رہا ہے! یہ کون ہے۔"

اور عمران نے اس کی آواز پہچان لی! وہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی!

"یہ فیصلہ ہو رہا ہے۔ تھریسیا ڈارلنگ!" عمران نے دراز قد آدمی سے گتھے ہوئے کہا! "اور یہ تمہارے اسی پرانے خادم عمران کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے!" پھر سناٹا چھا گیا اور وہ جانوروں کی طرح لڑتے رہے!

دفعتاً دراز قد آدمی چیخا! "تم کیا کر رہی ہو سور کی بچی! اس پر فائر کیوں نہیں کرتیں....!"

"عورتوں کا ہاتھ عمران پر کبھی نہیں اٹھ سکتا الفانسے ڈیئر....!" عمران نے اس کے پیٹ پر گھٹنا مارتے ہوئے کہا! اور پھر تھریسیا کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی "الفانسے" ذلیل کتے! تیری یہ مجال کہ تھریسیا کی شان میں گستاخی کرے!"

"تھریسیا کی بچی ہوش میں آ.... یہ وقت جھگڑے کا نہیں ہے!" الفانسے دہاڑا.... شاید اسی وقت عمران نے پھر اسے رگڑا دیا تھا، وہ بری طرح کراہا!

"خاموش کتے! تھریسیا کا غصہ تجھے خاک میں ملا دے گا!"

اس کے جواب میں الفانسے نے اسے ایک گندی سی گالی دی!

"میں تیرا منہ توڑ دوں گا الفانسے کیونکہ تو میرے سامنے تھریسیا کی توہین کر رہا ہے!"

تھریسیا اب سامنے آ گئی تھی اور عمران کو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی جیسے بیداری کی حالت میں کوئی خواب نظر آ گیا ہو!

ایک بار الفانسے عمران کی گرفت سے نکل کر تھریسیا کی طرف جھپٹا! اسی وقت عمران نے ایک پتھر سے ٹھوکر کھائی! لیکن جتنی دیر میں وہ سنبھلتا الفانسے تھریسیا کو اٹھا کر سر سے بلند کر چکا تھا! تھریسیا کی چیخ چٹانوں میں گونج اٹھی! لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں عمران کے بازوؤں میں تھی! اسے اپنے ہاتھوں پر روکتے وقت عمران کے گھٹنے زمین سے جا لگے اور ان میں چوٹیں بھی آئیں! اس نے تھریسیا کو بہت آہستگی سے ایک طرف اتار دیا!.... اور پھر الفانسے کی طرف جھپٹا، جو زمین سے اپنی رائفل اٹھانے کے لئے جھکا تھا! عمران کے قریب پہنچنے سے قبل ہی وہ پلٹ

پڑا.... پھر اگر عمران سنبھل کر ہٹ نہ گیا ہوتا تو لٹھ کی طرح چلائی جانے والی رائفل اس کے سر ہی پر پڑی ہوتی--! عمران دوسرے حملے کا منتظر تھا!.... تھریسیا مضطربانہ انداز سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی! "میں تم سے ریڈ اسکوائر کاغذات کے ساتھ والی مہر طلب کرتا ہوں!" عمران پر وقار لہجے میں بولا!

"ضرور.... ضرور!" الفانسے سر ہلا کر بولا! "تمہیں یہاں تمہاری موت ہی لائی ہے!.... یہ بھی یاد رکھنے کے لئے ایک عبرتناک واقعہ ہوگا.... کہ تم مرنے کے لئے اتنی دور آئے تھے!" الفانسے نے رائفل پھینک کر خنجر کھینچ لیا!

"آؤ! آؤ...." عمران سر ہلا کر بولا! "میں تمہیں اس طرح ماروں گا جیسے تم نے ابھی تھریسیا کے لئے کوشش کی تھی!"

الفانسے جھپٹ پڑا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے منہ سے ایک طویل کراہ نکلی تھریسیا بس اتنا ہی دیکھ سکی تھی کہ اس کا خنجر والا ہاتھ عمران کی گرفت میں آ گیا تھا لیکن پھر اسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ الفانسے منہ کے بل کس طرح گر پڑا تھا!

اور اب عمران کا ایک پیر اس کی گردن پر تھا! اور خنجر والا ہاتھ اس طرح مروڑا جا رہا تھا کہ الفانسے کی چیخیں نکل پڑی تھیں! "مہر کہاں ہے!" عمران دہاڑا۔

"نہیں بتاؤں گا!...."

"تم کس ملک کے لئے کام کر رہے تھے!"

"نہیں بتاؤں گا!...."

"اچھا!" عمران نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور خنجر دور جا پڑا....

"تھریسیا تو دیکھ رہی ہے!" الفانسے دہاڑا!

"ہاں! تھریسیا پر سکون آواز میں بولی" میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ یہ اتنی دور سے مرنے آیا تھا! مگر جھوٹا اور شیخی خور الفانسے اس کے پیروں کے نیچے دم توڑے جا رہا ہے.... ہاں! میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ جس نے کچھ دیر پہلے ایک عورت کو زمین پر پٹخنے کے لئے سر سے بلند کیا تھا وہ اب بے بس کیچوے کی طرح لہریں لے رہا ہے.... عمران تم نے ابھی کیا کہا تھا! اپنا کام جلد ختم کرو!.... میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی! مہر بھی میرے ہی پاس ہے....!"

الفانسے پھر تھریسیا کو گالیاں دینے لگا!

عمران جھکا! اور الفانسے کی گردن دبائے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کرنے لگا! الفانسے اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے مچل رہا تھا! لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا! عمران نے

اسے سر سے اونچا اٹھا کر زمین پر دے مارا! اس کی آخری چیخ ایسی ہی تھی جیسے ہزار ہا آدمی بیک وقت چیخے ہوں!

تھریسیا نے قہقہہ لگایا اور عمران کی طرف جھپٹتی ہوئی بولی! "تمہیں یاد ہے.... تم نے ایک رات مجھ سے رمبا ناچنے کی درخواست کی تھی.... آؤ ہم رمبا ناچیں!" اور وہ زبردستی عمران سمیت رمبا ناچنے کی پوزیشن میں آگئی! پھر وہ گانے لگی اور جو کچھ بھی وہ گا رہی تھی اس کی دھن پر وہ ناچتے رہے.... تھریسیا کئی بار الفانسے کی لاش پر بھی چڑھ گئی!

"آج میری نجات کا دن ہے!" وہ کہہ رہی تھی! "میں بہت خوش ہوں.... بہت خوش ہوں عمران.... ایک ایسے آدمی سے مجھے نجات ملی ہے جس سے میں بے حد نفرت کرتی تھی!" اور پھر اس نے اسے بتایا کہ وہ کس ملک کے لئے کام کر رہا تھا! وہ اسے ایک غار میں لے آئی.... وہ مہر اسے دی جس کے لئے عرصہ تک وہ ان لوگوں سے الجھا رہا تھا! اور وہ کاغذات اس کے سپرد کئے جن سے یہ ثابت ہو سکتا تھا کہ الفانسے کس ملک کے لئے کام کر رہا تھا!

"اب تم مجھے گولی بھی مار دو تو مجھے پرواہ نہیں ہو گی!" تھریسیا نے کہا! میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ میں زندگی ہی میں کسی طرح اس سے پیچھا چھڑا سکوں!"

"تم نے ہی اسے کیوں نہیں مار ڈالا تھا!" عمران نے پوچھا!

"میں ایسا نہیں کر سکتی تھی! میں اس روایتی تنظیم کی پابند تھی!"

ٹھیک اسی وقت شہباز اور اس کے ساتھی غار میں داخل ہوئے اور عمران چیخا! "مل گئی.... وہ لڑکی مل گئی.... جس کے لئے.... میں نے اتنی تکلیف اٹھائی تھی!"

"کیا مطلب!" شہباز اسے گھورنے لگا!

"یہ لڑکی میرے سرکس میں کام کرتی تھی! ایک فرنگی اسے زبردستی اٹھا لایا تھا! مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسے شکرال میں لے آیا ہے.... اور یہی وجہ ہے کہ تم مجھے یہاں دیکھ رہے ہو!

"سنجیدہ خان کے بیٹے!" شہباز غرایا! "پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا! اوہ.... مگر خیر اسے ہٹاؤ.... میں اس سور کی لاش دیکھ چکا ہوں.... تم میرے بھائی ہو! میری ماں کے لعل!"

۲۰

واقعات ایک بھیانک خواب کی طرح ان کے ذہنوں پر مسلط رہے اور وہ کئی دنوں تک بالکل اسی طرح چلتے رہے جیسے اس میں ان کے ارادے کو دخل نہ ہو....! البتہ شکرالیوں کے متعلق اندازہ کرنا مشکل تھا کہ ان پر ان حالات کا ذہنی رد عمل کیا ہوا تھا! عمران اور اسکے ماتحتوں کے

علاوہ اور کوئی بھی غار والے کے راز سے واقف نہ ہو سکا! عمران نے الفانسے کی لاش کا راز فاش نہیں کیا تھا! شکرالی اسے وہی فقیر سمجھتے رہے، جو اپنی چالاکی سے ان پر حکمران ہو گیا تھا! شہباز نے اپنے عہد کے مطابق اس کی لاش اسی غار میں پھنکوادی جس میں مردہ مویشی پھینکے جاتے تھے!....

ڈیٹی اور اس کے ساتھی تھریسیا کو وہی لڑکی سمجھتے رہے جس کے حصول کے لئے عمران انہیں اس خطرناک مہم پر لایا تھا!

خاور اور صدیقی بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے! چوہان کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوئی تھی! اس نے انہیں زخمی ہو کر گھوڑوں سے گرتے دیکھا تھا! اور سمجھا تھا کہ شاید وہ کام ہو گئے!

"مگر!.... وہ فقیر....!" جولیا نے عمران سے پوچھا! "کیا الفانسے ہمیشہ سے یہیں رہا تھا!"

"نہیں!" تھریسیا کے بیان کے مطابق یہاں ایک ایسے فقیر کا وجود تھا جس نے بھیک مانگتے مانگتے اپنی حکومت ہی قائم کر ڈالی تھی! الفانسے یہاں آیا۔ اور اس فقیر کو قتل کر کے خود اس کی جگہ لے لی! مقصد صرف یہی تھا کہ وہ شکرال کو ہمارے ملک کے خلاف سازش کا مرکز بنائے!"

"یہاں سے واپسی کب ہو گی!" جولیا نے کچھ دیر بعد پوچھا!

"اوہ....!" عمران سنجیدہ ہو گیا! "یہاں سے اس وقت تک روانگی نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاور اور صدیقی سفر کے قابل نہ ہو جائیں!"

یہ حقیقت ہے کہ اب عمران بڑی حد تک سنجیدہ ہو گیا تھا! اگر وہ ہنستا بھی تو اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے کوئی بہت بڑا جرم کر رہا ہو! یہ کیفیت تین دن تک رہی! پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن پہلے کی طرح صاف ہوتا گیا!

اسے سب سے زیادہ افسوس بلیک زیرو کے مرنے کا تھا! وہ بڑے کام کا آدمی تھا اور اس کے مستقبل سے بہتیری اچھی توقعات وابستہ تھیں!

تھریسیا نے بتایا کہ وہ بھٹکتا ہوا اسی علاقے میں آنکلا تھا جہاں الفانسے کا اڈہ تھا! الفانسے کے آدمیوں نے اسے پکڑ لیا! اس کے پاس سے ایک ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا تھا جسے اس نے گرفتاری کے وقت ہی پٹخ کر توڑ دیا تھا!

الفانسے نے اسے بڑی اذیتیں دے کر ختم کیا لیکن اس سے ایک لفظ بھی معلوم نہ کر سکا! اس نے جو اپنے ہونٹ بند کئے تو شائد پھر وہ آخری سسکیوں ہی کیلئے کھلے تھے! اسی دوران میں الفانسے کو معلوم ہوا کہ شہباز کچھ اجنبیوں کو اپنے ساتھ بستی میں لایا ہے پھر وہیں سے وہ ہیبت ناک کہانی شروع ہوگئی! الفانسے سمجھتا تھا کہ شائد کسی دوسرے ملک کے جاسوس وہاں قدم جمانا

چاہتے ہیں۔ وہاں عمران کی موجودگی اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھی!.... اور نہ عمران ہی نے کبھی یہ سوچا تھا کہ اس سازش کا سرغنہ الفانسے ہو گا! وہ تو جنگ کے دوران میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا! حالانکہ دونوں ہی میک اپ میں تھے!"

"دوست.... صف شکن! میں زندگی بھر تمہارا احسان یاد رکھوں گا! مگر مجھے اس کا افسوس ہے کہ میں اس بھک منگے کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کر سکا!" شہباز نے ایک دن عمران سے کہا۔

"کیا فرق پڑتا ہے!" عمران سر ہلا کر بولا! "میں خود کو تم سے الگ تو نہیں سمجھتا!"

"کیا تم آئندہ بھی کبھی شکرال آؤ گے!"

"کیوں نہیں.... سردار شہباز مجھے ہمیشہ یاد رہے گا!"

"تم نے مجھ سے چھپایا کیوں تھا کہ تم اسی بھک منگے کیلئے یہاں آئے تھے!"

"تمہیں یقین نہ آتا" عمران سر ہلا کر بولا! "تم یہی سمجھتے کہ تمہیں کسی قسم کا بڑا دھوکا دیا جانے والا ہے.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

شہباز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! "تم ٹھیک کہہ رہے ہو! میں یہی سمجھا کہ وہ غار والا کسی دوسری تدبیر سے مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے....! تم نے جو کچھ بھی کیا بہت اچھا کیا تم عقلمند بھی ہو! اور بہادر بھی میں نے یہ دونوں صفتیں کسی ایک میں آج تک نہیں دیکھیں....!"

ڈینی کے ساتھیوں میں سے صرف پانچ آدمی بچے تھے! اور وہ بھی اپنی زندگیوں سے کچھ بیزار سے معلوم ہوتے تھے!

"ڈینی!" عمران نے اس سے کہا! "ابھی تمہارا کام باقی ہے!"

"کیسا کام ماسٹر!" اس نے اپنی اداس آنکھیں اوپر اٹھائیں!

"وادی شرجیل کے ہیرے!"

"ہیرے....!" ڈینی دیوانوں کی طرح ہنسا اور پھر بولا! "ہیرے آدمی کے لئے بڑی کشش رکھتے ہیں! لیکن جب آدمی کو اپنی زندگی کی بے وقتی کا احساس ہو جائے تو پھر ہیرے کہاں!.... اب میں بھی تمہاری ہی طرح کہا کروں گا کہ دن بھر میں لاتعداد ہیرے میری جوتیوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں!"

"تم جانو! میں تو تیار ہوں!"

"نہیں ماسٹر شکریہ! مجھے اس سفر میں ایک ایسا ہیرا ملا ہے جس کا مقابلہ شائد کوہ نور یا اس سے بھی بڑا کوئی ہیرا نہ کر سکے!"

"اوہو!".... عمران نے حیرت سے کہا! "میں نہیں سمجھا!"

ڈینی نے فوراً ہی جواب نہیں دیا! وہ کچھ سوچنے لگا تھا.... پھر اس نے یک بیک سر اٹھا کر کہا؟

"وہ ہیرا ایک خیال ہے.... جب یہ نیم وحشی لوگ ایک ٹھوکر کھا کر شراب ترک کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں کر سکتا جبکہ ان سے زیادہ مہذب اور ہوشمند ہوں!"

"بڑا اچھا خیال ہے.... ڈینی.... یقیناً ہیرا ہے۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں....!"

"شرابیں بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں ماسٹر اور ان کے نشے بھی مختلف!.... دولت کی ہوس بھی ایک طرح کی شراب ہی ہے جس کا نشہ زندگی کی اصل راہ سے بھٹکا دیتا ہے لیکن اس راہ میں بیشمار ٹھوکریں کھانے کے باوجود بھی نشہ گہرا ہی ہوتا جاتا ہے۔ کیوں ماسٹر! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!"

"نہیں ڈینی تم بہت اونچی باتیں کر رہے ہو!"

ڈینی پھر سر جھکا کر خیالات میں ڈوب گیا!

ایک ہفتے بعد وہ دونوں سفر کے قابل ہو گئے! لڑکیوں کی ذہنی حالت بھی اب اعتدال پر آ گئی تھی! لیکن وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتیں! انہوں نے ایک بار بھی واپس چلنے کے لئے نہیں کہا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب انہیں یہاں سے واپسی کی توقع ہی نہ ہو!

اس دوران میں جولیا پھر نکھر آئی تھی لیکن تھریسیا کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کا چہرہ تاریک ہو جاتا تھریسیا بھی اس سے دور ہی دور رہنے کی کوشش کرتی....!

جس صبح وہ سفر کرنے والے تھے اسی رات کو شہباز اور عمران دیر تک جاگتے رہے انہوں نے بہت سی باتیں کیں!

"صف شکن! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم یہیں رہ جاؤ! میں تم سے بڑی محبت کرنے لگا ہوں!"

"مگر پیارے شہباز.... میری تین بیویاں ہیں! اور اڑھائی درجن بچے! ان کا کیا ہو گا!"

"اوہ.... تو تم نے اس کے متعلق بھی جھوٹ بولا تھا!"

"کیا کرتا! مجھے اس وقت وہی سب کچھ پسند تھا جو تم پسند کرتے تھے!"

"بڑے چالباز ہو....!" شہباز ہنسنے لگا "اور عورت خور بھی!.... تین بیویوں کی موجودگی میں چوتھی کے لئے موت کے منہ میں آ کودے!"

"میں کیا کروں وہ ستار بہت اچھی بجاتی ہے.... اور جب وہ ستار بجانے لگتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ مونگ کے پاپڑ کھاؤں!"

"میں نہیں سمجھا!"

"ابھی نہیں! یہ باتیں اسی وقت سمجھ میں آئیں گی جب تم بھی کسی لڑکی کے لئے موت کے منہ میں کودو گے....!"

"میں اس لڑکی ہی کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا.... ضرغام کا بیٹا اور کسی لڑکی کے لئے موت کے منہ میں کودے....!"

"میرا باپ ساڑھے چار فٹ کا آدمی ہے اس لئے مجھے تو کودنا ہی پڑتا ہے!"

"کیا واقعی وہ ساڑھے چار فٹ کا ہے!"

"ہاں بھئی!"

"تمہیں اسے باپ کہتے وقت شرم نہیں آئی....!"

"اس وقت آتی ہے جب وہ مجھ جیسے گرانڈیل آدمی پر جوتا لے کر دوڑتا ہے....!" شہباز ہنسنے لگا! دیر تک ہنستا رہا پھر وہ سو گیا!

واپسی کا سفر شروع ہوتے ہی انہوں نے خوشی کے نعرے لگائے!.... لیکن یہ سفر عمران کی دانست میں آمد کے سفر سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہونے والا تھا! کیونکہ ان کے سارے جانور جن میں خچر بھی شامل تھے اسی رات جل بھی گئے تھے جب چھولداریوں میں آگ لگائی گئی تھی!

عمران جانتا تھا کہ ایک مخصوص حد تک چلنے کے بعد گھوڑے بیکار ہو جائیں گے اور انہیں سنبھالنے کے لئے بھی کافی جدوجہد کرنی پڑے گی! اس کے آگے کے راستے پر خچر ہی کارآمد ثابت ہو سکتے تھے!

شکرال میں انہیں ایک بھی خچر نہیں مل سکا تھا!....

وہ خاموشی سے چلتے رہے! لیکن پھر عمران کو خاموشی کھلنے لگی! اسے بکواس کرنے کا مرض لاحق تھا! زیادہ دیر تک خاموش رہنے سے اس کی زبان میں گویا اینٹھن سی ہونے لگتی تھی! اور وہ اس کیفیت کو حبس انقباض کے نام سے یاد کرتا تھا!

ٹھیک اسی وقت تھریسیا اپنا گھوڑا بڑھا کر اس کے قریب پہنچ گئی!

"آخر تم مجھے کیوں لے جا رہے ہو....! ایسی صورت میں جب کہ مجھے قانون کے حوالے کرنے کا بھی ارادہ نہیں ہے!" اس نے پوچھا!

"مجھے خود بھی نہیں معلوم!" عمران بولا۔

"نہیں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو!" تھریسیا مسکرائی.... اس کی آنکھوں سے مترشح تھا کہ وہ عمران کی زبان سے کوئی ایسی بات سننا چاہتی ہے جو اس کی کسی دیرینہ خواہش کے برعکس نہ

ہو! دفعتاً جولیا بھی اس کے قریب پہنچ گئی! پتہ نہیں کیوں وہ ہمیشہ ان کی تنہائی میں مخل ہونے کی کوشش کرنے لگتی تھی۔!

تھریسیا نے بہت برا سا منہ بنایا اور دوسری طرف دیکھنے لگی! عمران کہہ رہا تھا!" پتہ نہیں میری مرغیاں کس حال میں ہوں گی--! تھریسیا کیا کبھی تم نے مرغیاں بھی پالی ہیں!"

"نہیں!.... میری عمر زیادہ تر خونخوار قسم کے آدمی پالنے میں گذری ہے! لیکن تم نے ابھی مجھے کس نام سے مخاطب کیا تھا!.... میرا نام ریٹا گراہمس ہے!"

جولیا ہنس پڑی اور اس نے کہا" یہ بہانہ تمہیں پھانسی کے پھندے سے نہیں بچا سکتا!"

"بدتمیز لڑکی! ہوش میں رہو! ورنہ تمہارا گھوڑا تمہیں کسی غار میں گرا کر سبکدوش ہو جائے گا!"

"شٹ اپ!" جولیا چیخی!

"ارے.... ہائیں....!" عمران ہاتھ نچا کر بولا!" یہ کیا شروع کر دیا تم لوگوں نے!"

"تم خاموش رہو....!" جولیا غرائی!

"ہاں تم خاموش رہو!" تھریسیا نے زہر خند کے ساتھ کہا!" یہ مجھے کھا جائے گی!"

"نہیں تم دونوں مجھے کھا جاؤ!...." عمران آنکھیں نکال کر بولا!" ویسے اگر تمہاری لڑائی زبانی ہو تو میں اس سے کافی محظوظ ہو سکتا ہوں! لڑتی ہوئی عورتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں!"

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئیں! اور جولیا عمران کے ساتھ ہی چلتی رہی! البتہ تھریسیا کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب عمران کے ساتھ نہ چلنا چاہتی ہو! اس کا گھوڑا تھوڑی دیر بعد ان سے بہت پیچھے رہ گیا!

اسی رات کو انہوں نے پڑاؤ ڈالا لیکن اب ان کے پاس چھولداریاں نہیں تھیں، شہباز نے اتنے کمبل مہیا کر دیتے تھے کہ وہ نیلی چھت کے نیچے بھی سردی کا مقابلہ کر سکتے تھے! جابجا آگ روشن کر دی گئی تھی! اور وہ ٹولیوں کی شکل میں تقسیم ہو کر رات بسر کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے! تھکن کے باوجود بھی وہ خوش تھے کہ اب وہ جلد ہی دوبارہ متمدن اور مہذب ماحول میں سانس لے سکیں گے!

آدھے چاند کی پھیکی چاندنی چٹانوں پر بکھری ہوئی تھی.... عمران ٹہلتا ہوا پڑاؤ سے دور نکل آیا! اتنے دنوں کے شور و شر سے اکتایا ہوا ذہن اس فضا میں سکون اور گہری طمانیت محسوس کر رہا تھا!.... وہ چٹان پر بیٹھ کر نشیب میں دیکھنے لگا جہاں ایک پہاڑی نالہ ہلکے سے شور کے ساتھ بہہ رہا تھا!

دفعتاً اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی! وہ چونک کر مڑا.... کوئی عورت اس کی طرف آرہی تھی، راستہ ناہموار ہونے کی بنا پر اسکی چال سے بھی عمران اندازہ نہ کرسکا کہ وہ کون ہے! اور پھر کچھ دیر بعد وہ اسکے قریب ہی پہنچ گئی۔ عمران اٹھ گیا!.... یہ تھریسیا تھی!

"کیوں؟" اس نے اس انداز میں پوچھا جیسے اس کا اس طرح آنا اسے گراں گزرا ہو!

"تم آخر خود کو سمجھتے کیا ہو!" تھریسیا بھی شاید پہلے ہی سے جھلائی ہوئی تھی!

"بڑی مصیبت ہے!" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا! "ارے میں خود کو بالکل چغد سمجھتا ہوں!"

"تم سمجھتے ہو کہ تم نے تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کو گرفتار کرلیا ہے.... اور قیدیوں کی طرح اسے لے جارہے ہو!"

"تم توریٹاگراہمس ہو! میں کسی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا سے واقف نہیں ہوں!" عمران بولا!

"آہا! تو تم مجھ پر رحم کررہے ہو!" تھریسیا چڑ کر بولی! "اس خیال کو دل سے نکال دو! تم سب اس وقت بھی تھریسیا کے رحم وکرم پر ہو!"

"واقعی....!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا اور پھر "ارے باپ رے!" کہہ کر اچھل پڑا اسے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی کتے کا پلہ اس کے پیروں تلے آکر چیخا ہو پھر وہ بوکھلا کر جھکا اور اسے تلاش کرنے لگا اچانک پھر ویسی ہی آواز آئی اور وہ پھر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا! لیکن کتے کے پلے کا کہیں پتہ نہ تھا!

تھریسیا ہنسنے لگی! اور عمران اسے گھورنے لگا!

"اسی طرح!" تھریسیا نے پرسکون آواز میں کہا! "تمہارے گھوڑے بھڑک بھڑک کر ڈھلانوں میں چھلانگ لگا سکتے ہیں! تم سب تباہ ہو سکتے ہو....: میں چاہوں تو یہ لوگ جو اس وقت پڑے سو رہے ہیں بوکھلا اٹھیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں.... بمبل آف بوہیمیا تنہا ہزاروں پر بھاری ہے، کیا سمجھے!"

عمران سناٹے میں آگیا! آخر اس نے پوچھا! "یہ آوازیں کیسی تھیں!"

"میرے حلق سے نکلی تھیں!" تھریسیا بولی! "اور اس میں کمال یہی ہے کہ تم نے انہیں اپنے پیروں کے نیچے محسوس کیا تھا!"

"واقعی کمال ہے!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی! پھر اس نے سنبھل کر کہا! "اگر میں تجھے قیدی سمجھتا تو ہتھ کڑیاں ڈال کرلے چلتا.... تم اس خیال کو دل سے نکال دو!"

"پھر اس طرح لے چلنے کا کیا مقصد ہے!"

"کوئی مقصد نہیں! کیا میں تمہیں ان درندوں کے رحم وکرم پر چھوڑ آتا!"

"عمران!" وہ قریب آکر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی! "میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں ورنہ اس دن وہاں الفانسے کی بجائے تمہاری لاش ہوتی!"

"اور فرشتے اسے براہ راست آسمان پر اٹھالے جاتے!" عمران نے سر ہلا کر کہا!

"میں تمہاری تحقیر نہیں کررہی! تم جیسا دلیر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا.... دلیر اور ٹھنڈے دماغ والا.... جب تم لڑتے ہو تو ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ تمہیں حریف کی طرف سے کوئی خدشہ ہو!.... تمہارے لڑنے کا انداز ایسا ہوتا ہے جیسے تم کوئی کھیل کھیل رہے ہو! تم انتہائی چالاک ہو.... انتہائی دانشمند.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم ان درندوں کو کیسے رام کرتے! میں آج بھی اس پر متحیر ہوں.... الفانسے کو تو انہیں کے ایک آدمی کی جگہ لینی پڑی تھی!"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو تھریسیا!"

"کچھ نہیں.... یہی کہ اس کے باوجود بھی تم ایک ناکارہ آدمی ہو!.... میں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتی جو کسی عورت کے جذبات کو نہ سمجھ سکے۔

"ارے باپ رے....!" عمران خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا!

"تم گدھے ہو!" تھریسیا جھلا کر بولی اور جانے کے لئے مڑ گئی! عمران اسے پڑاؤ کی طرف جاتے دیکھتا رہا....! مدہم چاندنی اب بھی اسی طرح بکھری ہوئی تھی! کچھ دیر بعد وہ وہیں آکر سو گیا جہاں سب سو رہے تھے!

اور دوسری صبح تھریسیا غائب تھی! ایک گھوڑا غائب تھا اور تھیلا جس میں کھانے پینے کا سامان جہاں تھریسیا سوئی تھی! وہاں ایک پتھر کے نیچے ایک خط ملا جس میں تھریسیا نے عمران کو طلب کر کے لکھا تھا!

"میں جارہی ہوں! لیکن زندگی کے کسی بھی حصے میں تمہیں نہ بھلا سکوں گی تم پر اعتماد نہیں کرسکتی ورنہ تمہارے ساتھ ہی چلتی! کبھی نہ کبھی پھر ملاقات ہوگی! لیکن شاید دو حریفوں کی شکل میں۔ ہم کبھی نہ مل سکیں! ٹی تھری بی کی تنظیم کا خاتمہ ہوچکا ہے اور اب میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنے جارہی ہوں! لیکن یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس زندگی کا انداز کیا ہوگا! تم ہمیشہ خوش رہو.... اور کاش کبھی میرے متعلق بھی

سوچ سکو!"

عمران نے خط پڑھ کر جیب میں رکھ لیا اور ڈینی سے بولا "اسکی تلاش اب فضول ہے!"

"کیوں ماسٹر! کیا ہماری محنت اور قربانی یونہی ضائع ہو جائے گی!" ڈینی نے حیرت سے پوچھا!

"نہیں اس کی یہ تحریر میرے پاس موجود ہے! اس سے یقیناً ثابت ہو سکے گا کہ ہم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے مگر اب اسے کیا کیا جائے کہ وہ خود ہی اپنے والدین کے پاس واپس نہیں جانا چاہتی.... ! کچھ بھی ہو ڈینی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس کا معاوضہ بہر حال ملے گا!"

"اس نے خط میں کیا لکھا ہے!"

"یہ ایک راز ہے ڈینی.... اسے نہ پوچھو ملک کے ایک بہت بڑے آدمی کا راز!" عمران کا جواب تھا ڈینی مغموم نظر آنے لگا.... قافلہ چلتا رہا! جولیا دل کھول کر ہنس رہی تھی۔ بات بات پر قہقہے لگا رہی تھی اور عمران کے دل پر سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا.... اگر وہ اس طرح نہ جاتی تو اس کے خلاف اسے کچھ نہ کچھ کارروائی تو کرنی ہی پڑتی!

ختم شُد